آریہ پستک پرچار — ٹریکٹ نمبر ۳۲

اوم

فلسفہ بیواہ اور نیوگ

از مہاشہ پانی پتی آریہ

زیر نگرانی و اہتمام مہاشہ وزیر چند ادھشٹھاتا صیغہ آریہ پستک پرچار

قائم کردہ

شیرومنی آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب تیار ہو کر شائع ہوا

آریہ سموت ۱۹۷۲۹۴۹۰۰۷ مطابق عیسوی سنہ ۱۹۰۶ء

رفاہ عام سٹیم پر[illegible]

بار اول ۱۰۰۰ — قیمت ۱/

صیغۂ آریہ پُستک پرچار

قائم کردہ

شریمتی آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب

کی طرف سے

ہر ماہ دو نئے ٹریکیٹ قابل دید شائع ہوتے ہیں ابتک ۳۳ اُردو - ایک ہندی اور ایک انگریزی کل ۳۵ ٹریکیٹ چھپ چکے ہیں - عہ سالانہ قیمت ادا کر کے ہر ایک شخص مستقل خریدار بن سکتا ہے،

درخواست بنام

مہاشہ وزیر چند ادہشٹھا تا صیغہ آریہ پُستک پرچار شہر جالندہر پنجاب

(مادہ وصف والے جانوروں میں پیدائش استقرار حمل پر موقوف ہے)
(رگ)

ہر جان دار میں مادہ تولید موجود ہے

ظاہر ہے کہ ہر قسم کے جان داروں میں نر اور مادہ موجود ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ تلاش کرنے سے پتہ لگتا ہے۔ کہ یہ تفریق خاص کر بقائے نسل کے لئے ہے۔ کیونکہ ان میں مادہ تولید پایا جاتا ہے۔ یعنی نر سے ایک قسم کا مادہ جسم مونث میں داخل ہوتا ہے جہاں کہ اس کی ترقی کا سامان موجود ہے۔ اور یہی مادہ وقت معینہ تک بڑھتا ہوا۔ آخر کار ویسی ہی صورت پکڑ کر جسم مادہ سے باہر آتا ہے۔ جن اجسام میں یہ مادہ تولید اور اس کے نشو و نما کے سامان نہیں ہوتے۔ اُن سے ہرگز کوئی دیگر جان دار جسم پیدا نہیں ہو سکتا +

خواہش وصال قدرتی ہے

جن اجسام میں یہ مادہ موجود ہوتا ہے۔ اُن میں قدرتاً وقت مقررہ پر ایک قسم کا حسن شوق اور خواہش

وصل پیدا ہو جاتی ہے - اور اس طرح ان کے ملنے سے یہ مادہ جسم نر سے جسم مادہ میں پہنچ جاتا ہے - پس ثابت ہے کہ خواہش وصل ایک قدرتی بات ہے - زیادہ غور کرنے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے - کہ جس قدر یہ مادہ تولید یعنی ویریہ پختہ اور مکمل ہوتا ہے - اور کہ جس قدر اس کے نشو و نما کے سامان مکمل اور عمدہ ہوں گے - اُسی قدر یہ مضبوط اور مکمل قسم کے جسم کی شکل اختیار کرتا ہے - اگر کسی وجہ سے یہ قبل از پختگی و تکمیل خارج ہو کر جسم مادہ میں پہنچ جاوے - تو جس جسم کی شکل میں یہ تبدیل ہوگا - وہ نسبتاً کمزور بدشکل اور نکما ہوگا +

انسانی سرشت قواعد مخصوصہ کی بالطبع محتاج ہے -

انسان چونکہ جان دار ہے - اور نر و مادہ کی تفریق بھی موجود ہے - لہذا خواہش وصال اس میں قدرتی ہے - مگر چونکہ یہ دیگر جان داروں سے نرالا ہے - اور بہت کچھ اس کو اپنی طبیعت و سرشت پر اختیار ہے - اس لئے دیکھا جاتا ہے کہ بالطبع اسکو ایسے قواعد احکام کی ضرورت ہے جو اس کو حد سے تجاوز نہ کرنے دیں کیونکہ اپنی خواہش وصال کی تیزی میں اگر یہ چاہے تو دیگر قسم کے مونث جان دار سے جماع کر سکتا ہے - یا دیگر بیہودہ طریق پر مادہ تولید (ویریہ) کو اپنے بدن سے خارج یا قبل از وقت ہی اسے ضایع کر سکتا ہے - پس اس صورت میں لازم تھا کہ اس قدر آزادی سے مناسب فائدہ اٹھانے کا طریق بھی آزادی کے عطیہ کے ساتھ ساتھ اس کو عطا ہوتا اور شکر ہے کہ ایسا ہی ہوا - یعنی حضرت انسان کے وجود میں آتے ہی اس کی ہدایت اور دستور العمل کے لئے ویدک گیان آغاز پیدائش دنیا میں ہی مل گیا +

دواہ اور فری لو

متذکرہ بالا آزادی سے ناجایز فایدہ اُٹھانے والوں کا

خیال ہے کہ تولید یا سیری خواہش وصال کے لئے وداہ یا قواعد خاص کی ضرورت نہیں بلکہ انسانوں کو اس بارے میں قطعی آزادی ہونی چاہئیے۔ مگر وہ بھولتے ہیں۔ اگر ایسا ہو۔ تو نسل انسان چند روز میں تباہ و برباد ہو جاوے۔ کیونکہ افراط و تفریط سے انسان ہر وقت کام لے سکتا ہے۔ اور کوئی معاہدہ یا کوئی خوف عہد شکنی نہ ہونے سے پرورش و تعلیم بھی عمدہ اور کامل نہ ہو سکے گی۔ کیونکہ یہ تمام بار صرف اناث پر جا پڑے گا۔ شہوت پرستی بھی بڑھ جاوے گی۔ جس سے کمزوری ہو کر جہاں کمزور اور نکمی اولاد پیدا ہوگی۔ وہاں اعلیٰ درجہ کی علمی ترقیات بھی قطعی معدوم ہو جاویں گی۔ غرضیکہ اس طرح سوسائٹی تباہ ہو کر آخر کار نسل انسان منقطع ہو جاوے گی پس فری لو سے زیادہ خطرناک مسئلہ اس قدرتی جذبہ کی خاطر اور کوئی نہیں +

انسانی دیگر قواعد فری لو سے بہتر مگر غیر مکمل اور اس لئے ناقص طریق اور بھی انسانوں نے ایجاد کر لئے ہیں۔ جو کہ بعض امور میں گو فری لو سے اچھے ہیں۔ مگر اور بہت سے نقصانات ومصایب کا موجب ہیں۔ مثال کے لئے قواعد نکاح کو ہی دیکھئے جو کہ مختلف اقوام اور مذاہب کی اختراع ہیں +

اسلامی نکاح مسلمانوں میں جو نکاح کے قواعد ہیں۔ وہ بہت ہی غیر مکمل ہونے سے نہایت ہی مضرت رساں ہیں۔ کیونکہ ان کی رو سے جو مرد و عورت خاوند و بیوی کا رشتہ جوڑتے ہیں۔ ان میں سے بیوی خاوند کی ملکیت اور خادمہ ہو جاتی ہے۔ اور خاوند اس کا پورا اور با اختیار حاکم۔ جس سے نہ صرف یہی کہ ایک ہم جنس کی محض آزادی ہی پائمال ہو جاتی ہے۔ بلکہ محبت حقیقی اور خلوص کامل قطعاً نہ

ہونے سے وہ لطف زندگی حاصل نہیں ہوتا جو کہ دو ہم جنسوں
کے اتنے بڑے ملاپ سے ہونا واجب تھا۔ مرد کو اختیار ہوتا ہے
کہ وہ اس کو مکان کی چہار دیواری میں قید رکھے۔ ضرورت پڑے
تو زد و کوب کرے۔ اور متعدد سوتیں اس کی چھاتی پر لا بٹھادے
یا اگر اس کی طبیعت چاہے تو اس سے کسی طرح اور کسی وقت
جماع کرے کیونکہ عورت کو ایسے کھیت سے مشابہت دی جاتی ہے۔
کہ جس میں جس طرف سے پسند کرے۔ دخل کرے۔ جو کہ نہایت مذموم
اور شرمناک حرکت ہے۔ علاوہ ازیں مرد کو مجاز ہے کہ عورت
کو مقررہ رقم (مہر) دے کر طلاق دیدے۔ بھلا ایسی صورتوں میں
کب ممکن ہے کہ باہمی الفت خالص اور محبت صادق ہو۔ ایک
اور بہت بڑا نقص قریبی رشتہ دار مرد و عورت میں شادی کا اختیار
و رواج ہے۔ جس سے خلوص و پیار ہو ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ اوائل
عمر میں جو بھائی اور بہن کا برتاؤ برت چکے ہوں۔ اُن کے لئے خاوند
و بیوی ہو کر اس طرح زندگی بسر کرنا قدرتاً نہایت شاق گذرتا ہے
پس یہ امر یقینی ہے۔ کہ عموماً قواعد نکاح مروجہ مسلمانان کی رو سے
خاوند بیوی میں کامل محبت و سچی وفاداری ہرگز نہیں ہو سکتی +

عیسوی نکاح

عیسائیوں کے قواعد نکاح گو نسبتاً عمدہ ہیں۔ مگر جو نقص ان
میں پائے جاتے ہیں۔ ان میں بعض تو اسی قسم کے ہیں بعض
ان سے بھی زیادہ خطرناک ہیں۔ مثلاً اختیار طلاق جس سے تمام ممالک
عیسائی کی عدالتیں مقدمات فیصل کرنے سے عاجز آگئی ہیں۔ اور
قریبی رشتہ داران میں مجاز شادی ہونا یہ ہر دو صورتیں تو مسلمانوں
ہی جیسی ہیں۔ مگر مرد و عورت کو ایک سے زیادہ ایک ہی وقت میں

شادی کرنے کا اختیار نہ ہونا بے شک عمدہ ہے یا یہ بھی اچھا ہے۔ کہ مرد کو قانوناً یا اخلاقاً عورت کو زد و کوب یا قید کرنے کا مثل مسلمانان اختیار نہیں مگر اول الذکر دو باتیں ایسی ہیں کہ محبت و پیار ان کی وجہ سے بھی پاس تک کو نہیں آ سکتے۔ علاوہ ازیں موافقت مزاج کا خیال گو اچھا ہے۔ مگر جو ذریعہ اس موافقت کا نکالا گیا ہے۔ وہ بذات خود بالکل غیر موزون اور خطرناک ہے کیونکہ عیسائیوں میں بالعموم یہ ذریعہ کورٹ شپ کہلاتا ہے۔ جس کی وجہ سے دو نوجوان و ناتجربہ کار مرد و عورت باہمی ایک دوسرے کی مزاج شناسی کرتے ہیں۔ اور اکثر اُن کو علیحدہ ملنے کا موقعہ دیا جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ دونوں باتیں بالکل نامناسب اور ناکامیاب ذریعہ ہیں۔ چنانچہ مشہور ہے کہ عیسائیوں کی شادی محبت سے شروع ہو کر روٹیوں پہ آ ٹھیرتی ہے ✦

پورانک دواہ

پورانک قواعد شادی بھی مکمل نہیں۔ کیونکہ گوان کی رو سے قریبی رشتہ داران میں شادی یا طلاق نہیں ہو سکتی۔ لیکن مرد کو متعدد دواہ اور عورتوں پہ جبر کا پورا اختیار ہے۔ جن کی وجہ سے پورانک عورتیں بجائے اپنے خاوندوں سے الفت و محبت کرنے کے مڑھی مسانوں مزاروں اور پیروں سیانوں اور شہیدوں فقیروں اور درختوں اور پتھروں سے دل لگانے میں ذرا شرم نہیں کرتیں۔ ان باتوں کے علاوہ پورانکوں میں شادی صغیر سنی کا رواج بہت ہی خوف ناک ہے۔ جس نے تمام نسل کو ہی بگاڑ دیا ہے حتی کہ پرتاپ اور سیوا جی جیسے اب پیدا ہونے تو درکنار رفتہ رفتہ اب ایسے مرد پیدا ہونے لگے ہیں کہ اُن کے کارنامے بڑی ہی حیرت و استعجاب سے پڑھتے ہیں۔ غرضیکہ آج تک انسانی مذاہب یا اقوام جو قواعد تولید مقرر کر سکتے ہیں وہ مختصر طور پہ یہ ہیں:-

۱-آزادی پسند { فری لو۔

۲-اسلام
۱-قریبی رشتہ داروں میں ازدواج۔
۲-بیوی کو خاوند کی ملکیت و خادمہ بنانا۔
۳-بیوی کو افزائش نسل و نفس پرستی کا آلہ سمجھنا۔
۴-مرد کو طلاق کا اختیار۔
۵-شادی کا معاوضہ بیوی کے لئے زر مہر۔
۶-مرد کو چند عورتوں سے شادی کا مجاز ایک ہی وقت میں +

عیسویت
۱-قریبی رشتہ داران میں ازدواج۔
۲-بیوی کو ترقی نسل کا آلہ سمجھنا۔
۳-مرد کو چند عورتوں سے ایک ہی وقت میں شادی کا اختیار نہ ہونا +
۴-فریقین کو طلاق کا اختیار۔
۵-جوانی میں شادی۔
۶-موافقت مزاج بذریعہ کورٹ شپ۔

۳-پورانک
۱-قریبی رشتہ داروں میں ازدواج نہ ہونا +
۲-بیوی کو خاوند کی ملکیت و خادمہ بنانا۔
۳-شادی صغیر سنی
۴-عورتوں پر جبر کا اختیار۔
۵-بیوی کو ترقی نسل اور نفس پرستی کا ذریعہ سمجھنا۔

ظاہر ہے کہ فرداً فرداً یہ قواعد قطعی غیر مکمل اور غیر مکتفی ہیں جس کا ثبوت گرہستھیوں (خانہ داروں) کی عام حالت ہے۔ یعنی آئے دن میاں بیوی کے تنازعات عمدہ اولاد کا پیدا نہ ہونا۔ اور علم الہیات یا لطیفہ کے

کے حصول کی قطعی ناقابلیت وغیرہ وغیرہ

لازمی نتیجہ | ان قواعد تولید کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ :-

(الف) اولاد زیادہ مرتی ہے +

(ب) بیماریوں کی ترقی دن دونی رات چوگنی ہے۔

(ج) اولاد کے طبعی عمر تک پہنچنے پر شبہ ہونے سے اول ضرورتاً و بالآخر عادتاً کثرت جماع ہوتی جاتی ہے +

(د) کثرت جماع سے کمزور اولاد یعنی آیندہ نسل حواس پر ضابطہ ہونے کے ناقابل ہو کر عادتاً شہوت پرست ہوتی جاتی ہے +

(ہ) عورتیں اور مرد جلد جلد بیوہ اور رنڈوے ہو کر مکرر سہ کرر ازدواج کر لیتے ہیں +

(و) حتیٰ کہ مرد بھڑوے اور عورت رنڈی بن کر عوام کا اخلاق بگاڑتے ہیں +

گویا

فری لو اور قواعد مروجہ کا دو مختلف طریق سے قریب قریب نتیجہ یکساں ہی ہوتا ہے۔ پس ضروری ہے۔ کہ ان سب کو بالائے طاق رکھ کر ویدک وواہ کی چھان بین کریں۔ جو حسب ذیل قواعد کی پابندی لازمی قرار دیتا ہے :-

ویدک وواہ | دو لڑکی اور لڑکے کا شادی کے پہلے اکیلی جگہ میں میل نہ ہو کیونکہ جوانی میں عورت مرد کا گو اکیلی جگہ میں ٹھہرنا موجب خرابی ہے۔ لیکن جب لڑکے یا لڑکی کی شادی کا وقت ہو۔ یعنی ایک برس یا چھ مہینے برہمچریہ آشرم اور تحصیل علم کے ختم ہونے

۵۱ کم از کم پچیس سال مرد کے لئے اور کم از کم سولہ سال عورت کے لئے برہمچریہ کا زمانہ ہے +

میں باقی رہیں۔ تب اُس لڑکی اور لڑکے کا پرتی بمب یعنی عکس جس کو فوٹو
کہتے ہیں۔ یا تصویر اُتار کر لڑکیوں کے پڑھانے والیوں کے پاس کنوارے
لڑکوں کی۔ لڑکوں کے استادوں کے پاس لڑکیوں کی تصویر بھیج دیں
جس جس کی شکل مل جائے۔ اس اس کے اتہاس یعنی پیدائش سے
لے کر اس دن تک جو جنم چرتر یعنی سوانح عمری کی کتاب ہو۔ اس کو پڑھانے
والے منگوا کر دیکھیں۔ جب دونوں کے وصف عمل فطرت مطابق ہوں
تب جس جس کے ساتھ جس جس کا بیاہ ہونا مناسب سمجھیں اس اس
لڑکے اور لڑکی کی عکسی تصویر اور اتہاس لڑکے لڑکی کے ہاتھ میں
دیدیں۔ اور کہیں کہ اس میں جو تمہاری منشاء ہو سو ہم کو بتا دینا۔ جب
ان دونوں کا پختہ ارادہ باہم شادی کرنے کا ہو جائے۔ تب ان دونوں
کا سماورتن (گوروکل سے واپسی) ایک ہی وقت میں ہونا چاہئے اگر وے
دونوں پڑھانے والوں کے سامنے بیاہ کرنا چاہیں۔ تو وہاں۔ نہیں تو لڑکی
کے ماں باپ کے گھر میں بیاہ ہونا مناسب ہے جب وے سامنے ہوں
تب اُن استادوں یا لڑکی کے ماں باپ وغیرہ نیک آدمیوں کے سامنے
ان دونوں کی آپس میں بات چیت شاستر ارتھ کرانا۔ اور جو کچھ پوشیدہ
بات پوچھیں وہ بھی مجلس میں لکھ کر ایک دوسرے کے ہاتھ میں دے کر
جواب سوال کر لیں۔ جب دونوں کی پوری رغبت بیاہ کرنے میں ہو
جائے۔ تب سے اُن کے خورد و نوش کا عمدہ انتظام ہونا چاہئے کہ جس
سے اُن کا جسم جو سابقہ برہم چریہ اور حصول تعلیم کی ریاضت اور تکالیف
میں کمزور ہوتا ہے۔ وہ چاند کی کلا کی مانند تھوڑے ہی دنوں میں بڑھ کر
طاقت ور ہو جائے (ستیارتھ پرکاش اُردو صفحہ ۱۱۹) و (ستیارتھ ہندی
صفحہ ۸۴) ÷

یہ لمبا اقتباس اُن وید منتروں کی بمنزلہ دیاکھیا (تشریح) کے ہے۔
جو سنسکار ودھی میں متعلقہ وواہ دئے گئے ہیں۔ اس سے.....
..... امور ذیل اخذ ہوتے ہیں:۔

۱۔ جوان عمر میں بعد اختتام تعلیم و معیاد برہمچریہ شادی ہونی چاہیئے +
۲۔ مرد اور عورت کی پسند لازمی امر ہے +
۳۔ استادوں اور والدین وغیرہ کا مشورہ ضروری ہے +
۴۔ قبل از وواہ پوشیدہ ملاقات کی قطعی ممانعت ہے +
۵۔ مزاج اور عادات کی مطابقت ہو کر وواہ ہونا چاہیئے
۶۔ جو مرد و عورت اولاد پیدا کرنے کے قابل اور خواہشمند ہوں۔ محض اُن کو ہی وواہ کرنا چاہیئے +
۷۔ دس سے زیادہ اولاد ہرگز پیدا نہ کرنی چاہیئے +
۸۔ قریبی رشتہ داروں میں شادی منع ہے +
۹۔ مرد و عورت کو طلاق وغیرہ کا اختیار نہیں +
۱۰۔ مرد و عورت ایک دوسرے کو رفیق سمجھیں +
۱۱۔ ایک مرد کو ایک ہی عورت سے اور ایک عورت کو ایک ہی مرد سے شادی کا اختیار ہے +
۱۲۔ عورت و مرد باہم ایک دوسرے کے ساتھ عزت سے برتاؤ کریں +
۱۳۔ مرد و عورت بہت مدت تک ایک دوسرے سے جدا نہ رہیں +
۱۴۔ سوائے ایام مقررہ کے ہرگز جماع نہ کرنا (دیکھو ستیارتھ پرکاش ہندی صفحہ ۹۳ - و ۹۴)

ویدک دواہ کے قواعد ایسے کیوں ہیں؟

ان پر غور کرنے سے بآسانی سمجھ میں آسکتا ہے کہ ان سے بہتر قواعد دواہ کے لئے ہرگز نہیں ہو سکتے۔ان میں اعلیٰ اخلاق مرد و عورت کے مساوی حقوق کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ رہا یہ امر کہ اس قسم کے قواعد کیون بنائے گئے وجہ ظاہر ہے کہ دواہ کی علت غائی اولاد پیدا کرنا نہیں۔ بلکہ عمدہ اور قابل اولاد پیدا کرنا ہے۔ اور عمدہ اور قابل اولاد پیدا کرنے کے لئے ایسے ہی قواعد کی ضرورت ہے۔کیونکہ اولاد پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے۔کہ والدین خود قابل ہوں۔اُن کے مزاج موافق ہوں۔اور وہ شہوت کے ہرگز غلام نہ ہوں۔کیونکہ گو خواہش جماع ایک قدرتی امر ہے۔لیکن اس کی افراط و تفریط اور ضبط وغیرہ بہت کچھ انسان کے اختیار میں ہے اور کہ افراط تفریط نہایت خطرناک اور ضبط نسبتاً مفید ہے اسی لحاظ سے قواعد بھی ایسے ہی ہونے چاہئیں جو زنا کو قطعی روکنے اور مضبوط اولاد پیدا کرنے میں مدد دینے والے ہوں۔والدین کی ناموافقت بھی اولاد پر بہت برا اثر پیدا کرتی ہے۔اور یہ دونوں باتیں صرف اسی کے ضبط میں آسکتی ہیں۔جو خود قابل ہو۔پس دواہ کے یہ قواعد نہایت ضروری ہیں۔اور کہا جا سکتا ہے کہ مکمل ہیں۔

دواہ کا طریق

ان قواعد کی پوری پابندی اور بوجہ احسن تکمیل کے لئے نہایت ضروری ہے۔کہ دواہ سوسائٹی اور خاندان کے رو بروے عالموں اور فاضلوں کی موجودگی میں ہو۔یعنی فریقین ان کی پابندی کا معاہدہ۔اور ان تمام امور کا اعادہ کریں۔کہ کس طرح اس معاہدہ کی پابندی میں سرگرم اور نیک نیت رہیں گے۔کس طرح وہ ایک دوسرے سے نبیں گے۔اور کس طرح اولاد کے نیک بنانے میں پوری کوشش

کریں گے۔ کیونکہ اس طرح عمل کرنے سے فریقین کو پابندی معاہدہ
کا ہر وقت خیال رہے گا۔ اور کوئی نقص عائد نہ ہو سکے گا ؛

نتیجہ

ویدک وواہ کے قواعد اور طریق پر غور کرنے سے یہ نتیجہ آسانی
سے نکل آتا ہے۔ کہ ان قواعد اور اس طریق کے پابندوں سے
ہرگز امید نہیں کی جا سکتی۔ کہ عورتوں کو غلام یا نفس پرستی اور شہوت
رانی کا ذریعہ مرد یا مردوں کو عورتیں بنا سکیں۔ مگر سوال ہو سکتا ہے
کہ ان قواعد اور اس طریق پر عمل کرنے والے اگر مروجہ قباحتوں سے
بچ سکتے تھے۔ تو آریوں کی اولاد ہندوؤں میں یہ کس طرح ظہور پذیر
ہو گئیں۔ اس کے لئے ہم ناظرین کی توجہ مہابھارت کی طرف دلاتے
ہیں۔ جو اعتبار کامل کا رتبہ گو اس وقت نہیں رکھتی۔ کیونکہ اسمیں حد سے
زیادہ تحریف ہو گئی ہے۔ تاہم اس امر کا پتہ لگ سکتا ہے۔ کہ موجود
نقائص اس وقت تک خال خال ہی ظاہر ہوئے تھے۔ اس کے بعد
رشیوں اور فاضلوں کے یک لخت نقل مکان کر جانے اور قابل حکمرانوں
کے مارے جانے سے اول علم کا تنزل شروع ہوا حتے کہ رفتہ رفتہ
دنیا ویدوں کو قطعی فراموش کر کے خود غرضوں کے پھندے میں پھنس
گئی۔ پس موجودہ نقصوں کی وجہ دراصل ویدک تعلیم کی عدم اشاعت
ہی ہے۔ ورنہ قواعد اور طریق کا نقص نہیں ؛

مسئلہ نیوگ

ویدک دواہ کے قواعد۔ قواعد عامہ ہیں۔ اور ہر مرد و عورت سے متعلق ہیں۔ مگر صرف کنوارے اور کنواریوں سے۔ اس لئے گو اس امر کا دعوے کیا جا سکتا ہے کہ ان قواعد کی پابندی سے مرد و عورت کا جو تعلق قایم ہوتا ہے۔ اس سے اس کا مقصد نہایت عمدگی سہولیت اور یقینی طور پر حاصل ہو جاتا ہے۔ تاہم رشیوں نے بتلایا ہے۔ کہ باوجود ان سب کوششوں کے بھی مقصد کی فوتیدگی کا امکان ہے۔ مثلاً ہو سکتا ہے۔ کہ قبل اس کے کہ دواہت مرد و عورت فعل مجامعت کر سکیں ان میں سے ایک کی موت[1] ہو جاوے۔ یا بالتقدیر ان کے اجسام کی ناقابلیت[2] کا پتہ باوجود اس قدر احتیاط کے بھی نہ لگ سکا ہو۔ یا یہ ناقابلیت بعد میں پیدا ہو گئی ہو۔ یا باوجود مجامعت بموجب قواعد حکمت متذکرہ بالا کے[3] اولاد پیدا نہ ہو سکی ہو۔ اور ان کی جدائی اس طور پر اتفاقیہ واقع ہو جائے۔ کہ پھر ملنے کی امید نہ ہو۔ یا کوئی فریق بندۂ[4] شہوت ہو جائے۔ پس اس کا علاج۔ سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ صورت اول میں فریق زندہ کا دواہ اور نمبر ۲ و ۳ کی صورتوں میں نیوگ اور چوتھی صورت میں پنر دواہ

۱۔ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۱۴
۲۔ " " " ۱۱۶
۳۔ " " " ۱۱۶
۴۔ " " " ۱۱۷

یا نکاح ثانی کیا جاوے۔ کیونکہ یہ تو بدیہی ہے کہ ویدوں میں اس
قسم کے منتر پائے جاتے ہیں۔ جن میں دواہ کے قائم مقام قایم
کرنے کی اجازت پائی جاتی ہے۔ مگر یہ امر کس طور پر ہو۔ کیا ہو؟
اس کی بابت رشیوں کی تفسیریں ہیں۔ گو آج کل کے بعض فاضلوں نے
اس قایم مقام کا نام پُنر دواہ ہی رکھا ہے۔ بعض نے نیوگ۔ لیکن
رشیوں نے نیوگ اور پنر دواہ ہر دو مانے ہیں۔ کیونکہ در اصل دواہ
کے اس قائم مقام کے مناسب اور درست طریق دو ہی ہو سکتے ہیں۔
ایک کسی صورت میں بھی نہ کافی ہے۔ اور نہ جایز چونکہ یہ مسئلہ
نہایت لطیف ہے۔ اس لئے اس کی بحث ذرا تفصیل کے ساتھ
دینا چاہتے ہیں +

رشی دیانند کی رائے

نیوگ یا پنر دواہ کے لئے جو منتر رشی دیانند نے پیش کئے ہیں۔ وہ حسب ذیل ہیں +

(۱) मां त्वमिन्द्र मीढ्वः رگ[1] منڈل ۱۰۔ سوکت ۸۵ منتر ۴۵
اس میں الفاظ पतिमेकादशं گیارہ تک خاوند دواہ کے قایم مقام
کا مظہر ہیں +

(۲)[2] رگ ۱۰۔۴۰۔۲۔ میں لفظ कुहस्विदोषा दवर دوسرا خاوند
اسی امر کا مظہر ہے +

(۳)[3] رگ ۱۰۔۱۸۔۸۔ میں الفاظ उदीष्व अभि जीवलोकं
(دوسرے زندہ پتی کو پراپت ہو) یہی بات تبلاتے ہیں +

---

[1] ستیارتھ پرکاش ہندی صفحہ ۱۱۴
[2] ستیارتھ پرکاش ہندی صفحہ ۱۱۶
[3] ستیارتھ پرکاش ہندی صفحہ ۱۱۶

(۴) [۱] अदेवृघ्न्यपति اتھرو ۱۴-۲-۱۸ میں لفظ आवति घ्नय- देवृध्नि
دیور کو ہی تبلاتا ہے

(۵) [۲] सोम: प्रथमो رگ ۱۰-۱۵-۴۰- میں لفظ प्रथम وغیرہ
سے خاوندوں کی شمار ہے +

(۶) [۳] अन्यमिच्छस्व सुभगे पतिमत्- رگ ۱۰-۱۰-۱۱۰
میں الفاظ अन्यंपति دوسرے خاوند کے لئے آئے ہیں +

ظاہر ہے کہ ان منتروں میں وپنر دواہ یا نیوگ ہر دو الفاظ نہیں ہیں البتہ رشیوں نے ان کی تفسیر کرتے ہوئے لفظ دیور کی ویاکھیا میں نیوگ کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔لیکن اس کو (نیوگ) کو محض دوجوں کے لئے مخصوص کیا ہے۔شودروں میں پنر دواہ کی آگیا ہے چونکہ ویدوں میں ہر ایک تعلیم کے محض اصول مانے گئے ہیں اس لئے ان اصولوں کی تشریح رشیوں کی تفسیر میں ہے۔پس دواہ کے قایم مقام یہ ہر دو فعل ہیں۔لیکن ایک مخصوص یہ دوِ جان دوسرا متعلق بہ شودران +

نیوگ اور پُنر دواہ یہ ثابت کیا جا چکا ہے۔کہ ویدک دواہ کی رو سے زنا یا شہوت پرستی قطعی نہیں ہو سکتی۔کیونکہ دواہ کرنے والے پورے عالم و عالمہ دھارمک و دھارمکہ جوان اور یکسان سوبھاؤ والے ہوتے ہیں۔اور آپس میں ہی ایک دوسرے اور محض ایک دوسرے

---

[۱] ستیارتھ پرکاش ہندی صفحہ ۱۱۷
[۲] " " " ۱۱۸
[۳] " " " ۱۱۹

پرہی قانع رہنے اور صرف دس تک نیک قابل اور عمدہ اولاد پیدا کرنے کا معاہدہ اپنے استادوں عالموں فاضلوں اور بزرگوں کے رو برو... کرتے ہیں۔ اور شریر و آتما کے بلوان ہوتے ہیں۔ اس لئے اس عہد کے نباہ کی اُن سے امید واثق بھی ہو سکتی ہے۔ تاہم بعض صورتیں ناگزیر ہوتی ہیں۔ اور ان میں انسان بالکل بے بس اور لاچار ہوتا ہے پس وہ تعلیم بالکل ادھوری اور نا مناسب ہے۔ جو انسانی سرشت کا ٹھیک ٹھیک موازنہ نہ کرکے اندہا دھند طور پر دی گئی ہو۔ ویدک تعلیم چونکہ پرماتما کی طرف سے ہے۔ جملہ نقائص سے بری ہونے سے دواہ کے قایم مقام بنانے کی بھی اجازت دیتی ہے۔ لیکن رشیوں نے انسانی طبایع اور قوانین قدرت کا مشاہدہ کرکے اس کی تعلیم اس طرح کی ہے۔ اول بحالت موت کسی فریق کے دوم بحالت زندگی +

بحالت موت دواہ کے قائم مقام

دواہت مرد و عورت میں سے جب ایک کی موت ہوتی ہے۔ تو ظاہر ہے۔ کہ دو صورتوں سے خالی نہیں +

(الف) ایک فریق کی موت کسی وجہ سے اس وقت ہو جائے جبکہ ابھی تک عمل مجامعت وقوع میں نہیں آیا۔ اس صورت میں رشیوں نے تبلایا ہے۔ کہ دواہ کی تکمیل نہیں ہوتی۔ اور اس لئے فریق زندہ کو اختیار ہے کہ کسی دوسرے کے ساتھ دواہ کرلے۔ اور کہ ایسا مکرر دواہ نہ نیوگ کہلاتا ہے۔ نہ پُنر دواہ کیونکہ اس صورت میں معاہدہ وغیرہ کا فعل وقوع میں آچکا ہے نہ کہ دواہ۔ ہاں اس صورت میں بھی اگر فریق زندہ کو دواہ سے

ﻠﻪ ستیارتھ پرکاش ہندی صفحہ ۱۱۳

نفرت آ جاوے۔ تو اس کی مرضی +

(ب) ایک فریق ایسی حالت میں مر جائے۔ جبکہ فعل مجامعت ہو چکا ہو۔ تو ظاہر ہے۔ کہ ایسی صورت میں چونکہ بلحاظ اس امر کے کہ فریقین نے یہ طریق گربھا دہان مجامعت کی ہے۔ اولاد کا پیدا ہونا امر یقینی ہے۔ اس لئے اس کو اسی پر قناعت واجب ہے۔ اور اس کو اسی پر قانع رکھنے کے لئے مدا[ل] کی صورت میں جو اختیار دیا گیا ہے۔ اس کو اس سے محروم کر دیا گیا ہے۔ الا اگر وہ اس پر قانع نہ رہ سکے۔ یا پیدا شدہ بچہ فوت ہو جاوے اور اولاد پیدا کرنے کی خواہش ہو۔ اور گود کبھی نہ لے سکتا ہو۔ یا اتفاق سے حمل ہی نہ ہوا ہو تو اس کو اجازت دی گئی ہے۔ کہ بذریعہ نیوگ .... دوسرے کے لئے اولاد پیدا کرے یا اگر خواہش مجامعت نا قابل برداشت معلوم ہو تو بذریعہ نیوگ دوسرے کے[ل] اولاد پیدا کر دے۔ بذریعہ نیوگ اس لئے کہ نیوگ مثل وواہ استادوں فاضلوں اور خاندان کے مرد و عورتوں کے رو بروے ہوتا ہے۔ اور نیوگ کرنے والے مرد و عورت سب کو معلوم ہوتے ہیں۔ اور فریقین اس امر کا عہد کرتے ہیں۔ کہ وہ اس قدر اولاد پیدا کریں گے۔ ظاہر ہے کہ یہ صورت اس سے بہتر اور زیادہ عمدہ ہے۔ کہ خواہشمند فریق اگر دوج ہے تو دوسرا وواہ کرے یا بد چلنی اور خفیہ یا علانیہ عیاشی کر کے اپنا اور دنیا کا ناش کرے۔ کیونکہ دوسرا بواہ ہونے کی صورت میں ظاہر ہے۔ کہ یا تو وہ اپنے ہی جیسے

[ل] ستیارتھ پرکاش ہندی صفحہ ۱۱۳ و ۱۱۴۔

[ل] " " " صفحہ ۱۱۵۔

بیوہ عورت یا رنڈوے مرد سے شادی کرے گا۔ یا کنوارے کنواری
سے ہر دو صورتیں قطعی نا مناسب ہیں۔ بدیں وجہ کہ دوج وہ ہوتا
ہے۔ جس نے پورے طور پر برہمچاری یا برہمچارنی رہ کر دینی
و دنیاوی ہر دو طرح کی تعلیم میں کمال حاصل کر لیا ہو۔ شریر
اور آتما کا بلوان ہو اور اپنی خواہش پر کافی ضبط رکھتا ہو۔ اگر
دوج کو مکرر شادی کا اختیار دیا جاوے۔ تو ظاہر ہے۔ کہ اول تو
وہ اس عہد کو توڑے گا۔ جو نہایت متبرک مگر نہایت ہی ضروری
اور لازمی اس امر کی بابت تھا کہ وہ اس وقت سے ہرگز کسی
دوسرے کے ساتھ پتی یا پتنی بھاؤ سے نہ برتے گا۔ کیونکہ ایسا
ہی عہد ان تمام خرابیوں کو روک سکتا ہے جو مرد و عورت میں
باہمی رنجش یا عدم اعتبار کا باعث یا عمدہ اور قابل اولاد پیدا کرنے
میں حارج و مخل ہوں پس سچی وفاداری پاکیزہ محبت اور ایفاء عہد
لازماً اس امر کے متقاضی ہیں۔ کہ اپنے زوج یا زوجہ جیسے ہمراہی
سے جدا ہو کر کبھی دوسرے کو دل دینے کا خیال بھی نہ گذرے
اور ہر دیگچی چمچہ ہونے سے بچے۔ کہا جا سکتا ہے کہ ایسا عہد
جیون (زیست) تک کے لئے ہوتا ہے۔ اور جب ایک فریق مرجاتا
ہے۔ تو وہ عہد بھی ساتھ ہی ساتھ ختم ہو جاتا ہے۔ آہ! یہ
خیال یا تاویل بڑے ہی بھولے پن کی ہے۔ اور فریقین کو نقض
عہد کے لئے نہ صرف بڑی ہی دلیری دینے والی ہے بلکہ ان کو
زندگی بھر رنج و الم کا شکار بھی بنانے والی ہے۔ کیونکہ تجربہ بتلاتا
ہے۔ کہ ایسے مکرر ازدواج سے نہایت خطرناک نتائج نکلے ہیں۔ دوم
کنوارے کنواری کے ساتھ مکرر ازدواج میں کو اس کی عصمت پسندی

ثابت ہے بدیں وجہ کہ وہ ایسے امر کا لالچ کرتا ہے۔ جس کا کہ بروئے انصاف وہ ہرگز مستحق نہیں۔ رہی دوسری صورت یعنی بیوہ سے شادی۔ اس کے نقائص کے لئے ہم رشی کے ہی الفاظ نقل کر دیتے ہیں:۔

سوال۔ پنر وواہ میں کیا دوش ہے؟

جواب۔ اول بیوی و خاوند میں محبت کا کم ہونا۔ (دوسرا) جب بیوی اور خاوند ایک کے مرنے کے بعد دوسرا وواہ کرنا چاہیں۔ تب سابق خاوند کی جائداد کو اُٹھا لے جانا۔ اور ان کے خاندان والوں کا ان کے ساتھ جھگڑا کرنا۔ (تیسرا) بہت سے اعلےٰ خاندانوں کا نام و نشان تک نہ رہ کر ان کی جایداد کا خورد برد ہو جانا۔ (چوتھا) پتی برت و استری برت دھرم کا کم ہونا وغیرہ وغیرہ۔ (ستیارتھ پرکاش ہندی کا خلاصہ صفحہ ۱۱۳) پس رشیوں نے نہایت ہی دانائی سے دوجوں کو ان نقصوں سے بچانے کے لئے ان کے لئے وواہ کا قائم مقام نیوگ اور شودروں کو کوئی جائداد وغیرہ نہ ہونے کی وجہ سے اور نیز اس وجہ سے بھی کہ وہ نیوگ جیسے لطیف مسئلہ پر کاربند نہ ہو سکیں گے۔ پُنر وواہ کی اجازت دی ہے۔ ان ہر دو قائم مقاموں کے طریق میں جو فرق ہے۔ وہ بھی رشی دیانند کے الفاظ میں حسب ذیل ملتا ہے:۔

سوال۔ پنر وواہ اور نیوگ میں کیا فرق ہے؟

جواب۔ اول جیسے وواہ میں بیٹی اپنے باپ کا گھر چھوڑ خاوند کے گھر چلی جاتی ہے۔ اور باپ سے چنداں تعلق نہیں رہتا۔ اور بیوہ عورت اسی شادی شدہ خاوند کے گھر میں رہتی ہے (دوسرا)

اُسی شادی شدہ عورت کے لڑکے اسی شادی شدہ خاوند کے وارث ہوتے ہیں۔ اور بیوہ عورت کے لڑکے نیوگ شدہ خاوند کے نہ بیٹے کہلاتے ہیں۔ نہ اس کا گوتر ہوتا ہے۔ اور نہ اس کا اپنایت کا حق اُن لڑکوں پر ہوتا ہے۔ بلکہ وہ مُردہ خاوند کے بیٹے کہلاتے۔ اسی کا گوتر رہتا۔ اور اسی کی جائداد کے وارث ہو کر اسی گھر میں رہتے ہیں۔ تیسر شادی شدہ خاوند و بیوی کو باہمی خدمت اور پرورش کرنا لازمی ہے اور نیوگ شدگان کا کچھ بھی تعلق نہیں رہتا۔ چوتھا۔ شادی شدہ بیوی اور خاوند کا تعلق موت تک رہتا اور نیوگ شدگان کا حصول مطلب کے بعد منقطع ہو جاتا ہے۔ پانچواں شادی شدہ خاوند و بیوی آپس میں امور خانہ داری کا سر انجام کرتے ہیں۔ اور نیوکت اپنے اپنے گھر کے کام کیا کرتے ہیں۔ نیز شادی شدہ خاوند اور بیوی زیادہ سے زیادہ دس۔ لیکن نیوکت زیادہ سے زیادہ چار اولاد پیدا کر سکتے ہیں۔ اور وواہ محض کنوآرے اور کنواری کا ہی ہوتا ہے۔ مگر نیوگ کنوارے کنواری اور بیوہ کا یا کنواری اور رنڈوے کا ہرگز نہیں ہو سکتا (خلاصہ از ہندی ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۱۳ و ۱۱۴)

لہ اس کی شہادت اس امر سے ملتی ہے کہ نیوگ یا پُنر وواہ کے متعلق جو سنسکرت وغیرہ منتر ہیں۔ وہ وواہ کے وقت معاہدہ میں شامل ہیں گویا ہر دو فریق میں معاہدہ اس امر کی بابت بوقت شادی ہو جاتا ہے کہ بصورت وفات ایک فریق کے دوسرا اگر نیوگ سے اولاد پیدا کرے تو کر سکتا ہے۔ پس یہ معاہدہ بذات خود نیوگ سے پیدا شدہ اولاد کے جواز و استحقاق وراثت کا ثبوت ہے ٭

بحالت زندگی دواہ کے قائم مقام

مذکرہ بالا صورتیں[لہ] کسی ایک فریق کی موت ہو جانے پر ہیں۔ لیکن اگر ہر دو فریق زندہ ہوں۔ اور دواہ کے بعد کوئی ایسی وجہ ہو جائے۔ جس سے ایک یا دونوں فریق ناقابل تولید ہو جائیں۔ یا آنکہ ان میں ایسی جدائی ہو جائے۔ کہ پھر ملنے کی امید نہ رہے۔ یا ناقابلیت کا پتہ ہی اتفاق سے نہ لگ سکا ہو۔ یا مزاجوں کی.... موافقت باوجود اس قدر احتیاط کے نہ ہو۔ اور اس کی وجہ سے آپس میں سخت رنج و فساد ہو جائے۔ یا محض اناث کی ہی پیدائش ہو۔ یا کوئی فریق بندۂ شہوت ہو جاوے۔ تو ظاہر ہے کہ ان صورتوں میں بھی اگر فریقین یا فریق کو زنا اور عیاشی سے روکنے کا کوئی ذریعہ استعمال نہ کیا جاوے۔ تو بالضرور اول خفیہ پھر علانیہ بد معاشی پھیل جاوے گی۔ جس سے سوسائٹی کی تباہی کا امکان ہے۔ کوئی خواہ کسی قدر اینچا تانی کرے۔ مگر غور کرنے سے معلوم ہوگا۔ کہ یہ سب حالات ناگزیر ہیں۔ اور اس لئے ان کی روک تھام جہاں تک کہ ہو سکتی ہے کرنی لازم ہے۔ چونکہ ناقابلیت تولید کی صورت میں ممکن ہے۔ کہ دونوں فریق یعنی مرد و عورت ہی اولاد پیدا کرنے کے ناقابل ہو جائیں۔ تو اس صورت میں ظاہر ہے۔ کہ دواہ کا قائم مقام بنانے کی کوئی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ اور اس لئے فریقین کا فرض ہے کہ تجرد سے کام لیں۔ اور فضول مجامعت کرکے اپنا دماغ برباد نہ کریں۔ بلکہ ان کو چاہئے کہ دنیا کی بھلائی میں اپنا زمانہ گرہست آشرم بسر کریں۔ اگر کسی کو وارث بنانے کی ضرورت ہو تو بذریعہ گود (متبنیت) کام چلالیں۔ لیکن اگر

لہ ستیارتھ پرکاش ہندی صفحہ ۱۲۰

یہ ناقابلیت ایک فریق میں ہو تو صورت مختلف ہے۔ اور اس لئے رشیوں نے فرمایا ہے۔ کہ بہتر تو یہ ہے۔ کہ فریقین پھر بھی قانع رہیں یا گود لے لیں۔ لیکن۔ اگر دونوں فریق رضامند ہوں تو مناسب ہے کہ بذریعہ نیوگ فریق قابل کو سنجوگ کا اختیار دیا جاوے۔ یہی صورت محض لڑکیوں کی پیدائش پر ہے اس میں یہ امر ملحوظ ہے۔ کہ لڑکیاں چونکہ خاوندوں کے گھر چلی جاتی ہیں۔ اور جائداد وغیرہ کی وارث نہیں ہوتیں۔ اور ممکن ہے۔ کہ لڑکیاں اتنی دور بیاہی گئی ہوں۔ کہ وہ یا ان کے خاوند جائداد کا انتظام نہ کر سکیں۔ یا انتظام کرنا منظور ہی نہ کریں یا ان میں بھی ایسی صورت واقع ہو جائے۔ تو ظاہر ہے کہ ان حالتوں میں سوائے اس کے کچھ چارہ نہیں کہ یا تو کسی کو گود لیا جاوے۔ یا جائداد کسی خیرات کے کام میں لائی جائے۔ یا دیگر جدیوں کے لئے چھوڑ دی جائے۔ یا ان میں سے کوئی صورت نہ ہو سکنے کی حالت میں برضامندی فریقین کسی کو گود لیا جاوے لیکن مزاجوں کی ناموافقت کی وجہ سے آپس میں فساد اور رنج اگر ہو تو ظاہر ہے۔ کہ ایسے مرد و عورت اگر کوئی اولاد پیدا کرینگے تو نہایت لڑاکی غمگین اور سدا بیمار ہوگی۔ جس کے پیدا کرنے کی سخت ممانعت ہے۔ پس ان کو اجازت دی گئی ہے۔ کہ وہ علیحدہ علیحدہ نیوگ کر کے اولاد پیدا کر لیں اور اس قسم کی اولاد ہر دو کی ان کی مشترکہ وارث ہوگی۔ گویا یہ اجازت جس میں ان کی رضامندی کی چنداں پرواہ معلوم نہیں ہوتی۔ محض ان کی آپس میں بدسلوکی کی سزا معلوم ہوتی ہے۔ ورنہ ان کا سب سے بڑا فرض مزاجوں کی موافقت کے لئے کوشش کرنا ہی ہے۔ رہا بندۂ شہوت ہو جانا اس کی بابت صرف

وہیں تک روکنے کا موقع خاص کر دیا گیا ہے۔ جہانتک کہ وواہ اور نیوگ کے قواعد کی پابندی سے دس تک اولاد پیدا کریں۔ اس سے زیادہ ہوس والے کو حکم ہے کہ پتت کر دیا جاوے۔ کیونکہ باوجود اس قدر موقعہ دینے کے بھی اگر کوئی حواس پر ضابطہ نہیں ہو سکتا۔ تو وہ ہرگز اس قابل نہیں کہ اس کو دوجوں میں شامل رکھا جاوے۔ بندۂ شہوت بننے سے روکنے کو خاص کر نیوگ اور پُنر وواہ کے اصول وضع ہوئے ہیں۔ لیکن باوجود ان کے بھی اگر شہوت کا غلام ہو تو خواہ وہ نیوکت ہو یا وواہت ویدک شریعت ہر دو کو پتت کرنے کا حکم دیتی ہے اور اس لئے مخالفان ویدک دھرم کا آریوں کو یہ الزام دینا کہ نیوگ نہایت مذموم اور نفس پرستی کا ذریعہ ہے بالکل بادر ہوا ہے اور وثوق سے کہا جاتا ہے کہ اصل مسئلہ پر سنجیدگی سے غور نہ کرنے کا نتیجہ ہے ؁

الغرض والمختصر

یہ کہ انسانوں میں خواہش تولید اور اس کے لئے فعل مجامعت فطری ہے۔ جو استقرار حمل پر موقوف ہے۔ باقی امور کہ کہاں تک اور کون شخص اس خواہش تولید کی پابندی کرے۔ اس کے لئے کون سے طریق اور ذرائع بہترین ؛ اور کامل ترین ہیں۔ کون کون باتیں شرم و حیا طہارت و پاکیزگی میں شامل ہیں۔ سب کا انحصار محض اس تعلیم اور تربیت پر ہے جو کہ شروع سے مسلسل یا مابعد پورے موثر طریق سے ملے ؁

۲۔ انسان کو اپنی طبیعت و سرشت پر بہت کچھ اختیار ہے۔

اس لئے اس خواہش فطری سے جایز اور مناسب فایدہ اُٹھانے
کے لئے چند ایسے قواعد کی ضرورت ہے جو اس کو افراط و تفریط
کے خطرناک راستوں سے روک کر اس کی جسمانی و روحانی طاقتوں
کی ترقی کا موقعہ دینے والے ہوں۔ اور اگر ممکن ہو تو اس کے
مددگار ہوں +

۳۔ آج کل جو وواہ کے قواعد اور فری لو کے طریق جاری ہیں۔ بالکل
غیر مکمل اور فرداً فرداً سخت نقصان دہ ہیں +

۴۔ ویدک قواعد دربارہ وواہ اعلیٰ ترین ہیں۔ اور ان سے مقصد
مطلوبہ نہایت آسانی اور عمدگی سے نکل آتا ہے +

۵۔ انسان کے لئے بعض صورتیں ناگزیر ہیں +

۶۔ بصورت ہائے ناگزیر بعض قواعد عامہ کے نرم کرنے میں چنداں
مضایقہ نہیں +

۷۔ حالات ناگزیر کی وجہ سے طلاق و تبادلہ زوجگاں و متعہ وغیرہ وغیرہ
مروجہ قواعد اسلامی و عیسوی بڑے ہی تباہ کن و مضر ثابت ہوئے
ہیں۔ اور اس لئے قابل ترک و نفرت ہیں +

۸۔ وواہ کے متعلق آپت کال یا حالت لاچاری ایک فریق کی بیوقت
موت اور فریقین کی زندگی میں بھی مثل ناقابلیت ایک فریق۔ اولاد
کا زندہ نہ رہنا۔ انتظام جایداد وغیرہ کے لئے اولاد حاصل کرنے
کی ضرورت سمجھنا۔ برہمچریہ پہ قادر نہ رہ سکنا وغیرہ وغیرہ صورتیں
کہلاتی ہیں +

۹۔ ان کا بہترین علاج۔ یوگ ابھیاس ترقی علم کے ذرایع کا اختیار
وغیرہ وغیرہ ہیں +

۱۰- معمولی علاج تبنیت یا کسی کا گود لینا وغیرہ ہے ÷

۱۱- آخری علاج نیوگ اور پُنہ وواہ ہیں جن میں سے نیوگ صرف دوجوں یعنی دھرم کرم میں سادودھان عالمان با عمل کے لئے۔ اور پُنر وواہ دوسروں کے لئے ہے ÷

۱۲- جو شخص شہوت کا غلام ہو۔ اور شادی شدہ یا نیوکت خاوند و بیوی مقررہ اولاد سے زیادہ یعنی شادی شدہ خاوند و بیوی زیادہ سے زیادہ دس اور نیوکت ایک خاوند و بیوی سے زیادہ سے زیادہ چار سے زیادہ پیدا کریں۔ وہ ہرگز سوسائٹی کے قابل نہیں۔ اور اس لئے گرا دینے اور نفرت کے قابل ہیں۔ یا جو مرد و عورت محض حظ نفسانی کے لئے مجامعت کریں وہ بھی حد درجہ ملعون ہیں ÷

یہ ہے ویدک تعلیم۔ مہرشی دیانند کی تعلیم۔ پورانے آریوں کا سوشیل طریق اور آریہ سماج کا مشن ÷

اگر اس مختصر تحریر پر کسی کو اعتراض ہو تو سنجیدگی سے بحث چھیڑنے پر ہم اس کا خیر مقدم کرنے کو تیار ہیں۔ مگر ایک امر کی بابت ہم اور بھی مختصر سا ذکر کرنا چاہتے ہیں۔ یعنی بعض لوگ کہا کرتے ہیں کہ گیارہ تک خاوند یا گیارہ تک بیویاں یا بحالت پیدا اولاد بذریعہ نیوگ چار خاوند یا چار بیویوں سے اولاد پیدا کرنے کی اجازت بالکل نا مناسب ہے ہم کہتے ہیں کہ آریہ سماج کب سے دوسرا خاوند یا ایک سے دوسری بیوی کو ہرگز بھی روا نہیں رکھتا۔ مگر حالات ناگزیر۔ ناگزیر ہی ہوتے ہیں۔ اور صرف زبانی جمع خرچ سے اُن سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتے۔ پس کم حوصلہ کی یہ وہی کمزوری ہے کہ ہر ایک ممکن پہلو پہ اثر ڈال سکے۔ اور انسان

کو شہوت پرستی و دیگر بد عادات سے ایک مناسب حد تک بچنے کا موقعہ دے۔ چونکہ انسانی جسم کی بناوٹ اور اس کی طاقتوں کا مطالعہ کرنے سے جبکہ زمانہ سلف و حال کے فاضل اس امر پر پہنچ گئے ہیں کہ دس اولاد تک پیدا کرنے کے انسان قابل ہے اور نیک اور عمدہ اولاد دس تک پیدا کر سکتا ہے۔ تو کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ جو شخص ایک اولاد پر قناعت نہ کر سکے اس کو دو کی اور جو دو پر صابر نہ رہ سکے۔ اس کو تین کی و علےٰ ہذا دس تک کی اجازت نہ دی جاوے۔ یا شادی ہوتے ہی ایک فریق کی موت۔ اور دوسرے کے ساتھ شادی ہوتے ہی اس کی بھی و علےٰ ہذا۔ یا بحالت نیوگ ہر دو فریق کے لئے زیادہ سے زیادہ چار اولاد پیدا کرنے پر ان کے قطع تعلق کا حکم اور زیادہ سے زیادہ بوجہ غلبہ مادہ شہوت کے چار شخصوں سے دس تک اولاد پیدا کرنے کا طریق ہرگز نا مناسب معلوم نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس کی رو سے یہ جائز نہیں ہو جاتا کہ ہر ایک جوڑا بالضرور دس اولاد پیدا کر لے۔ یا ہر ایک مرد ضرور ہی گیارہ عورتیں یا ہر ایک عورت گیارہ خاوند یا ہر ایک نیوگنت مرد و عورت باوجود اولاد کے چار چار خاوند و بیوی یکے بعد دیگرے کریں۔ بلکہ یہ آخری حدیں ہیں جو انسانی بناوٹ اور طاقتوں کے پیمانہ پر قائم کی گئی ہیں جس طرح نہ سب انسانوں کی جسمانی طاقتیں و خواہشیں یکساں ہیں۔ نہ اُن کی ضروریات ہی۔ اسی طرح اس تعدد کا حکم نہ سب کے لئے تعمیم کا درجہ رکھتا ہے۔ اور اسی لئے نہ غیر مناسب ہی ہے۔ اس امر کی شہادت کے لئے نہ قیاسات کی ہی ضرورت ہے۔ اور نہ فرضیات کی بلکہ وہ

مشہور و معروف منتر ہے۔ جو پورانک انکار کے لئے ہنٹر کا حکم رکھتا ہے + یعنی

सोम: प्रथमो विविद गन्धर्वो विविद उत्तर:। तृतीयो अग्निष्टे पतिस्तुरीयस्ते मनुष्यजा:॥

رگ۔ منڈل ۱۰۔ سوکت ۸۵ منتر ۴۰

پہلا خاوند۔ برہمچاری (کنوارا) وغیرہ ہونے سے سوم کہلاتا ہے:۔
دوسرا خاوند۔ کنواری سے دوسری عورت کے ساتھ مجامعت پسند ہونے سے گندھرو:۔

تیسرا:۔ زیادہ حرارت والا ہونے سے اگنی:۔
چوتھے سے گیارھویں تک منشیہ یعنی ادنیٰ درجہ میں ہوتے ہیں۔
اس کا صاف طور پر وہی منشائے ہے۔ جو ہم لکھ چکے ہیں۔
یہی حالت بیویوں کی ہے۔ پورانکوں کے لئے اس منتر کو ہم نے ہنٹر اس لئے تبلایا ہے۔ کہ یہ لوگ رگ منڈل ۱۰ سوکت ۸۵ منتر ۴۵ میں

इमां त्वमिन्द्र मीढ्व: ... पतिमेकादशं कृधि:

کا ترجمہ کرتے ہوئے
کا ترجمہ "دس پتر اور گیارھواں پتی کو سمجھ" کیا کرتے ہیں۔ گویا اس میں علاوہ اور غلطیوں کے بڑی غلطی یہ ہے کہ ایک کے سوا دوسرے پتی (خاوند) کی اجازت نہیں مانتے۔ اور اس لئے دوسرے منتروں کے ساتھ بالعموم اور منتر بالا کے ساتھ اختلاف کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں پورانک مہاشہ جہاں اور باتوں میں کمزور ہیں وہاں بات بات میں زبان سے اشبھ اشبھ الفاظ کا وہم کرتے ہوئے جھٹ پکار اٹھتے ہیں۔ کہ یہ منتر وواہ کے وقت کا ہے۔ اور ایک سے زیادہ خاوند کا ایسے موقعہ پر ذکر آنا اشبھ

ہے۔ مگر ہمارے پولانک مہاشہ بڑے ہی بھولے ہیں۔ اور انہیں سمجھے۔ کہ اس منتر کا دواہ میں شامل ہونا دو معنوں کے لحاظ سے ضروری ہے۔ ایک یہ کہ پہلے ہی فریقین کی اس سے نیوگ کی رضامندی منظور ہے۔ دوسرے ان کو یاد دلایا جاتا ہے۔ کہ اپنے فرائض متعہدی سے ادا کریں۔ کیونکہ جدائی کا امکان ہے۔ یہ ایسا ہے جیسا کہ حفظ ما تقدم کے طور پر بجلی وغیرہ سے بچانے کے لئے اکثر مکانوں پر پٹیاں پہلے ہی نصب کر دی جاتی ہیں۔ یا جلد گر پڑنے کے خوف سے چھتیں مضبوط ڈالی جاتی ہیں۔ یا مکانوں کے دروازے پہلے ہی تمام ضرورتوں کو سوچ سمجھ کر لگائے جاتے ہیں۔ اسکے لئے ہم ایک مثال ذیل کافی سمجھتے ہیں اور پھر اس مضمون کو ختم کر دیتے ہیں:-

مثال

ایک ساہوکار نے ایک مکان بنوایا اور گھر پرویشی کے موقعہ پر ایک باہمن دیوتا کو بلا کر جمایا مگر دکشنا دلخواہ نہ دی تو باہمن دیوتا نے خفا ہو کر مکان کے بنانے والے کی تعریف یوں شروع کی کہ مکان عمدہ تعمیر کیا ہے۔ سب آرام ہیں۔ مگر دروازہ تنگ کر دیا ہے۔ مردہ کی نعش مشکل سے نکل سکے گی۔ لالہ جی اشبھ والیہ سنکر لال پیلے ہو گئے۔ اور باہمن دیوتا کو نکال دیا۔ اور اس کے باپ کے پاس جا کر شکایت کی۔ بڑے دیوتا نے کہا۔ کہ سیٹھ جی لڑکا موڑھ ہے۔ آپ ہم کو بلا کر لے جاویں۔ ہم شکایت رفع کر دیں گے۔ چنانچہ ایک روز بڑے دیوتا بھی بلائے گئے۔ اور خوب اچھی طرح سے جا کر

جب رخصت کا وقت آیا تو دکشنا ان کو بھی ایک ٹکہ منصوری ہی دکھلایا گیا۔ باہمن دیوتا سمجھ گئے کہ اس نے لڑکے کو بھی ٹکہ ہی دیا ہوگا۔ آپ فرمانے لگے۔ کہ مہاراج لڑکا تو بالکل بیوقوف تھا۔ جو دروازہ کو چھوٹا سمجھا۔ اس میں تو دو دو نعش چھوڑ کر چار چار روز نکال لو۔ بس کیا تھا۔ لالہ جی خفا ہو گئے اور گالی گلوچ ہو کر نوبت لڑائی و مار پیٹ تک پہنچ گئی۔ اور چند آدمی جمع ہو گئے۔ اور عقلمند سمجھ گئے کہ لڑائی کی بنیاد لالہ جی کی بیوقوفی ہے ورنہ کاریگر کا پہلا فرض ہے۔ کہ وہ ضروریات آیندہ کا خیال رکھے۔ اوم شم

صیغہ آریہ ٹِسٹنک پرچار کے ٹریکٹوں کی فہرست۔

نمبر شمار	نام ٹریکٹ	نام مصنف	قیمت فی جلد
۱	مسائل زندگی	پنڈت گنگا پرشاد۔ایم۔اے	۳ پائی
۲	پرماتما سرود یا یکتا	مہاشہ وزیر چند	۳ پائی
۳	مہرشی دیانند کی تعلیم نمبر ۱	رائے ٹھاکر دت صاحب	۳ پائی
۴	مہرشی دیانند کی تعلیم نمبر ۲	؍؍	ایک آنہ
۵	قدیم آریہ ورت میں فن تحریر	پنڈت شیام جی کرشن ورما۔ایم۔اے	۶ پائی
۶	بائیبل کو کس نے لکھا حصّہ اول	مہاشہ وزیر چند	۱/
۷	انسانی زندگی کا مقصد	رائے کنور بہادر صاحب	۳ پائی
۸	اخلاقی وروحانی صحت	لالہ کاشی رام صاحب پلیڈر	۳ پائی
۹	موروثی برہمن اور بھوشیہ پوران	لالہ رگھناتھ سہائے صاحب	۳ پائی
۱۰	بھوشیہ پوران میں عیسیٰ و محمد	مہاشہ وزیر چند	۳ پائی
۱۱	انسانی سوسائٹی کی بناوٹ	پنڈت گنگا پرشاد صاحب ایم۔اے	۳ پائی
۱۲	مہورت پھل	۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۶ پائی
۱۳	تندرستی و خوشی کا اصلی مخزن	۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۳ پائی
۱۴	قرآنی آیتوں کا شان نزول	حکیم بندرابن صاحب	۶ پائی
۱۵	جوہر تہذیب	رائے ٹھاکر دت صاحب	ایک آنہ نیم
۱۶	کیا ایشور اوتار دھارن کرتا ہے ؟	مہاشہ وزیر چند	۳ پائی
۱۷	دنیا میں گناہ کہاں سے آیا ؟	؍؍	۳ پائی
۱۸	یگیہ قربانی نہیں ہے	لالہ کاشی رام صاحب پلیڈر	۱/
۱۹	سورج کی روشنی میں سات رنگ	پنڈت گنگا پرشاد صاحب ایم۔اے	۶ پائی

نمبر شمار	نام ٹریکٹ	نام مصنف	قیمت
۲۰	دھن کا ڈاہ	پنڈت گورودت جی - ایم - اے -	۶ پائی
۲۱	بدرجی کی نصائح دلپذیر	ماخوذ از مہابھارت	۶ پائی
۲۲	روحانی زندگی کی حقیقتیں	پنڈت گورودت جی - ایم - اے	۶ پائی
۲۳	جان کیلون کی سوانح عمری	مہاشہ وزیر چند	۹ پائی
۲۴	سوانح عمری ورجانند سرستی	بنسپتی	ایک آ
۲۵	اثباتِ روح	مہاشہ پربھو رام صاحب	ایک آ
۲۶	اونکار اوپاسنا	پنڈت گورودت جی - ایم - اے	ایک آ
۲۷	حقیقی الہام کی پہچان	مہاشہ کاشی ناتھ بی - اے	۹ پائی
۲۸	آریہ علم طب کی عظمت	مہاشہ وزیر چند	۳ پائی
۲۹	علم ہندسہ کا منبع وید ہے	مہاشہ شادی رام پانی پتی	ایک آ
۳۰	کلیش نوارن	پنڈت رودرت جی -	۹ پائی
۳۱	ویدک تثلیث	مہاشہ وزیر چند	۹ پائی
۳۲	فلسفہ بواہ و نیوگ	پانی پتی آریہ	ایک آ
۳۳	وید پرچار ندھی	ماسٹر آتما رام صاحب	ایک آ
۳۴	بیوٹیز اوف ویدک دھرم - انگریزی	مہاشہ راج کنوار ایم - اے	ایک آ
۳۵	ویدک دھرم کا مہتو - ہندی	مہاشہ ستھہ دیو جی -	ایک آ

دس روپیئے یا زیادہ کے خریدار کو پندرہ فی صدی کمیشن دیا جاتا ہے

ویدک دھرم کا سیوک

وزیر چند ادہشٹھاتا صیغہ آریہ پستک پرچار جالندھر

ओ३म

مرتک شرادھ

پنڈت ساتولیکر جی کی تازہ تصنیف

مشہور ویدک سکالر شری پنڈت ساتولیکر جی نے عوام میں ویدوں کا پر[illegible]
کرنے کے لئے مندرجہ ذیل کتابیں آریہ بھاشا (ہندی) میں ویدوں کے متعلق تصنی[illegible]
کی ہیں۔ معمولی ہندی جاننے والا اِن کو پڑھکر اس بیش قیمت رُوحانی خزانہ سے
واقف ہو سکتا ہے۔ جو پرماتما نے منُش ماتر کو دیا ہے ⁘

اتھروید کا سوُ ادھیائے - اتھروید کا گیان حاصل کرنے کے لئے [illegible]
کا مطالعہ کریں۔ کتاب کی شیلی بڑی منورنجک اور سگم رکھی گئی ہے مجلد قیمت صرف [illegible]

(۲) **یجروید کا سو ادھیائے ادھیائے ۳۶** - اِس پستک میں سچی
شانتی کی سمپلتا [illegible] ہیوں کا ورنن کیا گیا ہے۔ قیمت ۸/

(۳) **سرو پوجیہ کی پُوجا** - ادھیائے ۳۲ اس میں بھگوان کی پُوجا کی و[illegible]
بتلائی گئی ہے۔ قیمت ۲/

(۴) **مانوی آیُش** - اس میں منُش کی عمر بڑھانے کی ویدک ریتی بتلائی
ہے۔ قیمت صرف ۳/

(۵) **کلیان کا مارگ** - منُش کے کلیان کا مارگ [illegible] منُش کے [illegible] اقتصا[illegible]
پہنچنے کا آسان طریقہ اس میں ورنن کیا گیا ہے۔ قیمت ۸/

(۶) **یجروید ادھیائے ۴۰** کی ویاکھیا چھپ رہی ہے اور جلد شائع ہوگی ⁘

اِن کے علاوہ پنڈت جی کی اور بھی تمام تصانیف ہم سے مل سکتی [illegible]

المشتہر

راجپال منیجر آریہ پستکالیہ و سرسوتی آشرم لاہور

سوتنی آشرم گرنتھ مالا نمبر

ओं

مرتک شرادھ کے کھنڈن میں ایک جامع کتاب

مسمیٰ بہ

ماسٹر د...

راجپال...

پرکاش اسٹیم پریس لاہور میں باہتمام سردار کرم سنگھ پرنٹر چھپوا گیا

بار اول قیمت ۱۲

فہرست مضامین

شرادھ سمیکشا پر چند قابلِ قدر رائیں

(۱)

احقر گذشتہ ۱۳ سال سے مذہبی دنیا کا مطالعہ سعی بلیغ و صرف کثیر سے کر رہا ہے۔ چار سال سے مطالعہ بخصوصی "دھرم ودیا" میں مشغول ہے۔ اُسے دیکھ کر یہ خیال برابر چلا آ رہا ہے کہ اگر جملہ مذاہب میں یہی طریق رائج ہو تو متضاد مذاہب کے ایک طالب علم کو بہت سی سہولیت ہو سکتی ہے۔ ویدک دھرم جس میں "وشواس" کے معنے تحقیقات سے حاصل کردہ راست اصول "کو تسلیم کرنا ہے جس کی بِنا کو سائنس اور فلسفہ ہر دو تسلیم کریں پھر اُس کی طرف سے ایک ایسا سریز ضرور ہونا چاہئے جس سے اصولات و مدہانت کی ایسے طریق پر دلائل و حوالجات سے تشریح ہو کہ ہر ایک Hand book کا کام دے سکے۔ مخالفین کو سرِ تسلیم خم کرنا پڑے یہ ایک کمی رہی ہے۔

ماسٹر بابولال کی سابق تصنیف شاستر ارتھ سمر الیسے متذکرہ سلسلہ کی "مورتی پوجا" پر ایک کتاب کہی جا سکتی ہے۔ دیگر تصنیف زیرِ ریویو "مرتک شرادھ" پر بہمہ وجوہ ایک جامع کتاب ہے۔ جس کا ہر ایک عنوان ایک دوسرے پر فوقیت رکھتا ہے۔ حوالجات۔ دلائل۔ دیاکرن۔ طرزِ تحریر و دلچسپی عبارت الغرض بہر پہلو

مزین ہے۔ جس کا بغور مطالعہ ہر اہلِ مذہب کو اکتسابِ حق کا موقعہ پیش کر سکتا ہے
ممبران و سہائیکان آریہ سماج کو بالخصوص ماسٹر صاحب کی اِس کوشش کی قدر
دانی و حوصلہ افزائی کرنی چاہیئے۔ جس سے ہر دو تصانیف کے آئندہ ایڈیشن
اور بھی ہر طرح سے مکمّل ہو کر شائع ہو سکیں ؛

نیاز مند

لچھمی چند ودیارتھی۔ ہیڈ ماسٹر اے وی مڈل سکول۔ بھوانی گڑھ،
گورنمنٹ پٹیالہ

(۲)

میری رائے ناقص میں ویدک دھرم پر کیئے گئے ایک بھی اعتراض کا
ایکتی پُورک کافی و شافی جواب دے دینا سینکڑوں لیکچروں اور ہزاروں
ترجموں سے بڑھکر ہے ؛

مہاشہ بابولال جی آریہ سیوک کی تصنیف زیر ریویو موسومہ مرتک شرادھ
سمیکھشا اسی طرز کی ایک لاثانی۔ نہائت ہی پُرمعنی اور قابلِ دید صحیفہ ہے۔
مرتک شرادھ کے متعلق آریہ علماء نے کئی گرنتھ لکھ چھوڑے ہیں۔ جو سارے
کے سارے اپنی اپنی نوعیت کے لحاظ سے کمال علمیت و لیاقت سے مرتب کئے
گئے ہیں۔ لیکن ان سب کی اور اپنی خداداد ذہانت و تیز فہمی سے مہاشہ
صاحب موصوف نے اس کو چار چاند لگا کر ایک نفیس لاثانی کتاب بنا دیا ہے۔ نام کو
تو یہ شاستر ارتھ کا تذکرہ ہے۔ مگر بلحاظ مضمون اگر اسے مرتک شرادھ کا انسائیکلو
پیڈیا کہا جائے۔ تو غیر موزوں نہ ہوگا۔ ایک ہی بار اس کو بغور پڑھ جانے سے
مرتک شرادھ کا باطل اور کمزور خیال حرف غلط کی طرح مٹ کر اپنی ہستی کھو بیٹھتا ہے

لائق مصنف نے مرتک شرادھ کے ہر ایک پہلو پر مفصل اور بالتشریح روشنی ڈال کر لوآموز اصحاب کو مختلف و متعدد کتب کے مطالعہ سے بچا دیا ہے۔ جا بجا فٹ نوٹوں اور برموقعہ اشعار نے تو گویا سونے پر سہاگے کا کام دیا ہے۔ دلچسپ ایسی کہ شروع کر کے ختم کئے بغیر کھانا پینا حرام ہو جاتا ہے۔ کتاب ہذا کے مسودہ کو پڑھکر میری خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ خاص کر مشہور آریہ مناظر شریمان پنڈت لوک ناتھ جی کی لاجواب دلائل اور بےنظیر طرز بیان کو دیکھ کر تو دل قربان تک ہو جانے کو طیار ہو رہا ہے ❊

اُمید ہے۔ کہ آریہ پبلک کتاب مذکور کو ہاتھوں ہاتھ خرید کر لیکھک و پرکاشک کی حوصلہ افزائی کریگی ❊

نیاز مند:۔ رام سنگھ آریہ سیوک گنڈرال۔ ضلع کانگڑہ ❊

گھر بیٹھے سنسکرت سیکھ لو

ویدوں کے پرسدھ وِدوان پنڈت سات ولیکر جی نے ایک ایسی لاثانی کتاب بنام سنسکرت سویم شکھشک تیار کی ہے۔ جس سے ہر ایک استری پُرش۔ بچہ۔ بُوڑھا۔ جو معمولی اُردو یا ہندی جانتا ہے ایک گھنٹہ روز لگا کر صرف دو ماہ میں بغیر کسی استاد کی مدد کے گھر بیٹھے اتنی سنسکرت سیکھ سکتا ہے کہ سنسکرت میں معمولی بات چیت کر سکے۔ یہ بات اتنی مقبول عام ہوئی کہ اس کا پہلا اور دوسرا ایڈیشن بہت جلد ختم ہو گیا۔ اور اب تیسرا ایڈیشن بہت سی ایزادی و ترمیم کے بعد شائع ہوا ہے۔ اگر ایسی آسان کتاب کے ہوتے ہوئے بھی آپ نے سنسکرت نہ سیکھی تو افسوس ہے طالب علم اس کی مدد سے بہت جلد امتحان میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ قیمت حصہ اول ۱۲؍ حصہ دوم ۱۲؍

راجپال مینیجر آریہ پستکالیہ وسرسوتی آشرم۔ لاہور

دیباچہ
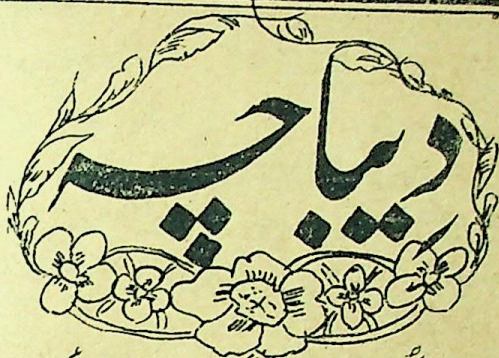
من از گل باغ میجویم تو گل از باغ مے جوئی
من آتش از دخان بینم تو از آتش دخان بینی

تجربے نے یہ امر روز روشن کی طرح عیاں کر دیا ہے۔ کہ آریہ سماج کے پر[چار]
اور اس کی جڑوں کو پاتال تک پہنچانے کے لئے کسی مقام پر دس لیکچر اتنا کام نہیں
کر سکتے۔ جتنا کہ مخالفوں سے ایک زبردست مباحثہ۔ شاستر ارتھوں کا پر بھاو
مہرشی دیانند جی کا جیون چرتر اور آریہ اخبارات کے فائل یہاں تک بتلاتے ہیں
کہ اکثر کٹر سے کٹر وردھیوں تک نے سماج کے آگے ہمیشہ کے لئے ہتھیار
ڈال دیئے ہیں۔ اس تحریر سے یہ غرض نہیں کہ ویاکھیان اور اپدیش نہیں ہونے
چاہئیں۔ نہیں وہ بھی ہونے چاہئیں۔ لیکن کب زیادہ مفید ہو سکتے ہیں۔ یہ ام[ر]
غور طلب ہے۔ جس طرح کسی جنگل کی زمین کو مزروعہ بنانے کے لئے پہلے اس کی
خار دار جھاڑیوں کو کاٹنے اور کوڑا کرکٹ کو آگ لگانے کی ضرورت ہے۔ بعد میں
کیاریاں نکالنے اور آب پاشی کرنے کی۔ اسی طرح بحث مباحثوں اور شاستر ارتھوں کے
ذریعہ لوگوں کے مذاہب کا کھوکھلا پن پیش کرنے کے بعد میں اگر اپنے سدھانتوں
کی فضیلت لیکچروں کے ذریعہ دکھلائی جائے۔ تو اغلب ہے۔ کہ یہ طریقہ زیادہ فائدہ مند

اور دیر پا ثابت ہو۔ کیونکہ یہ ایک مسلّمہ بات ہے۔ کہ سیاہ کپڑے پر کسی نئے رنگ
کا چڑھنا ذرا مشکل ہوتا ہے۔

اس میں شک نہیں کہ یتیم خانے۔ کالج۔ سکول۔ ودھوا آشرم۔ گورو کل
وغیرہ ایک اجنبی کو سماج کی جانب کھینچنے میں سہائتا دیتے ہیں۔ مگر اُسے درڑھ
آریہ سماجی نہیں بنا سکتے۔ یہ کام لیکچروں۔ مباحثوں اور پستکوں دوارا ہی باحسنِ
وجوہ سر انجام پا سکتا ہے۔ اس وقت آریہ سماج کی کشتی کے ملاحوں کی توجہ
زیادہ تر انسٹی ٹیوشنوں کی طرف لگی ہوئی ہے۔ دھرم پرچار کا کام کس مپرسی کی حالت
میں ہے۔ مخالفین کے دانت کھٹے کرنے والے اور میدان میں سینہ سپر ہو کر ڈٹنے
والے وِدوان مُناظر انگلیوں پر شمار کئے جا سکتے ہیں۔ مزید برآں آج کل مخالفوں نے
بھی اپنی مقدس کُتب میں تاویلوں۔ دماغی اختراعوں سے کام لے کر اپنے لٹریچر
کو کافی ضخیم اور اپ ٹو ڈیٹ بنا لیا ہے۔ اس لئے ضرورت ہے کہ بصرف زر کثیر کم
از کم ایک درجن پنڈتوں کو بحث مباحثے کے لئے خاص کوشش و سعی سے تیار کیا
جاوے۔ تاکہ آریہ سماج کی شہرت کو بٹہ لگنے کا اندیشہ نہ رہے۔ نیز مخالفین کی اعتراض آمیز
کتب کا جواب دینے کے لئے آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کو ایک سب کمیٹی
آریہ ودوانوں کی اس غرض کے لئے بنانی چاہئے۔ کہ سناتن دھرم و دیگر مذاہب
کے عالموں کی کتب کا معقول اور برجستہ جواب دیا کرے۔

یہ تو جملہ معترضہ تھا۔ جو مکمل ہو چکا۔ اب نفس مضمون کی طرف متوجہ ہوتا ہوں
یہ امرِ مسلّمہ ہے۔ کہ شاستر ارتھ کا جو لطف اپنے کانوں سے سننے پر آ سکتا ہے
وہ کتابی شکل میں ملاحظہ کرنے پر نہیں آ سکتا۔ لیکچرار کے لکھے ہوئے لیکچر میں نہ تو
زبان کا وہ میٹھا رس ہے اور نہ اُس کے ہاتھوں کی وہ حرکت جس سے کہ وہ اپنے

خیالات کو حاضرین کے دلوں پر میخوں کی طرح گاڑتا جاتا تھا۔ نہ اس کی زبان کا اُتار چڑھاؤ۔ نہ اُس کی ذاتی خوبیاں۔ جنہیں کہ اُس کی موجودگی حاضرین کے دلوں پر نقش کر رہی ہوتی ہے۔ تاہم دور دراز پر سکونت رکھنے والے دھرم ابھلاشیوں اور عدیم الفرصت اصحاب کو گھر بیٹھے مباحثے کی سیر کر لینے کا اگر کوئی ذریعہ ہے۔ تو یہی ہے جو راقم الحروف نے اختیار کیا ہے +

جو الفاظ پنڈت صاحبان نے خاص لہجہ میں یا بہ آواز بلند زبان مبارک سے ادا فرمائے تھے۔ اُن کو باقی عبارت سے تمیز کرنے کے لئے خط کشیدہ لکھا گیا ہے۔ علاوہ ازیں اور بھی جو فقرات و جملے توجہ طلب تصوّر کئے گئے۔ مذکورہ بالا کے مستحق قرار دیئے گئے ہیں +

جہاں آریہ بھاشا کا کوئی لفظ اُردو دان اصحاب کو سمجھنا دُشوار تھا۔ وہاں اُس کا مترادف عام فہم اُردو کا لفظ خطوط وحدانی میں قلمبند کر دیا ہے +

وید منتر اور شلوک آریہ بھاشا میں تحریر کئے گئے ہیں۔ اور اُن کے حوالجات حتی الوسع بہت کچھ دیکھ بھال کے بعد صحیح لکھے گئے ہیں۔ تاکہ بوقت ضرورت کام آدیں۔ اور حاجت مندوں کو زبانی یاد کرنے میں سہولیت ہو +

علاوہ اصل بحث کے اس گلدستے میں بہت سی مفید مطلب واقفیت نہ صرف تحت حاشیہ نوٹوں کی شکل میں دی گئی ہے۔ بلکہ شاسترارتھ کے اخیر میں اس غرض کے پورا کرنے کے لئے ضمیمہ کی صورت میں درج کی گئی ہے۔ مزید برآں اپنے مطلب کو ایک عام فہم اور دلچسپ پیرائے سے ادا کرنے کی کوشش کی ہے تاکہ مطالعہ کنندگاں کے لئے بارِ خاطر نہ ہو +

کتاب کو جامع بنانے کا خیال

پہلے اِس کتاب کو زیادہ تر شاستر ارتھ کی صورت میں ہی شائع کرنے کا وِچار تھا۔ اِس لئے تشریحی نوٹ اور ضمیمہ قلمبند کرتے وقت اِختصار کا خیال بہت پیش نظر رکھا گیا تھا۔ چنانچہ کئی ضروری امور اور بہت سی دلچسپ واقفیت درج ہونے سے رہ گئی تھی۔ مگر جب مسودہ پریس میں دینے کے لئے مہاشہ راجپال جی منیجر "پرکاش" کی سیوا میں بھیجا گیا۔ تو صاحب ممدوح نے بعد از ملاحظہ تحریک کی۔ کہ اگر اس میں "شرادھ نرنے" سے جملہ پرمان و یُکتیاں اور درج کر دی جاویں۔ اور ترتیب مضامین میں بھی اصلاح کر دی جاوے۔ تو یہ مرتک شرادھ کے مضمون پر ایک جامع مکمل اور مستقل کتاب بن سکتی ہے" سیوک نے اِس تجویز کو تہ دِل سے خیر مقدم کہا۔ اور نہ صرف "شرادھ نرنے" کا ست کھینچ کر مناسب موقعوں پر اس میں ملا دیا گیا۔ بلکہ دیگر کتب و اخبارات کا بھی لطیف ترین اور ضروری حصہ شامل کر دیا گیا۔ غرضیکہ ہر لحاظ سے یہ بہ نسبت پہلے بیشتر ترقی ہوئی ہے۔

اِن الفاظ کے ساتھ میں بڑے فخر و افتخار سے پاٹھکوں کی سیوا میں "موتیوں کی دوسری مالا" بھینٹ کرتا ہوں۔ جو کہ بڑی عرق ریزی اور محنت شاقہ کے بعد بہت سے اتھاہ سمندروں کو اوگاہن کر کے تیار کی ہے امید ہے۔ یہ مالا آپ کے کنٹھ کی شوبھا کا کارن ہوگی۔

کیونکہ ؎

چمک اِن موتیوں کی روز مرہ بڑھتی جاتی ہے
رہیں تم جتنا پہنو اور ان پہ آب آتی ہے

[1] موتیوں کی پہلی مالا المعروف شاستر ارتھ مورتی پوجا سمرالہ پیشتر از یں ہدیہ ناظرین کی جا چکی ہے

شکریہ

لیکھک اُن تمام اصحاب کا جنہوں نے اس کتاب کی تیاری میں مدد دی
تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہے۔ آریہ کمار سبھا۔ پنڈت لوک ناتھ جی۔ آریہ
پرتی ندھی سبھا پنجاب کے منتری کرشن بی اے۔ پنڈت لکشمی چندر جی ودیا
کا خاص طور پر شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ مہاشہ رونق رام جی شاد یہاں کاشی
چندر کوی بھی شکریہ کے مستحق ہیں۔ جنہوں نے اپنی نظمیں بھیجکر مجھے مشکور
کیا۔ مگر افسوس کہ بوجہ عدم گنجائش وہ چھپ نہیں سکیں ؛ (دھرم منتر)

شاسترارتھ مورتی پوجا پر اخبارات کی رائے

رسالہ جیون اگست ستمبر ۱۹۱۶ء اس پمفلٹ کو ہم نے شروع سے اخیر تک پڑھا ہے ہماری
رائے میں یہ پمفلٹ نہایت ہی مفید معلومات سے پُر ہے۔ مورتی پوجا کے مضمون پر پورانک بھائیوں
کی طرف سے جو بڑی سے بڑی دلائل دی جایا کرتی ہیں۔ اُن سب کا نہایت عالمانہ طریق پر کھنڈن
کیا گیا ہے۔ میرے خیال میں جو شخص اس کو سمجھکر ایک دفعہ پڑھ لیگا وہ اس مضمون کے متعلق
بڑے بڑے پنڈتوں کو میدان مباحثہ میں چاروں شانے چت گرانے کے یقین قابل ہو جائیگا
جابجا مفید مطلب نوٹ اور منتروں اور شلوکوں کے اقتباسات دے کر مصنف نے اسے ایک جامع
کتاب بنا دیا ہے۔ ۹۶ صفحے۔ لکھائی چھپائی سب کچھ عمدہ قیمت صرف ۳/ ؛

ملاپ لاہور۔ اس کتاب کا دیباچہ بہت قابلیت سے لکھا گیا ہے۔ ستمبر ۱۹۱۶ء
پرکاش لاہور۔ مورتی پوجا کے کھنڈن میں بہت سی یکتیاں اور پرمان مل سکتے ہیں۔
ملنے کا پتہ:۔ بابو لال عرف دھرم منتر آریہ سیوک متوطن مینی ضلع

مرتک شرادھ سمیکشا

باب اوّل

کیفیت شرادھ

فصل اوّل

۱- ایشور ستتی و پرارتھنا

میں ویدک دھرم کو دنیا کے ہر گوشے میں پھیلا دوں
میرے دل میں تو وہ جذبہ میرے رحمان پیدا کر

न त्वावाँ अन्यो दिव्यो न पार्थिवो न जातो न जनिष्यते अश्वायन्तो मघवन्निन्द्र वाजिनो ग-
व्यन्तस्त्वा हवामहे ॥

پرم پیا پرماتمن! آنندکند بھگون! سروانتریامی! جگت کے کرتا! ویدک دھرم کے سنستھاپک - جبکہ وید منتر نہ صرف یہ فرماتا ہے - کہ تو ایک ہے - ایک ہے

کیول ایک ہے بلکہ ؎

نہ ہوگا ہُوا اور نہ ہے کوئی تجھ سم
تُو ہی سب کا راجہ تُو ہی سب سے اُتم

تو پھر کیا مجھے واجب ہے۔ کہ تیرے سوا کسی کو اپنا اُپاسیہ بناؤں ؟ تیرے ذاتی نام اوم کو چھوڑ کر رام۔ کرشن دامودر کا جاپ کروں۔ تجھ سے پریت تیاگ کر اوروں سے لو لگاؤں۔ نہیں نہیں۔ ہرگز نہیں ؎

ہم نے لی ہے فقط اِک تمہاری شرن ہے پتا اور کوئی سہارا نہیں
پتت پاون پربھو آسرا دو ہمیں آسرا اور کوئی ہمارا نہیں۔

پرماتمن! آپ ہی کی دیا کے آسرے یہ کارت میں نے آرمبھ کیا ہے۔ اور آپ ہی کی انوگرہ سے سپھل ہو سکتا ہے۔ آپ سے ہی بل مانگتا ہوں۔ مجھ پر ایسی کرپا درشٹی کر۔ کہ میری قلم سے نکلے ہوئے فقرے فقرے میں جادو ہو۔ لفظ لفظ میں مقناطیسی اثر ہو۔ بات بات سے راستی و معقولیت کا اظہار ہو۔

۲۔ کھرڑ کے حالات روشنی میں

آریہ کمار سبھا کی قائمی

مصیبت میں فلک اپنے عقیدے کو نہ چھوڑینگے
مرینگے۔ جان دیدینگے۔ دھرم سے مُنہ نہ موڑینگے

ضلع انبالہ میں کھرڑ ایک بارونق قصبہ ہے۔ ۵۔ اگست سنہ ۱۹۱۶ء کو آریہ سماج کا تخل آریہ کمار سبھا کے رُوپ میں نصب ہوا۔ اُس وقت آریہ کمار سبھا کے صرف پانچ سبھاسد تھے۔ اگر اس شہر کی آبادی کا اندازہ پانچ ہزار درست ہو تو ایک ایک کا ہزار ہزار سے سامنا سمجھ لیجیے۔ ایشور جانے کہ آریہ سماج کے رس میں کتنا سُکھ ہے ابھی اِن آریہ کماروں نے ایک چُلّو بھی پُورا نہ پیا تھا۔ کہ نشے میں سرشار ہو گئے۔ اور جب سرشار ہی ہو گئے تو ؎ یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اُتار دے۔

گو اہلِ شہر خصوصاً سناتن دھرمیوں نے دھمکایا۔ مگر یہ ہمت کے بلی دھرو ستارے کی طرح نشچل رہے۔ لیکچروں کا وہ سلسلہ شروع ہوا کہ باید و شاید۔

اس پر ہمارے سناتن دھرمی بھائیوں نے یہ چال چلی کہ آریہ کماروں سے عہد و پیمان کر لیا۔ کہ نہ تم ہمارے خلاف لیکچر دلواؤ۔ نہ ہم تمہارے خلاف کچھ کہیں گے بلکہ آؤ۔ دونوں مل کر جینیوں کی خبر لیں۔ ہمارے آریہ بھائیوں کو کیا معلوم کہ دال میں کچھ کالا کالا ہے؟ پورانک سبھا کے سدھانتوں کی اصلیت دکھانی بند کر دی۔ اور سمجھتے تھے۔ کہ ہمارے انحادی بھی اپنی پرتگیا پر عامل رہیں گے۔ مگر ادھر یہ بات سوسو کوس غیر آج کے کئے ہوئے وعدے سے آج ہی مکر جائیں۔ پنڈت واسدیو جی کو بلایا۔ انہوں نے بازار میں اشتہار لگوا دیئے۔ کہ رات کے لیکچر میں شنکا سمادھان کی کھلی اجازت ہے۔ اور وقت مقررہ پر لیکچر کے دوران میں آریہ سماج اور مہرشی دیانند کو صلواتیں سنا کر خوب حق نمک ادا کیا۔ آریہ کمار سبھا کے سرپرست مہاشہ شری رام جی بی اے نے شنکا سمادھان کے لئے وقت مانگا تو انکار کر دیا۔ اس واقعہ سے جہاں سناتن دھرمیوں کی طاقت کا پتہ لگ گیا۔ وہاں کمار سبھا کے ممبروں کو بھی دھرم پرچار کے وِشے میں صلحنامہ کرنے کا کافی اجر مل گیا۔

پنڈت واسدیو کے بعد آریہ کمار سبھا نے اپنا سالانہ جلسہ ۲۸-۲۹-۳۰ دسمبر کا رکھا۔ تاکہ پرچار عالیشان پیمانے پر ہو سکے۔ مگر پورانک سبھا نے بھی جس کا اُدیش ہی شاید یہ ہے۔ کہ ”آریہ سماج کے کام میں روڑا اٹکانا“ انہی دنوں میں اپنا جلسہ مقرر کر دیا۔ کمار سبھا نے مصلحتاً اپنا اتسو ملتوی کر کے سناتن دھرم سے شاستر ارتھ کی کوشش کرنے پر ہی اکتفا کرنی مناسب سمجھی۔ اور بدیں غرض خط و کتابت کا سلسلہ شروع کیا۔

جو خط گیا وہ دفتر داخل! جو چیلنج گیا وہ شامل فائل! کمار سبھا بھی تنگ

آگئی کہ عجیب قسم کے مخالفوں سے پالا پڑا ہے۔ آخر کُمبھ کرن کی نیند کے بعد سناتن دھرم سبھا کی آنکھ کُھلی اور پرچوں کا جواب دینا شروع کیا۔ مگر اُن کے خطوط میں شاستر ارتھ سے ٹالمٹولا کیا جاتا رہا۔ خط و کتابت بہت طویل ہے۔ اور گنجائش نہیں ہے کہ اُسے درج کیا جائے۔ ورنہ ناظرین دیکھتے کہ کس طرح ہر ایک چٹھی میں شاستر ارتھ سے پہلو تہی کی جاتی تھی۔ مگر آریہ پرش بھی بڑے کے گھر تک پہنچنے والے ہیں۔ کب چھوڑنے لگے تھے ؟

آخر کچھ تو اہل شہر کا بحث سُننے کے لئے زبردست خواہش کا اظہار۔ کچھ کمار سبھا کے پرچوں کی بھرمار وغیرہ وغیرہ امور سے مجبور ہو کر سناتن دھرم سبھا نے ۲۷ دسمبر کو اپنے جلسہ کے پنڈال میں اعلان کر ہی دیا۔ کہ کل ۲۸ دسمبر ۱۹۱۶ء کو دو بجے سے ۴ بجے تک تقریری بحث ہوگی۔ یہ خبر آناً فاناً قصبہ میں پھیل گئی۔ اور آریہ بھائی بڑے صبر سے اُس وقت کا انتظار کرنے لگے۔

پنڈال مباحثہ میں ۲۸ تاریخ کو لوگ وقت مقررہ سے پہلے ہی جائے مباحثہ پر پہنچ گئے اور سب سے پہلے سناتن دھرمیوں کی طرف سے پنڈت لکھشمی چندر نے حسب ذیل تقریر کی :-

پنڈت لکھشمی چندر ۔ "...... سماج کے لوگ پنڈتائی کا دعوے کیا کرتے ہیں اس لئے پہلے کچھ عرصہ سنسکرت میں بحث ہونی چاہئے۔ تاکہ پنڈتائی کا پتہ لگ سکے۔ شاستر ارتھ کے وقت کے سبھاپتی پنڈت کالو رام جی ہونگے۔ وہ بڑے ودوان ہیں۔ انت میں فیصلہ بھی دینگے۔ سوامی جی کے سارے گرنتھ مانیہ ہونگے۔ یہ نہیں کہنا ہوگا کہ ہم اس پُستک کو نہیں مانتے۔ ہمیں ہوڑہ چکرے لے کر سب گرنتھ مانیہ ہونگے "

پنڈت لوک ناتھ جی۔ مجھے پنڈت جی کے بھاشن پر کچھ وکتویہ ہے۔ کیا مجھے پردھان جی آگیا دینگے۔ کہ میں کچھ کہوں ؟

پنڈت کالورام جی سبھاپتی - آپ شاستراتھ سے پہلے نہیں بول سکتے آپ کو ۵۔۴ - ۱ سے وقت دیا جائیگا ٭

پنڈت لوک ناتھ - اس سے مراد یہ ہے کہ اس تقریر کا تعلق شاستراتھ کیساتھ نہیں ؟

سبھاپتی مہاشہ - نہیں کوئی تعلق نہیں آپ بیٹھئے ٭

اس کے بعد پنڈت کالورام جی نے اوتار کے وشے پر ویاکھیان دینا شروع کیا۔ ابھی وہ بول ہی رہے تھے - کہ پنڈت لوک ناتھ جی نے ایستادہ ہو کر کہا " دو تو بج چکے - آپ نے شاستراتھ ۵۔۴ - ۱ سے آرمبھ کرایا تھا - اس پر بہت سے اصحاب نے اپنی اپنی گھڑیوں میں وقت دیکھا - کسی میں پورے دو بجے تھے کسی میں دو بجنے میں پانچ منٹ کم تھے - پنڈت کالورام نے کہا - ہماری گھڑی میں ۲۵ - ۱ منٹ گذرے ہیں - ماسٹر بحے رام داس پردھان سناتن دھرم سبھا بڑی تیزی سے اُٹھے اور سٹیج پر آکر صاحب موصوف کے کتھن کی تائید کرنے لگے - اس پر پنڈت لوک ناتھ جی نے ایک پادری صاحب (جو وہاں تشریف فرما تھے) مخاطب ہو کر دریافت فرمایا :-

" What time padri sahib " (اب کیا وقت ہے پادری صاحب !) پادری صاحب نے جواب دیا " Towo'clock " (دو بجے ہیں) ٭

پنڈت لوک ناتھ جی - (پنڈت کالورام و دیگر سناتن دھرمیوں سے مخاطب ہو کر) تمام کی گھڑیوں میں دو بجے ہیں - ہم تو وقت کے پابند ہیں - نہ کہ آپ کی گھڑی کے اگر آپ کی گھڑی ابھی بارہ بجائے - تو اس کے معنی یہ ہیں - کہ ہم ابھی دو گھنٹے اور بیٹھیں ؟

شور و غل کی آوازیں . . . . کچھ وقفے کے سناٹے کا عالم

آخر یہ فیصلہ ہوا کہ اب شاستراتھ شروع ہونا چاہیے - سبھاپتی جی نے کہا - آپ اپنی گھڑی میں دو بجالیں اور بھی سب لوگ گھڑیاں ٹھیک کرلیں " ایک دو منٹ ٹھیر کر پھر بولے " مباحثہ تحریری ہوگا یا تقریری ؟ "

پنڈت لوک ناتھ جی۔ ساری رات کوئی شخص زلیخا کا قصہ سنتا رہا۔ صبح اٹھ کر پوچھنے لگا۔ زلیخا مرد تھا یا عورت؟ جب پہلے فیصلہ ہو چکا ہے۔ کہ مباحثہ تقریری ہوگا۔ تحریری کا سوال اٹھانا فضول ہے۔

پنڈت واسدیو۔ یہ تو وہی بات ہے۔ نہ نو من تیل ہوگا۔ نہ رادھکا ناچیگی۔ آپ تحریر سے کیوں ڈرتے ہیں۔ مباحثہ تحریری ہوگا +

پنڈت لوک ناتھ۔ رادھکا تو روز ناچا کرتی ہے۔ اور لوگ دیکھا بھی کرتے ہیں۔ سوال تو یہ ہے۔ کہ جب تقریر کا فیصلہ ہو چکا۔ تو تحریر کا سوال کیوں؟

سبھاپتی جی۔ آپ کیوں تہذیب سے باہر جاتے ہیں اور کیوں جھوٹ بولتے ہیں۔ ہم نے صرف آپ کی اچھا پوچھی ہیں کیا پاپ کیا؟

پنڈت لوک ناتھ۔ اچھا پوچھنے کی ضرورت ہی کیا۔ جب ۲۷ تاریخ کو ۹ بجے جلسے میں اعلان کر دیا گیا تھا۔ (اس پر سبھاپتی جی کو کوئی جواب نہیں آیا) ؞

سبھاپتی جی۔ (اپنے ایک سناتنی بھائی سے مخاطب ہو کر۔ جو شاید آپ کے پرائیویٹ سکریٹری کی ڈیوٹی سر انجام دے رہے تھے) لکھو مباحثہ تحریری ہوگا۔

پنڈت لوک ناتھ۔ بڑے غضب کی بات ہے۔ آپ اُن کو پریزیڈنٹ مقرر کرتے ہیں۔ جنہیں تحریر اور تقریر میں بھی فرق نہیں معلوم ہوتا۔ میں نے تقریری کہا تھا۔ آپ تحریری بتلاتے ہیں ؞

سبھاپتی جی۔ میرے سے غلطی ہوئی۔ مباحثہ تقریری ہوگا۔ تحریری نہیں اور وقت بتلایئے ہر ایک کے لئے کتنا کتنا نیت کیا جائے؟

پنڈت لوک ناتھ۔ آپ عجب قسم کے سبھاپتی ہیں۔ جو وقت ہم سے پوچھتے ہیں۔ یہ مقرر کرنا سبھاپتی کا فرض ہے۔ اگر اس پر بحث کرنے والوں کو اعتراض ہو۔ وہ کر سکتے ہیں۔ اگر میری رائے پوچھنی ہے۔ تو پہلی دفعہ دونوں پنڈتوں کو

دس دس منٹ اور بعد میں پانچ پانچ منٹ +

سبھا پتی جی ۔ ادھر کے پنڈت ہر دفعہ کے لئے دس ہی دس منٹ کہتے ہیں

پنڈت لوک ناتھ ۔ منظور!

پنڈت لوک ناتھ ۔ آپ نے فرمایا تھا ۔ کہ پہلے کچھ بھاشن سنسکرت میں ہو ہوویں اگر آ گیا ہو تو سنسکرت میں ہی آرمبھ کر دوں ۔ تاکہ آپ کو میری پریکھشا لینے کا موقعہ مل سکے ۔ بلکہ میں تو یہاں تک دعوے کرتا ہوں ۔ کہ آج صبح سے لے کر شام تک جو کارروائی جلسے میں ہوئی ہے ۔ پنڈت جی شلوکوں میں لکھیں ۔ میں بھی لکھ دیتا ہوں ۔ اور کسی نرپکھش پنڈت کو دکھا دیئے جاویں ۔ دیکھیں پنڈت جی اچھے نکلتے ہیں یا میں؟

پنڈت لکھشمی چندر ۔ جس زبان میں آپ کی مرضی ہو شروع کریں +

پنڈت لوک ناتھ ۔ بھاشا میں شروع کرنے پر میری کمی نہ سمجھی جائے ۔ اس لئے سنسکرت میں شروع کرتا ہوں +

حاضرین جلسہ ۔ ہماری سمجھ میں کچھ نہیں آئیگا ۔ اس لئے بھاشا میں شروع کریں

سبھا پتی جی ۔ اچھا بھاشا میں ہی شروع کریں +

اس کے بعد پنڈت لوک ناتھ جی نے اپنی تقریر شروع کی ۔ تمہید میں یہہ ثابت کرنا شروع کیا ۔ کہ سناتن دھرمی آج کل بنیئے بدل رہے ہیں +

سبھا پتی جی ۔ (قطع کلام کر کے) سناتن دھرم کنوئیں میں بہہ گیا ۔ تم شرادھوں کے متعلق سوال شروع کرو +

پنڈت لوک ناتھ جی ۔ سناتن دھرم کنوئیں میں کیا کسی دن نہر میں بہیگا میں سوال شروع کرتا ہوں +

ما بعد پنڈت لوک ناتھ جی کے سوالات سے شاسترارتھ شروع ہوا ۔

ہردو پنڈت صاحبان کی چھ چھ دفعہ تقاریر ہوئیں۔ متواتر دو گھنٹے تک شاسترارتھ ہوا۔ فریقین کو دس دس منٹ تقریر کے لئے ملتے تھے۔ دو ہزار کے قریب حاضری کا اندازہ لگایا گیا ÷

فصل دوم

تقاریر فریقین

پنڈت لوک ناتھ جی۔

(بار اول)

شرادھ کے متعلق سناتن دھرم یہ مانتا ہے۔ کہ جو لوگ مر جاتے ہیں۔ انہیں پتروں کے شرادھ میں براہمنوں کو کھلایا ہؤا اَنّ مل جاتا ہے ÷

आयन्तु नः पितरः० اتیادی وید منتر کہہ کر پتروں کو بلایا جاتا ہے۔ میرے اس پر چار سوالات ہیں۔ آپ کو سناتن دھرم اور آریہ سماج کے پکش کا خیال دل میں نہ رکھتے ہوئے کیول سچائی پر چلنا چاہئے ÷

۱۔ جب شرادھ کیا جاتا ہے۔ تھالی سنکلپ کر کے برہمن دیوتا کے آگے رکھی جاتی ہے۔ مشر جی کھاتے ہیں۔ میرا اس پر سوال یہ ہے۔ کہ پہلے پتر کھاتے ہیں یا برہمن؟ اگر پتر پہلے کھاتے ہیں۔ تو برہمن نے جوٹھا کھایا۔ کیونکہ جس تھالی میں سے پہلے کچھ کھایا جائیگا۔ وہ جُوٹھی ہو جائیگی۔ اگر برہمن پہلے کھاتے ہیں۔ تو پتر نے جوٹھا کھایا۔ اگر "دونوں ساتھ کھاتے ہیں" ایسا مان لیں تو دونوں نے ایک دوسرے کا جُوٹھا کھایا۔ لیکن مشر جی اپنے دھرم شاستر میں جُوٹھ کھانا پاپ بتلاتے ہیں۔ ادھیائے ۲ شلوک ۵۶

नोच्छिष्टं कस्यचिद्दद्यान्नाद्याच्चैव तथा-

न्तरा। न चैवात्यशनं कुर्यान्न नचोच्छिष्टः क्वचिद् व्रजेत ॥

ارتھات کسی کو بھی جوٹھا نہ دے[1] ۔

۳۔ اگر ایک گھر کے رہنے والے رئیس کے پانچ لڑکے ہوں۔ اور پانچوں ہی گریجوایٹ ہو کر مختلف جگہوں مثلاً ایک کلکتہ۔ دوسرا بمبئی۔ تیسرا کراچی۔ چوتھا لکھنؤ۔ پانچواں رڑکی میں ملازم ہو جائیں۔ سناتن دھرم انوسار اُن کو اپنے پتا کا شرادھ اُسی تھتی کو اُسی سمے کرنا چاہئے۔ جب اپنے مردہ باپ کا شرادھ وہ پانچوں لڑکے ایک تھتی کو ایک ٹائم ہی کرینگے۔ تو اُن کا پِنڈ کہاں جائیگا؟ کیونکہ جیو آتما ایک دیشی ہے۔ ایک وقت میں سب جگہ نہیں پہنچ سکتا۔ اگر رڑکی جائیگا۔ باقی چار غلط۔ اگر بمبئی جائیگا۔ تو بھی باقی چار غلط ۔

۴۔ پِتر पितृ جو شرادھ کھانے آتے ہیں۔ وہ مجسم شکل میں آتے ہیں۔ یا بلا شکل؟ اگر بے صورت منزہ آتے ہیں۔ تو کیوں بھئی ہندوؤ! تم بھی شرادھ کرتے ہو۔ تم نے کبھی پِتروں کی شکل دیکھی ہے؟[2]

---

[1] اس شلوک کے باقی حصے کا ارتھ مفصلہ ذیل ہے۔ نہ بھوجن کے بیچ میں ٹھہر ٹھہر کر کھائے۔ نہ زیادہ بھوجن کرے نہ جوٹھے ہاتھ کہیں باہر جائے ۔ مصنف

[2] ہمارے مہربان پنڈت لکھشمی چندر جی نے تو اس کے متعلق کچھ درفشانی نہیں فرمائی۔ البتہ سناتن دھرم کے انیہ پنڈت سمے سمے پر عام طور سے ہندوؤں کی طفل تسلی کے لئے اس کے متعلق ایک درشٹانت دیا کرتے ہیں۔ جو ناظرین کی ضیافت طبع کے لئے معہ تردید کے ذیل میں درج کیا جاتا ہے ۔

دیکھو صفحہ ۱۰

گیتا ادھیائے ۲ شلوک ۲۲[1]

वासांसि जीर्णानि यथा विहाय नवानि गृह्ण-

بقیہ نوٹ صفحہ ۹ - جب شری رام چندر جی بن باس میں گئے - تو آپ
نے اپنے پتا جی کا شرادھ کرنے کے لئے رشی منیوں کو نیوتہ دیا - جب
بھوجن تیار ہو گیا - اور رشی منی آئے - تو سیتا نے اُن کو دیکھا - اور
کہیں چھپ گئی - شری رام نے کہا - یہ سیتا نے کیا کیا - کہ اس ضروری
کام کے موقعہ پر چھپ گئی - بھلا کوئی رشیوں سے بھی پردہ کیا کرتا ہے؟
خیر جب شرادھ ہو چکا اور رشی چلے گئے - تو سیتا بھی نکل آئی - اب
شری رام نے پوچھا - سیتا یہ تو نے کیا کیا؟ اس کے جواب میں
سیتا نے کہا - میں نے رشیوں کے پیچھے اپنے سسر کو بھی آتے دیکھا
اس لئے اُس سے پردہ کیا اور چھپ گئی - بس جن کی اصلی آنکھیں
ہوتی ہیں - وہ پتروں کے ساکشات درشن کرتے ہیں - اگر اس طرح
کی آنکھیں آپ کی بھی ہوں - تو آپ بھی درشن کر سکتے ہیں ۔۔

تردید - یہ کہانی سراسر من گھڑت معلوم ہوتی ہے - اگر بفرض
محال اسے صحیح بھی سمجھ لیا جائے - تو اس مثال نے بھگوان رام کا درجہ
بھی سناتنیوں نے سیتا سے نیچے دکھلا دیا - سوال یہ ہے کہ سیتا کو
دشرتھ نظر آگیا - تو مریادا پرشوتم شری رام چندر جی کو جسے سناتنی
بھائی ایشور اوتار سمجھتے ہیں - اُن کو دشرتھ نظر کیوں نہیں آیا - کیا
شری رام چندر جی سے بھی سیتا کی آنکھیں زیادہ کھلی تھیں؟ پھر یہ
امر بھی قابل غور ہے - کہ جس وقت شری رام اپنے پتا کا شرادھ

[1] ناظرین! اسی سلسلہ میں شریمد بھاگوت کے مندرجہ ذیل دوہ ۴۲

ग्रह्णाति नरोऽपराणि। तथा शरीराणि विहाय जी-
र्णान्यन्यानि संयाति नवानि देही॥

ارتھات جیسے منش پرانے وستروں کو اُتار کر دوسرے نوین وستروں کو
گرہن کرتا ہے (پہنتا ہے)۔ ایسے ہی دیہ دھاری پرانی دیہوں (قالبوں) کو تیاگ

بقیہ نوٹ صفحہ ۱ ـ کر رہے تھے۔ اسی وقت اجودھیا میں بھرت جی بھی
کیا رہے ہونگے۔ پھر دشرتھ وہاں کبھی پہنچا ہوگا یا نہیں۔ سب سے بڑھکر
ایک مزیدار سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ جب دشرتھ سوم رشیوں کیساتھ
آلئے اور وہ دشرتھ پر سہت سے تھے۔ تو کیا وہ خود بھوجن نہ کھا سکتے تھے؟
رشیوں کو بُلانے کی کیا ضرورت تھی؟ غرضیکہ یہ کہانی صداقت
سے خالی ہے۔ اور محض سادہ لوح اشخاص کے دل بہلاوے کے لئے ہے +

بقیہ نوٹ صفحہ ۱ ـ شلوک بھی قابل غور ہیں۔ جو گیتا کے مندرجہ بالا
شلوک کی تائید کرتے ہیں۔ اسکندھ ۱۰ اُپرواردھ ادھیائے اشلوک حاشیہ

देहे पंचत्व मापन्ने देहीकर्मा- ۳۹-۴۰
नुगोऽवशः।
देहान्तरमनुप्राप्य प्राक्तनं त्यजते वपुः॥३९॥
व्रजंस्तिष्ठन्पदैकेन यथैवैकेन गच्छति।
तथा तृणजलूकेवं देही कर्मगतिं गतः॥४०॥

ترجمہ:- جب دیہی کا انت آتا ہے۔ اس وقت جیو آتما کرم انوکول
پروش ہو دوسرے دیہہ کو پراپت ہوتا ہے۔ اپنی پہلی دیہہ کو تیاگ کرتا ہے
شلوک ۳۹ +

جس پرکار منش چلتے سمیا اگلے پیر کو اُٹھا پھر پچھلے پیر کو اُٹھاتا ہے
دیکھو صفحہ ۱۳۲

کرانتبہ نئے دیہوں کو پالیتا ہے۔ اس شلوک کے انوسار جب جیو شریر سے نکل کر کرم انوسار دوسری دیہہ میں چلا جاتا ہے۔ پرماتما نے تدنوکول (اس کے مطابق) گھاس وغیرہ پیدا کر ہی رکھا ہے۔ تو برہمنوں دوارا بھوجن پہنچانے کی ضرورت ہی کیا؟

پتر کا ہاتھی کی یونی میں جانا سمجھو ہے۔ اگر پتر ہاتھی کی یونی میں جائے اور پتروں کا یہاں آکر بھوجن کرنا مان لیا جاوے۔ تو ہم کو شرادھ میں ہاتھی نظر آنا چاہیئے۔ اگر کہو کہ بلا شریر کے آتا ہے۔ تو بنا اندریوں کے بھوجن کھا ہی نہیں سکتا ۔!۔

۴ - وہ جن جن یونیوں سے نکل کر شرادھ کھانے آئیگا نیچے اس کا شریر بغیر جیو کے مردہ ہو جاویگا۔ اتنے میں وہ بھوجن کر کے واپس جائیگا۔ اتنے میں بیچارے کے شریر کا داہ سنسکار بھی ہو جائیگا۔ فرض کرو۔ کسی کا پتر (کسی کا کیوں کہوں۔ کوئی برا نہ ملنے) میرا دادا امر کرا فریقہ میں ہاتھی کی یونی میں ہے میرے پتا نے شرادھ کیا۔ میرا دادا ملتان میں میرے گھر بھوجن کے واسطے آگیا۔ اس کا جسم پیچھے مردہ پڑا ہے۔ اس ہاتھی کی لوتھ کو تو پیچھے کوّے کتے کھا جائیں گے۔ پھر جیو آتما واپس آکر کس شریر میں پرویش کریگی؟

اگر جیو آتما کا بغیر شریر کے شرادھ والے گھر میں پہنچنا مانا جاوے تو ایک دوش اور آئیگا۔ ارتھات جتنی بھوگ یونیاں پشو پکھشیوں کی ہیں۔ ایک برس سے زیادہ کی نہیں ہونی چاہیئیں۔ کیونکہ پتر کو ہر سال بھوجن کرنے جانا

بقیہ نوٹ صلا۔ جیسے جونک۔ اسی بھانتی شریر میں مقیم جیو آتما کرم انوکول اپنے شریر کو چھوڑ کر دوسرے شریر کو گرہن کرتا ہے۔ شلوک ۴۰ +

کاش! ہمارے سناتن دھرمی بھائی ان شلوکوں پر ٹھنڈے دل سے وچار کریں +

پڑیگا۔ اور اُس کے مردہ جسم کو لوگ کام میں لے آیا کرینگے ٭

۵ - برہما۔ جیمنی وغیرہ جتنے رشی ہوئے ہیں۔ اُن میں سے بتلاؤ کسی نے شرادھ کیا ہے۔ اگر کیا ہے تو کس پرکار ؟

یدی مرتک شرادھ ٹھیک بھی مان لیا جاوے۔ تو منوسمرتی ادھیائے ۳۔ شلوک ۲۶۷ سے ۲۷۲ تک کے انوسار ماننا پڑے گا کہ

तिलैर्व्रीहियवैर्माषैरद्भिर्मूलफलेन वा।
दत्तेनमासं तृप्यन्ति विधिवत्पितरो नृणाम्॥

تل- دھان انیادی براہمنوں کو کھلانے سے پتر ایک ماس

द्वौमासौ मत्स्य मांसेन त्रीन् मासान् हारिणेन तु
औरभ्रेणाथ चतुरः शाकुनेनाथ पंच वै॥

مچھلی کے مانس سے دو مہینے۔ ہرن کے مانس سے تین مہینے اور مینڈھے کے مانس سے چار مہینے۔ پکھشیوں کے مانس سے پانچ مہینے ٭

षण्मासांश्छागमांसेन पार्षतेन च सप्त वै॥ अष्टा-
वैणस्य मांसेन रौरवेण नवैव तु॥

پریہ پاٹھک! شرادھوں میں مانس کا ودھان منوسمرتی کے علاوہ پرانوں میں بھی پایا جاتا ہے۔ نہیں نہیں بلکہ پرانوں کی نظر کرم ہی منوسمرتی پر ہوئی ہے۔ نامناسب نہ ہوگا۔ اگر آپ کی ضیافت طبع و غور و فکر کے لئے اُن سے بھی کچھ اقتباسات دیئے جاویں ٭

اول متسیہ پران ادھیائے ۱۷ شلوک ۳۰-

अन्नन्तु दधिक्षीरं गोघृतं शर्करान्वितम्।
मासमप्रीणयाद्वै सर्वान् पितॄन्नित्यं हरेश्वरः॥

یعنی دودھ گھرت کھانڈ ان سے یکت ان کا بھوجن کرانے سے

بکرے کے مانس سے چھ مہینے اور چتر مرگ نام ہرن کے مانس سے سات مہینے "این" نام مرگ کے مانس سے آٹھ مہینے اور رُورُو نام مرگ کے مانس سے نو مہینے ۔

दशमासांस्तु तृप्यन्ति वराह महिषामिषैः। शशकूर्मयोस्तु मांसेन मासानेकादशैवतु॥
سؤر اور بھینسے کے مانس سے دس مہینے تک ترپت رہتے ہیں اور خرگوش اور کچھوے کے مانس سے گیارہ مہینے اور

संवत्सरं तु गव्येन पयसा पायसेन च।
वार्ध्रीणसस्य मांसेन तृप्ति र्द्वादशवार्षिकी॥
گائے کے دودھ یا اس کی کھیر سے ایک برس ترپت رہتے ہیں اور ایک ایسے بکرے کے مانس سے جس کی تعریف میں ڈکشنری .... گھنٹی کی ٹن۔ ٹن۔ ٹن ۔

پتر ایک مہینے تک ترپت رہتے ہیں ۔
اس شلوک سے آگے شلوک ۳۱-۳۲-۳۳-منوسمرتی کے شلوک ۲۶۹-۲۷۰-۲۷۱ سے ملتے جلتے ہیں-کہیں کہیں برائے نام پاٹھ بھید ہے۔ ارتھ میں کچھ بھید نہیں-اس سے آگے شلوک ۳۴ سنئے :-

संवत्सरंतु गव्येन पयसा पायसेनचं।
रौरवेण च तृप्यन्तिमासान्पंच दशैवतु॥
گو کا دودھ یا کھیر کے بھوجن سے برس دن تک "رُودو" نام ہرن کے مانس سے پندرہ مہینے تک ترپت رہتے ہیں ۔

پنڈت لکھشمی چندر جی

(بار اول)

پنڈت جی نے پانچ چار پرشن کر لئے ہیں - مگر وید کا پرمان کوئی نہیں دیا - میں سُناؤں گا - یہ میرے ہاتھ میں دیکھو - سوامی دیانند کا ستیارتھ پرکاش ہے اُسے ذرا انچا چھاں (پڑھتا ہوں) ✣

(ٹائیٹل پیج ارتھات سرورق پبلک کی طرف کرکے کہا) کتاب کے شروع میں دیکھو "ستیارتھ پرکاش"، لکھا ہے - شرادھ کا لکھنن (تعریف) سوامی جی نے کیا ہے -

دیکھا سجنو! متسیہ پوران تو اس لحاظ سے منوسمرتی سے ہی سبقت لے گیا - منوسمرتی نے تو رورو ہا مرگ کے مانس سے نو ماہ کی ترپتی کا اعلان کیا تھا - مگر یہ پندرہ مہینے کی ترپتی کا سرٹیفکیٹ عطا کرتا ہے خوب! سور جیسے پلید جانور کے مانس سے پتروں کی دس ماہ کی ترپتی سناتن دھرم کے گرنتھ بتلاتے ہیں - کیا پنڈت لکھشمی چندر وغیرہ اس شلوک پر عملدرآمد کرنے کو طیار ہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟

ابھی آپ کو شلوک ۳۵ سنانا ہے - جو ایک دفعہ کے بھوجن کھلانے سے بارہ برس کی نہیں نہیں بلکہ ہمیشہ کی ترپتی کا طریقہ بتلاتا ہے اس شلوک کی موجودگی میں اگر کوئی شخص ہر سال شرادھ کرتا ہے تو خواہ مخواہ روپے کا خرچ کرتا ہے اور ناحق پتروں کو آمدورفت کی تکلیف میں مبتلا کرتا ہے ✣

व्याघ्रयासिंहस्यमांसेन तृप्ति द्वादशवार्षिकी।
काल शाकेन चानन्त्यं खड्गमांसेन चैवहि॥

श्रत्सत्यं दधाति ययान्नियवासा श्रद्धा
श्रद्धया यत्क्रियते तच्छ्राद्धम् ।

ارتھات جس کریا (فعل) سے ستیہ کا گرہن کیا جائے - اس کو شردھا اور جو شردھا سے کرم کیا جائے - اُس کو شرادھ کہتے ہیں *

بقیہ صفحہ ۱ ارتھات مینڈھا اور شیر کے مانس سے بارہ برس تک کال شاک اور گینڈے کے مانس سے اننت کال (ہمیشہ تک) پتر ترپت رہتے ہیں *

دوم - وشنو پوران میں لکھا ہے کہ مرگ چھ کے مانس سے ۲ مہینے تک خرگوش کے مانس سے تین مہینے اور سوّر کے مانس سے پانچ مہینے تک پتر ترپت رہتے ہیں (ہمارے برہمن بھائیوں کو ..... مانس نہ معلوم کیوں زیادہ پسند ہے ؟)

हविष्यमत्स्यमांसैस्तु शशस्य शकुनस्य च ।
सौकर छागलैणेय रौरवैर्गावयेन च ॥

سوم - اگنی پوران ۱۶۳/۳۰ تا ۳۲ وایو پوران ۱۲/۱ تا ۲ اشلوک و مارکنڈے پوران ۳۲/۳۳ - کچھو پوران و گرڑ پوران میں بھی اسی مطلب کے شلوک آئے ہیں - ان کتابوں میں بھی شرادھوں میں براہمنوں کو مانس کھلانے کا حکم دیا گیا ہے اور کھیر کھلانے سے زیادہ ثواب مانس کھلانے کا مانا گیا ہے - پس ہم اب پنڈت لکھشمی چندر جی سے بادب عرض کرتے ہیں - کہ اگر آپ کو پورانوں پر سچا وشواس ہے اور تہ دل سے پورانوں کو نسترک پرمان مانتے ہیں - تو لوک لاج کا خیال چھوڑ کر ہماری دعوت شرادھ قبول کیجئے - مگر ہم کھلائیں گے وہی جو پورانوں میں

وید میں بھی یہی ارتھ ہیں۔ یجروید ادھیائے ۱۸ منتر ۱۵

सत्यं च मे श्रद्धा च मे जगच्च मे धनं च मे विश्वं च मे महश्च मे क्रीडाश्च मे मोदश्च मे जातं च मे जनिष्यमाणं च मे सूक्तं च मे सुकृतं च मे यज्ञेन कल्पन्ताम्॥

اس میں شردھا سے شرادھ کرنا بتلایا ہے ÷

بقیہ صـ ۳۲ مندرج ہے۔ دکشنا بھی ہم آپ کو کرا کے دلا دیں گے۔ آپ سناتن دھرم کے بھوشن کہلاتے ہیں اور دھرم دھرم کی بہت پکار کیا کرتے ہیں۔ ذرا اپنی مستند کتب پر بھی عمل کر کے دکھلائیے۔ زبانی جمع خرچ آپ کا نہیں سنا جائیگا۔ یا تو پرانوں کے ان بچنوں کا ستکار کیجئے۔ یا ان کو پرانوں سے خارج کر کے دامن چھڑائیے ÷

عـ۲ کا مذکورہ بالا وید منتر کا ذکر کر کے پنڈت لکھشمی چند برعم خود مرتک شرادھ کرنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ مرتک پتروں کے شرادھ کرنے کی آگیا ندرد کنار۔ اس میں شرادھ ۔ پتر ۔ مرتک شبدوں تک کا ابھاؤ ہے۔ تصدیق کے لئے منتر ہذا کا لفظی ترجمہ ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے یہ ترجمہ مہرشی دیانند جی یا کسی آریہ پنڈت کا نہیں۔ بلکہ سناتن دھرم کے مشہور و معروف ودوان پنڈت جوالا پرشاد کا ہے دسترے شکل یجروید سنہتا سٹیک مطبوعہ چھاپا خانہ وینکٹیشور بمبئی ÷

(च मे) چ مے) اور میرے نمت (सत्यम् ستیم) یتھارتھ بھاشن (च मे چ مے) اور میرے نمت (श्रद्धा شردھا) پرلوک وشواس (च मे چ مے) اور میرے نمت (जगत् جگت) جنگم داری

(ستیارتھ پرکاش دوبارہ ہاتھ میں لے کر پڑھنے لگے)

स्वा सम्बन्धिभ्यो मृते भ्यो स्वधा नमः। स्व सम्बन्धिना मृतान् तर्पयामि॥

ارتھات مرے ہوئے سمبندھیوں کو نمہ ہو۔ اور اپنے مرے ہوئے سمبندھیوں کا ترپن کرتا ہوں *

پنڈت لوک ناتھ۔ (قطع کلام کرکے) ستیارتھ پرکاش کونسا ایڈیشن ؟

پنڈت لکھشمی چندر۔ ۱۸۷۵ء۔

پنڈت لوک ناتھ۔ میں سن نہیں پوچھتا۔ ایڈیشن پوچھتا ہوں *

پنڈت لکھشمی چندر۔ پہلا ایڈیشن *

(च मे) اور میرے نمت (धनम्) دھنم (سورن یعنی سونا۔ اتیادی) (च मे) اور میرے نمت (विश्वम्) وشوم (سنسار بہر ارتھ) (च मे) اور میرے نمت (महः) مہہ (پوجنیتا) (च मे) اور میرے نمت (क्रीड़ा) کریڑا (آکھشن آدی) (च मे) اور میرے نمت (मोदः) مودہ (کھیل کود سن کا ہرش) (च मे) اور میرے نمت (जनिष्यमाणम्) جنشیمانم (ہونے والے اپتیستان) (च मे) اور میرے نمت (सूक्तम्) سوکتم (رچاؤں کا سمرہ) (च मे) اور میرے نمت (सुकृतम्) سکرتم (رچاؤں کے پاٹھ سے شبھ اورشٹ) (यज्ञेन) یگین (اس یگیہ کے پھل سے) (कल्पन्ताम्) کلپنتام (پراپت ہوں) *

بابو۔ آپ ایک ایک لفظ کے ارتھ کو غور سے پڑھیں۔ اور دیکھیں

پنڈت لوک ناتھ - اچھا چلئے +

(ازآں بعد پنڈت لکھشمی چندجی نے تقریر جاری کی)

ہم بھی مانتے ہیں - وہ کچھ وید کے پڑھے ہوئے تھے - اُنہوں نے خیال کیا۔ پورانوں میں لوگ سوال کر دینگے - میں کس کس کا جواب دونگا؟ وید کی رکھشا کرنا اُن کا منتویہ تھا - سوالوں سے بچنے کے واسطے پورانوں سے انہوں نے انکار کر دیا۔ شرادھ ترپن وغیرہ کو وہ مانتے تھے - تم اُن کے بھی خلاف چلتے ہو؟ اور اسلئے (انہی ستیارتھ پرکاش سے پڑھکر سنایا) सकोमान मृतान्तर्पयामि ॥ پتروں میں سے جو کوئی جیتا ہو اُس کا ترپن نہ کرنا - جو مر گئے ہوں - اُن کا تو ضرور کرنا۔ میں اُن کی ہی تو پوتھی بانچ رہا ہوں ”جو مر گئے ہوں اُن کا تو ضرور کریں“ ایسا سوامی دیانند جی لکھتے ہیں +

ستیارتھ پرکاش ایڈیشن پانچواں صفحہ ۱۰۲ پر کرم بتری یگیہ میں لکھا ہے ”پتر یگیہ کے دو بھید ہیں - ایک شرادھ دوسرا ترپن“

اب سنسکار ودھی وانچتا ہوں - سماورتن سنسکار میں لکھا ہے :-

अपसव्य ارتھات جنیؤ کو بائیں کندھے پر کرو - اور دکشن کی طرف منہ کر کے کہو ”پتر وا جل لے لو“ ہمارا پہنچایا تو پتروں کو ملے نہیں تمہارا پہنچایا پتروں کو ملے ہے - اپنی تو پوتھی اٹھاؤ - یہ تو تمہاری ہی پوتھی بول رہی ہے :-

رگ وید آدی بھاشیہ بھومکا میں بھی ایسا لکھا ہے کہ پتر یگیہ کے دو بھید

کسی استھان پر مرتک شرادھ کا ذکر آیا ہے؟ اگر نہیں تو کیا یہ پنڈت صاحب موصوف کی سوارتھ سدھی نہیں - جو اس منتر سے شرادھ ثابت کرنا چاہتے ہیں؟

पितरः शुन्धध्वम्

ہیں۔ شرادھ ترپن بہتری یگیہ زشے میں یہ لکھا ہے ؞

اب وید کے منتر سنو۔ پتر دو طرح کے ہیں۔ یجر ادھیائے ۱۹ منتر ۴۷۔

द्वे सृती अशृणवं पितृणामहं देवानामुत मर्त्यानाम्। ताभ्यामिदं विश्वमेजत्समेति यदन्तरा पितरं मातरं च॥

ارتھات ایک پتر مرے ہوئے دوسرے پتر دیوتا ہوتے ہیں ؞

منوسمرتی ادھیائے ۳۔ شلوک ۱۹۴ ؞

मनोर्हैरण्यगर्भस्य ये मरीच्यादयः सुताः।
तेषामृषीणां सर्वेषां पुत्राः पितृगणाः स्मृताः॥

ہرنیہ گربھ۔ وراٹ۔ منو مریچی اور اُن کے پُتر یہ سب पितृ پتر دیوتا ہیں

یہ سب سزا کار کچہری ہیں سا کاروں کی کچہری۔ جیسے مہاراجہ اور مہاراج ہیں۔ ایسے

ہمارے مرے ہوئے سزا کار پتروں کی کچہری کے وہ راجہ ہیں ؞

شرادھ میں وہ پتر نہیں آتے۔ جو مر گئے ہیں۔ بلکہ وہ پتر آتے ہیں۔ جن کا

پہلے ذکر کیا گیا ہے۔

آیاتادی आयन्तु नः पितरः सोम्यासोऽग्निष्वात्ताः وید میں زندگی

وید منتر سے اگنی شواتہ پتروں کا آواہن کیا گیا ہے ؞

وسو۔ رُدر۔ آدتیہ نام کے بھی پتر ہوتے ہیں۔ باپ کا شرادھ کرنے پر ہمارے

علہ وسو رُدر آدتیہ نام کے پتر زندہ ہوتے ہیں۔ یا مُردہ۔ اسی پرتھوی

لوک پر رہتے ہیں۔ یا کسی اور لوک میں۔ ان ہر دو سوالات کا جواب حاصل

کرنے کے لئے ناظرین مندرجہ ذیل سطور کو بغور پڑھیں۔ تاکہ معلوم ہو سکے

پتر نہیں آئینگے۔ بلکہ وہ وسو بنا آئیں گے۔ دادے کا شرادھ کرنے پر "رُدر" آئیں گے
پڑدادے کے نام کردگے "آدتیہ" نام آئیں گے۔

اتھروویدمیں ایک منتر ہے۔ کہ دیوتا دالہ کا شریر دھارن کرکے آتے ہیں۔
دیوتا جیسا چاہیں۔ سوروپ بدل سکتے ہیں ۔۔

بقیہ صـ ۳۶ ـ کہ سناتنی پنڈت مہاشہ کا کتھن غلط ہے یا صحیح؟ منوسمرتی ادھیائے ۳ شلوک ۲۸۴

वसून्वदन्ति तु पितॄन् रुद्रांश्चैव पितामहान्।
प्र पितामहांश्चादित्यान् श्रुतिरेषा सनातनी॥

دسو نام ہے پتر ارتھات پتا کا۔ رُدر نام ہے پتامہا کا۔ ادتیہ نام ہے پرپتامہا
کا۔ اب آپ سوال کرینگے کہ پتا۔ پتامہا۔ پرپتامہا سے یہاں کیا مراد ہے؟
اس کا جواب یہ ہے۔ کہ پتا وغیرہ نام منوسمرتی میں مختلف قسم کے برہمچاریوں
کے سنسکار پوروک لکھے ہیں۔ جس طرح راجہ اور آچاریہ کو عموماً پتا کہتے
ہیں۔ اب سنئے اس میں شاستریہ پرمان۔ چھاندوگیہ اپنشد

पुरुषो वाव यज्ञस्तस्य यानि चतुर्वि ७ शति वर्षा-
णि तत् प्रातः सवनं चतुर्वि ७ शत्यक्षरा गायत्री गा-
यत्रं प्रातः सवनं तदस्य वसवोऽन्वायत्ताः प्राणा वाव
वसव एते हीद ७ सर्वं वासयन्ति अथ यानि चतु-
श्चत्वारि ७ शद्वर्षाणि तन्माध्यन्दिन ७ सवनं च-
तुश्चत्वारि ७ शदक्षरा त्रिष्टुप् त्रैष्टुभं माध्यन्दि-
न ७ सवनं तदस्य रुद्रा अन्वायत्ताः प्राणा वाव-
रुद्रा एते हीद ७ सर्वं रोदयन्ति अथ यान्यष्टा-
चत्वारि ७ शद्वर्षाणि जगती, जागतं तृतीय-
सवनं, तदस्यादित्या अन्वायत्ताः। प्राणा-

९ शद्वर्षाणि तत्तृतीय सवनमष्टा चत्वारि ७ शद-
क्षरा जगती ?

یہ دان کا قاعدہ ہے۔ کہ جو چیز دی جاتی ہے۔ وہ نہیں ملتی۔ گیہوں کا دانہ جو بوگے
وہ نہیں ملیگا۔ جو جوتی پہنا دوگے۔ وہ نہیں ملیگی۔ کچھ اور ملیگا۔ آریہ لوگ اپنے پنڈتوں
کو جلیبی کھلاتے ہیں۔ اچھے پنڈت کا سنکار کرتے ہیں۔ وہ اسے شرادھ مانتے
ہیں۔ کیا وہی چیزیں اُنہیں بدلے میں مل جاتی ہیں؟

...... گھنٹی کی ٹن ٹن ٹن !!!

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۳۔

वावादित्या एते हीदं सर्वमाददते ॥

بھاوارتھ - منش بھی ایک یگیہ ہے۔ جیسے یگیہ کے "پراتہ سون" "مادھین
دن سون" "سائم سان"، "ترتیہ سون" ہوتے ہیں۔ ایسے ہی منش یگیہ
دیہہ روپ یگیہ کے ۲۴، ۴۴، ۴۸ تین "سون" ہیں۔ گایتری کے
۲۴ اکھشر ہیں "پراتہ سون" کا بھی گایتری چھند ہے۔ اُس میں
اس کے پران وسو سنگیک ہوتے ہیں۔ ۴۴ اکھشر کا ترشٹپ
چھند ہے اور "مادھیندن سون" کا بھی "ترشٹپ" چھند ہے
اس میں اس کے پران رُدر سنگیک ہوتے ہیں۔ اور ۴۸ اکھشر کا
جگتی چھند ہے۔ اور "ترتیہ سون" کا بھی "جگتی چھند" اس میں
اُس کے پران آدتیہ سنگیک ہوتے ہیں۔ یا یوں سمجھ لیجئے کہ ۲۴
برس تک برہمچریہ برت دھارن کرکے پران "وسو" ۴۴ برس والے
کے "رُدر" اور ۴۸ برس والے کے آدتیہ کہلاتے ہیں۔ یہ برہمچاری
یگیہ سوروپ ہیں۔ اور بالترتیب پتا۔ پتامہا (دادا) پرپتامہا

پنڈت لوکنا تھ جی (بار دوم)

بہت شور سُنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو یک قطرۂ خوں نہ نکلا

میں تو سمجھتا تھا۔ کہ پنڈت جی بردھ ہیں۔ کچھ دھرم کاریہ کرینگے۔ مگر ایسا نہیں ہوا۔ ہر ہندو مسلمان بھائی کو اس بات کی روشنی پہنچ چکی ہے کہ سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش کے پہلے ایڈیشن کے متعلق ایک نوٹس نکالا تھا۔ جس میں چھپائی کی غلطیوں کو صحیح ماننے سے انکار کیا تھا۔ میں نوٹس پڑھکر سنا دیتا ہوں۔ یہ نوٹس سمت ۱۹۳۵ میں یجروید بھاشیہ کے انک پہلے (جلد اول) میں سوامی جی نے نکالا تھا:-

بقیہ حاشیہ:- پڑدادا) پڑدادا کے سمان قابلِ عزت ہیں۔
لُبِ لباب اس تمام اقتباس کا یہ ہے کہ
۲۴ برس تک برہمچریہ برت رکھنے والا پتا
۴۴ " " " پتا مہا
۴۸ " " " پرپتا مہا

ناظرین اب آپ بخوبی سمجھ گئے ہونگے۔ کہ وسو رُدر آدتیہ کون ہوتے ہیں۔ اور پنڈت لکھشمی چندر جی مہاراج نے انہیں مان کیا رکھا ہے نام تو ہیں: برہمچاریوں کی ڈگریوں کے (جیسے آج کل ایف اے بی اے ایم اے یونیورسٹی کی طرف سے مقرر ہیں) مگر پنڈت جی نے انہیں مُردہ سمجھ کر پتر لوک میں ٹھہرا رکھا ہے۔ غرض جس شلوک کا مطلب نکالیں گے اپنے حلوے مانڈے کا خیال رکھکر نکالیں گے۔ ٹھیک ارتھ کرنے سے تو گویا صاحب ممدوح کا دم خشک ہوتا ہے۔ ہر ایک بات کو اپنے ڈھنگ

وِگیاپن

ا؎ .... سب کو ودِت ہو۔ کہ جو جو باتیں دید وں کی اور اُن کے انوکول ہیں۔ اُن کو میں مانتا ہوں۔ ورُودھ باتوں کو نہیں۔ اس سے میرے بنائے ستیارتھ پرکاش و اسنسکار ودھی آدی گرنتھوں میں گریہہ سوتر منوسمرتی آدی کے وچن بہت سے لکھے ہیں۔ وے اُن اُن گرنتھوں کے متوں کو جاننے کے لئے لکھے ہیں۔ اُن میں سے وید ارتھ کے انوکول کا ساکھی وت پرمان۔ اور ورُودھ کا اپرمان مانتا ہوں

جو جو بات وید ارتھ سے نکلتی ہے۔ اُن سب کو پرمان کرتا ہوں۔ کیونکہ وید ایشور واکیہ ہونے سے سرو تھا مجھ کو ماننیہ ہے۔ اور جو برہما جی سے لے کر جیمنی منی پرینت مہاتماؤں کے بنائے وید ارتھ انوکول گرنتھ ہیں۔ اُن کو بھی ساکھی کے سمان مانتا ہوں۔ اور جو ستیارتھ پرکاش کے پرشٹ (صفحہ) ۴۲ پنکتی (سطر) ۲۵ میں "پتر آدکوں میں سے جو کوئی جیتا ہو اُس کا ترپن نہ کرے۔ جتنے مر گئے ہوں۔ اُن کا تو اوشیہ کرے" تتھا پرشٹھ ۴۷ پنکتی ۲۱ "جو مرے ہوئے پتر آدکوں کا ترپن اور شرادھ کرتا ہے ......" انیادی ترپن اور شرادھ کے وشے میں جو جو چھاپا گیا ہے۔ سو لکھنے اور شودھنے والوں کی بھول سے چھپ گیا ہے۔ اس کے ستھان

بقیہ ۳۶ پر لے آنا آپ کا بائیں ہاتھ کا کرتب ہے۔:

ا؎ "سب کو ودِت ہو" سے پہلے نوٹس ہیں۔ مندرجہ ذیل الفاظ بطور عنوان کے موجود ہیں جو پنڈت لوک ناتھ جی نے بوجہ تلدّتِ قیت پڑھنے چھوڑ دیئے "پرانے ستیارتھ پرکاش کے وِشے میں شری سوامی دیانند سرستی کا وگیاپن جو انہوں نے سمت ۱۹۳۵ کے آدی میں یجروید بھاشیہ کے انک پر نقم میں چھاپا ہے"۔

میں ایسا سمجھنا چاہئے کہ جیوتوں کو شردھا سے سیوا کر کے ترپت کرتے رہنا یہ پُتر آدی کا پرم دھرم ہے۔ اور جو مر گئے ہیں۔ اُن کا نہیں کرنا۔ کیونکہ نہ تو کوئی مُکتیہ مرے ہوئے جیو کے پاس کسی پدارتھ کو پہنچا سکتا (ہے) اور نہ مرا ہوا جیو پُتر آدی کے دیئے ہوئے دان کو گرہن کرسکتا ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۵۱

(یہاں تک پڑھ کے سُنایا گیا۔ اگلا حصہ چھوڑ دیا گیا)

"گرہن کرسکتا ہے" سے آگے نوٹس پر یہ الفاظ مندرج ہیں:۔

اس سے یہ سدھ ہوا کہ جیتے ماتا پتا آدی کی ترپتی سے سیوا کرنے کا نام ترپن اور شرادھ ہے۔ انیہ نہیں۔ اس وشے میں نیدمنتر آدی کا پرمان بھومکا کے ۱۱ انک کے پرشٹھ ۲۵۱ سے لے کر ۱۲۔ انک کے پرشٹھ ۲۶۷ تک چھپا ہے۔ وہاں دیکھ لینا۔

سوچنا۔ یہ دگیاپن شرمتی آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب نے سرو سوچنارتھ پرکاشت کیا دستخط

جے چندر منتری آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب

مطبع مفید عام لاہور

نوٹ منجانب مصنف۔ یہ اشتہار بہت عرصے سے نایاب ہیں پنڈت لوک ناتھ جی کی زبانی معلوم ہوا کہ وہ بعد بصد تلاش و محنت آریہ سماج کے ایک بردھ لیڈر کے گھر سے لائے تھے۔ چونکہ سناتن دھرم سے بحث مباحثے میں خصوصاً ان کی ضرورت پڑتی ہے اس لئے مناسب ہے کہ کافی تعداد میں چھپا کر آریہ سماجوں میں عموماً اور آریہ اُپدیشکوں میں بالخصوص تقسیم کئے جائیں۔ کیا آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب اس کام کو اپنے ہاتھ میں لیگی؟

سوامی جی کو دام مارگی چھاپے خانے والوں نے بدنام کیا۔ کیا کوئی مان سکتا ہے۔ کہ ایک تحریر جس کو خود مُصنّف ردّ کرے۔ پھر بھی ماننے کے قابل رہیگی؟ کیا سچائی کا خون کرنا ہی وچار کرنا ہے؟

آپ کہتے ہیں " سوامی جی لکھتے ہیں۔ کہ جو شردّھا سے نیا جاتا ہے وہ شرادھ ہے۔ اِس سے کون انکار کرتا ہے۔ شردھا سے دان جیتے کو ہی دیا جا سکتا ہے۔ مُردے سے جاکر کہو بھوجن کھالو۔ وہ کیسے کھا سکتا ہے؟

پنڈت جی کہتے ہیں سنسکار ودھی میں جینیؤ کو "अपसव्य سویہ" اپ کرنا لکھا ہے۔ اور یہ شرادھ کے موقعہ پر ہی ہوتا ہے۔ اگر سنسکار ودھی سے "جینیؤ بائیں کندھے پر کرے" نکل آتے ہیں ابھی نیچے آتا ہوں۔ (پنڈت جی سٹول پر کھڑے تھے) آہا غضب سر میدان! داہنی سنسکار ودھی سناتنی پنڈت مہاشہ کی طرف پھینکی اور بجلی کی طرح کڑک کر فرمایا۔ اگر اس میں جلیؤ کا لفظ لکھا ہو۔ تو لوگ ناتھ اپنی جیبھ (زبان) کو کاٹ دینگا +

آپ کہتے ہیں۔ پتر دو پرکار کے ہوتے ہیں۔ ایک زندہ دوسرے مُردہ۔ یہ اثر آریہ سماج کا ہے۔ آپ تو آج تک پتر شبد مرتک ماتا پتا آدی کے لئے استعمال کیا کرتے تھے +

پنڈت جی کہتے ہیں " پتر نہیں آتے " سنو بھائی ہندوؤ۔ تمہارے یہ لوگ ہزاروں برس پتروں کے لئے مانگتے رہیں۔ اب پنڈت جی کہتے ہیں " دیوتا کھاتے ہیں " بھلا یہ بھی مان لیں۔ مگر سوال تو بھوجن کے جوٹھے ہونے کا ہے۔ اِس کا جواب دیں +

پنڈت جی کہتے ہیں " آئینتو نہ پترہ " اتیادی ویدمنتر دوارا اگنی شواتّ نام پتروں کو بلایا جاتا ہے۔ ایسے ودوان ہو کر سچائی سے کام لیں۔ تو بیڑا پار ہوگا +

اِس منتر کا ارتھ یہ ہے۔ کہ میرے پتر آئیں۔ راستوں سے آئیں۔ وِمانوں سے آئیں۔ کیا راستوں اور کیا وِمانوں سے مُردے آیا کرتے ہیں۔ یہاں پادری صاحب بیٹھے ہیں۔ یہ انگریز ہیں۔ انہوں نے دیکھا ہوگا۔ کہ انگلینڈ میں جو ہوائی جہاز Aeroplane ہیں۔ کیا اُن پر مُردے سوار ہوا کرتے ہیں؟

اب پِتر شبد کا ارتھ بتلاتا ہوں۔ مہرشی یاسک آچاریہ رگ وید اشٹک ۲ انوواک ۳۔ ورگ ۲۰ کے منتر ۳۳ کی

द्यौर्मे पिता जनिता नाभिरत्र बन्धुर्मे माता
पृथिवी महीयम् उत्तान योश्चमवोर् यो निर-
न्तरत्रा पिता दुहितुर्गर्भमाधात् ॥

کی ویاکھیا کرتے ہوئے اپنے بنائے گرنتھ نرکت کے ادھیائے ۴ پاد ۳ کھنڈ ۵ میں پتا شبد کا ارتھ یوں کرتے ہیں:-

पिता पाता वा पालयिता वा जनयिता

ارتھات پتا کے معنی رکھشا کرنے والا۔ پالن کرنے والا اور پیدا کرنے والا

पितृ پِتر شبد کا ایک وچن میں پتا اور "بہو وچن" (جمع) میں पितरः بنتا ہے۔ جیتے پتر رکھشا کر سکتے ہیں۔ مرنے بھی کہیں رکھشا کر سکتے ہیں ؎

جیتے پتر نہ مانے کو مویاں شرادھ کرائے
پتر بچارے کیا کچھ کھاویں کوّا کُتّا کھائے

سوچنے کی بات ہے۔ جب سوامی جی نے پہلی ستیارتھ پرکاش کو خود ردّ کیا۔ اُس کا سہارا لینا کتنا فضول ہے؟ اِس لئے میں آپ کے سامنے یہ بات التماس کرتا ہوں۔ کہ بجائے پرانے ستیارتھ پرکاش کے نئے کا سہارا لیں۔ جب ایک ایکٹ کی تردید گورنمنٹ خود کر دیتی ہے۔ تو لوگ پھر بھی کہیں

ہم پرانے کو ہی مانیں گے۔ کتنی کم سمجھی ہے ؟

قانون تقسیم بنگال لارڈ کرزن کے عہد میں مروّج ہوا۔ دہلی کے دربار میں گورنمنٹ کی طرف سے منسوخ کر دیا گیا۔ اب بھی آپ یہ کہیں کہ ہم بنگال کی تقسیم کو ہی مانیں گے۔ تو کیا یہ ٹھیک ہوگا ؟

سبھاپتی جی - (قطع کلام کر کے) جے کشن داس کو آپ نے وام مارگی بتلایا جس نے پہلی ایڈیشن ستیارتھ پرکاش کی چھپوائی تھی۔ جن کا اس بحث سے کچھ تعلق نہیں۔ آپ ایسے لوگوں پر ناحق دوش لگاتے ہیں۔ آپ کہتے ہیں "وہ وام مارگی" تھے۔ مگر مجھے معلوم ہے وہ[1] چندوسی آریہ سماج کے پردھان تھے۔ آپ اپنے الفاظ واپس لیں *

پنڈت لوک ناتھ جی - اگر وہ وام مارگی نہیں تھے۔ اور انکی اتنی بڑی بھاری غلطی کو آپ کچھ نہیں سمجھتے۔ تو میں آپ کی آگیا کا پالن کرتا ہوا الفاظ واپس لیتا ہوں۔ مگر پہلے ستیارتھ پرکاش کو ماننے کے لئے تیار نہیں *

[1] ناظرین! اگر کسی شخص کو متضاد خیالات کا بننے کی خواہش ہو تو اُسے چاہئے کہ سناتن دھرم کے مہوپدیشک پنڈت کالو رام شاستری کے نقش قدم پر چلے۔ آپ کی تحریر کچھ اور تقریر کچھ۔ زبانی تو آپ راجہ جے کرشن داس کو آریہ سماج چندوسی کا پردھان بتلاتے ہیں۔ مگر اپنی چھپائی کتاب (منسوخ شدہ ستیارتھ پرکاش سنہ ۱۸۷۵ع) کے دیباچہ میں رقمطراز ہیں۔ کہ "کوئی ایک سجنوں کا وچار ہوگا۔ کہ راجہ صاحب آریہ سماجی ہونگے۔ کنتو راجہ صاحب کے لیکھ سے ودت ہوتا ہے کہ وہ آریہ سماجی نہیں تھے۔ سناتن دھرمی تھے" !!

بتلائیے آپ کے دو متضاد بیانات میں سے کونسا مستند سمجھا

پنڈت لکشمی چندر جی

(بار دوم)

پنڈت جی نے یہ تو منظور کر ہی لیا۔ کہ پہلا ستیارتھ پرکاش غلطی سے چھاپا گیا۔ اب ستیارتھ پرکاش سکنڈ ایڈیشن کی بھومکا سُنئے۔ سوامی جی کہتے ہیں "جس سمے میں نے یہ گرنتھ ستیارتھ پرکاش بنایا تھا۔ اُس سمے اور اُس سے پُورو سنسکرت بھاشن کرنے۔ پٹھن پاٹھن میں سنسکرت ہی بولنے اور جنم بھُومی کی بھاشا گجراتی ہونے کے کارن مجھ کو اس بھاشا کا وشیش پری گیان نہ تھا۔ اس سے بھاشا اشُدھ بن گئی تھی۔ اب بھاشا بولنے اور لکھنے کا ابھیاس ہو گیا ہے۔ اِس لئے اِس گرنتھ کو بھاشا ویاکرن انُوسار شُدھ کر کے دُوسری بار چھپوایا ہے۔ کہیں کہیں شبد واکیہ رچنا کا بھید ہوا ہے۔ سو کرنا اُچت تھا۔ کیونکہ اس کا بھید کئے بنا (بغیر) بھاشا کی پری پاٹی سُدھرنی کٹھن (مشکل) تھی۔ پرنتو ارتھ کا بھید نہیں کیا گیا ہے۔ پرنتو وشیش تو لکھا گیا ہے۔ ہاں جو پرتھم چھپنے میں کہیں کہیں بھُول رہی تھی۔ وہ نکال شودھ کر ٹھیک کر دی گئی ہے"۔

اس میں کہاں لکھا ہے۔ کہ چھاپے خانے والوں کی بھُول ہے؟ یہ پینترے کر چلے آئے۔ معلوم یہ کب چھاپ لیا گیا ہے۔ ہم نے تو کبھی آگے یہ دیکھا ہی نہیں یہ اشتہار دکھلا دیا جاوے ممکن ہے آج ہی کا چھپا ہو۔ اب یہ اپنی پُستکوں سے تو مکرنے لگے۔ شائد ویدوں سے بھی مُکر جاویں۔ یہ تو تمہاری ہی ستیارتھ پرکاش دا انجنا ہوں۔ کسی اور کی نہیں۔ ایسے غلطی کا رٹنے والے کی مانو کیوں؟

بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۰ جاوے؟ اگر راجہ صاحب کو بقول آپ کے سناتن دھرمی مانا جاوے تو آریہ سماج چندوسی کا پردہان کس طرح قرار دیا جا سکتا ہے؟ اگر انہیں آریہ سماجی تصور کر لیں۔ تو آپ کو اپنے ستیارتھ پرکاش میں مندرجہ مذکورہ بالا الفاظ پر ہڑتالی پھیرنی پڑے گی ٭٭

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں۔ لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

سمت ۱۹۴ میں دیوالی کے دن وہ مر گئے۔ اگر وہ تیسرا بنا دیتے تو ہم کہاں ڈھونڈتے؟ کہیں بھٹیر دگے بھی؟ پرانے ستیارتھ پرکاش میں بھول نہیں آسکتی۔ جو کچھ لکھا گیا ہے۔ سو ٹھیک ہے۔ اتھرو وید کانڈ ۱۸۔ انوواک ۲۔ سوکت ۲ منتر ۳۴ پڑھ کے سُناتا ہوں ؞

येनिखाता ये प्रोप्ताये दग्धा ये चोद्धिताः सर्वांस्तानग्न आवह पितॄन् हविषे अत्तवे॥

ہے اگنی! اُن پتروں کو جو گاڑے گئے۔ جو جلائے گئے۔ جو پھینک دیئے گئے۔ جو بہائے گئے۔ جو ودگدھ ہوئے۔ اُن کو ہوی کھانے کے لئے بلاؤ۔ یہاں اگر مردہ پتروں سے غرض نہیں تو زندہ سے ہے؟

یجروید ادھیائے ۱۹ منتر ۶۰۔

ये अग्निष्वात्ता ये अनग्निष्वात्ता मध्ये- दिवः स्वधयामादयन्ते। तेभ्य स्वराडसुनीतिमेतां- यथावशं तन्वं कल्प- یہاں بھی مُردہ پتروں سے مراد ہے یاتি

جو دیوتا پتر سنگیا ہوگا۔ وہ بھوجن لیگا۔ شرادھ میں جتنا انّ دیا جائیگا۔ اُس سے تگنا جس یونی میں کوئی پتر ہوگا۔ اُس کو اُسی یونی میں مل جائیگا۔ ناگ ہوگا۔ تو وایو روپ ہو کر لیگا ؞

नाग लोके विप्रान्ति

آپ بیان کرتے ہو۔ میں اگر تم سے پوچھوں کہ تمہیں اُس کے چولہے میں انگارے ملیں گے؟ آپ کہیں گے وہ اس کا تپنہ ملیگا۔ ایسے ہی شرادھ کا انّ تو یہیں رہ جاتا ہے۔ براہمن کھا جاتے ہیں۔ تپنہ ملا کرتا ہے۔ کوئی سماجی مندر بناتا ہے۔ بتاؤ آپ اُسکے چولہے میں انگیٹھی ملیں گی؟ آپ کہینگے

"دھرم ملیگا۔ اینٹیں نہیں ملینگی" اسی طرح شرادھ کرنے والے سے دھرم ملیگا۔ بھوجن نہیں ۵؎

فرض کرو۔ کسی سماجی بھائی کا باپ مر گیا۔ میں اُن کے گھر جاؤں۔ اور کہوں کہ گھر کا مالک میں ہوں۔ وہ کہیں گے کہ "تو کون؟" میں کہوں گا "میرا گھر ہے" وہ کہیگا "میرا" میں پوچھونگا "تمہارا کس طرح؟ گھر کا مالک تمہارا باپ مر گیا۔ جیسا اب اُس سے تمہارا کچھ تعلق نہیں ویسا ہی میرا نہیں" وہ کہیگا "اُس کی جائیداد کا میں مالک ہوں" گویا لینے کے وقت تو تعلق ملا لیں کہ ہمارا باپ تھا۔ دینے کے وقت کہہ دیں کہ ہمارا پتر نہیں تھا؎

۵؎ پاٹھک اِن الفاظ کو خاص طور پر غور سے پڑھیں۔ اور بتلائیں۔ کہ پنڈت لکشمی چندر جی نے خود ہی مرتک شرادھ کا کھنڈن کرنے میں کچھ کمی چھوڑی ہے؟ آریہ سماج کے خیالات کا اثر کس قدر زبردست ہے کہ ؎

جو کہتے تھے شرادھوں میں دیا پتروں کو ملتا ہے
وہی کہنے لگے اب بے نتیجہ ہے تمرہ شرادھوں کا

پنڈت صاحب نے شرادھوں کو ہون سے مشابہت دے کر اپنے سناتن دھرمی بھائیوں کی اس تھیوری کا بھی کھنڈن کر دیا۔ کہ پتروں کو بھوجن کا اثر ملتا ہے۔ آپ کے کتھن انوکول اگر کچھ ملیگا تو شرادھ کرنیوالے کو ملیگا۔ پتروں کو کچھ نہیں ملتا؎

ہاں اس صورت میں ہمارا پنڈت جی سے یہ سوال ہے کہ جب مُردہ پتروں کو شرادھ میں دیا ہوا بھوجن پہنچتا ہے نہ اُس کا اثر۔ تو پھر اُن کا تعلق کیوں شرادھوں سے بتلایا جاتا ہے؟

پنڈت لوک ناتھ جی

(بارِ سوم)

پنڈت جی نے ستیارتھ پرکاش کی بھومکا پڑھ کے سنائی۔ سارے اکھشروں کو پڑھ کے بھی پوچھتے ہو" بتلاؤ کہاں لکھا ہے چھاپے خانے والوں کی غلطی ہے"؟ میری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ چھپنے اور چھاپے خانے میں بھی کوئی فرق ہوتا ہے "چھپنے میں جو بھول ہو گئی۔ اس کو نکال کر صاف کر دیا" اور "چھاپے خانے میں جو بھول ہو گئی۔ اس کو نکال کے صاف کر دیا"۔ ان دونوں میں اگر کوئی فرق ہے تو سمجھاؤ۔ پنڈت جی کہتے ہیں "ہم نے تو کبھی یہ پترا دیکھا ہی نہیں"۔ آپ کو تو کھبر کا پتہ رہتا ہے۔ میرے پترے کا کیوں پتہ رہے ہے؟

سنسکار ودھی میں سماورتن سنسکار میں جو آپ نے جنیؤ کو بائیں کندھے پر کرنا بتلایا تھا۔ اس پر جب میں نے پوچھا۔ کہ بتلاؤ جنیؤ شبد کہاں لکھا ہے؟ تو اس کے اُتر میں آپ خاموش رہے +

آپ کہتے ہیں۔ ستیارتھ پرکاش میں اگر غلطیاں ہو گئی ہیں۔ تو اس کو کیوں مانو؟ پنڈت جی! کتاب میں غلطیاں چھپ جاتی ہیں۔ اس کو کیوں مانتے ہو؟ لیکن کہیں غلط چھپ جاتی ہیں۔ دوسرے ایڈیشن میں صاف کر دیا جاتا ہے۔ اُن کو کیوں مانتے ہو؟ یہ آپ کا نیا قانون ہے کہ وہ غلطی نکالی ہی نہ جائے۔ آپ نے کہا "اگر سوامی جی تیسرا بنا دیتے تو ہم کہاں ڈوبتے؟"

پنڈت جی! یہ آپ کا کہنا ٹھیک نہیں۔ پہلے ایڈیشن کے سوا کسی میں کوئی ہیرا پھیری (ترمیم) نہیں ہوئی +

پہلے تو آپ نے کہا "پتہ نہیں آتے۔ دسویں رد رآدتیہ آدی دیوتا آتے

آپ نے کہا "جس یونی میں پتر ہیں وایو رُوپ ہو کر آئینگے۔ اگر اس طرح مانا جائے۔ تو پہچھے پتر مردہ ہو جائے گا۔ جس سے وہ نکل کر بھوجن کرنے آئیں گے ہمیں نے مانس وشے کے شلوک پڑھے تھے۔ اُس کا کیا اُتر دیا؟ سکھو! ہندوؤ! مسلمانو! سن لو۔ اَنّ سے ایک ماہ۔ کھیر سے ایک برس۔ اور لمبے کان والے بکرے کے مانس سے بارہ برس تک پتر ترپت رہتے ہیں۔ تو پھر برہمن دیوتا کو بکرے کا مانس کیوں نہ کھلایا جاوے۔ جس سے پتروں کی بارہ برس تک ترپتی رہتی ہے؟ پنڈت جی کہتے ہیں۔ آریہ سماجی ہیرا پھیری کرتے ہیں۔ یہ گرنتھ (جس سے پنڈت جی پڑھکر سنا رہے تھے) سناتنیوں کا ہے۔ کیونکہ اس پہ: [illegible] لکھا ہے آریہ سماجی گرنتھوں پر [illegible] ہوتا ہے۔ ہری پرشاد بھاگیرتھ جی کے چھاپے خانے میں جو سناتنی چھاپا خانہ ہے بمبئی میں چھپا ہے۔ اس کو بھی پرمانک نہ مانوگے؟

آپ نے ये अग्नि दग्धा اور ये निखाता ابیادی وید منتر پڑھکر کہا "جو اگنی میں دگدھ ہوئے پتر آئیں" میرا سوال پھر بھی وہی ہے۔ کہ مُردہ پتر کیسے آئیں گے؟

میں کچھ پوچھتا ہوں۔ آپ جواب کچھ دیتے ہیں۔ جیسے کوئی آدمی منڈی میں جاکر پوچھے "کنک کیا بھاؤ ہے؟" دوکاندار جواب دے "چنے دس سیر" وہ کہے "بھائی میں تو کنک پوچھتا ہوں" وہ دوکاندار بولے "مرچاں گیارہ

بقیہ حاشیہ۔ ارتھات انگوں سے وایو نہ خراب ہو جاوے۔ اس لئے ہون کرنا چاہئے ۷۹ لیکن سناتن دھرم کے پنڈت اس سے کرتے ہیں۔ شرادھ سدھی! ارتھ اور مطلب کسی منتر کا کچھ ہو۔ آپ کو اس سے غرض ہی کیا؟ سوارتھ سدھی کے فکر کا کام ہی آپ کو کافی ہے۔

پاؤ روپیہ کی"۔ جو میرا سوال ہے۔ آپ اُس کا جواب دیں +

میں نے سوال کیا تھا۔ ایک ساہوکار کے کئی لڑکے مختلف جگہوں پر ہیں وہ ایک دن ایک وقت میں اپنے باپ کا شرادھ کرتے ہیں۔ پتر ایک وقت میں سب جگہ کس طرح جائیگا؟ اس کا جواب کچھ نہیں آیا +

کیا میرے پر ہپناٹزم کا عمل کیا ہوا ہے۔ کہ میں کچھ کا کچھ سمجھ رہا ہوں۔ یا پنڈت جی ہی ٹھیک نہیں کہتے؟ ہپناٹزم ایک عمل ہوتا ہے۔ جس میں آدمی کُتے کی طرح بھونکنے لگ جاتا ہے۔ اُس کے ہوش و حواس ٹھیک نہیں رہتے۔ شاید میری وہی حالت ہو +

پنڈت جی نے کہا کہ شرادھ تُپتیہ کے لئے ہے۔ ایسا تو ہم بھی مانتے ہیں۔ اگر آپ مانتے ہیں۔ کہ مُردوں کو نہیں ملتا۔ صرف تُپتیہ کے لئے دیتے ہیں۔ تو آپ بزرگ ہیں۔ کل کو میرے ہاں نیوتہ مانیں۔ اگرچہ میں پردیشی ہوں۔ تو بھی آپ کو ربڑی وغیرہ جو بھی آپ کھانا چاہیں کھلا کر دو روپیہ دکھشنا بھی دونگا۔ اور اپنے ہاتھ سے روٹی بنا کر کھلاؤنگا۔ اگر شرادھ تُپتیہ کے لئے ہے تو: अहरह: श्राद्धं कुर्वीत کہاں گئی سندھیا! ہر روز کیا کرو۔ مگر پتروں کو نہیں ملتا۔ یہ پنڈت جی مان گئے ہیں۔

پنڈت جی کہتے ہیں "جو کچھ برہمن کھاتے ہیں۔ وہ دایو روپ ہو کر پتروں کو ملتا ہے۔ اگر ایسا ہے تو برہمنوں کا پیٹ خالی ہو جانا چاہئے۔ مگر برہمنوں کا پیٹ ابھر جاتا ہے۔ مجھے یاد ہے جب میں شرادھ کھایا کرتا تھا تو کئی جگہ کھانے پر پیٹ ابھر جاتا تھا۔ اور میرے چاچا نے مجھے کہا تھا کہ پائیں اور ڈکار نہ آئے (مراد) سو جانے سے کھانا ہضم ہو جاتا ہے +

" आपमय "آپ سومیہ سے مراد دائیں طرف مُڑنے سے ہے۔ جبکہ

(سماورتن سنسکار کے موقعے پر) برہمچاری پُورو کی طرف مُنہ کرکے بیٹھا ہوگا۔ تو داہنی طرف مُنہ کرنے سے (یعنی right turn ہونے سے) اُس کا مُنہ دکھشن کی طرف ہو جائیگا۔ جدھر اُس کے پِتر بیٹھے ہیں۔ اس میں بہنیو کا ذکر نہیں ٭

پنڈت لکھشمی چندر جی (بار سوم)

میں نے تو یہ کہا ہے۔ کہ جو دیا جاتا ہے۔ اُس کا پھل امرت کی طرح ہوکر ملتا ہے۔ اور ناک کو ہوا بن کر ملتا ہے۔ آپ پوچھتے ہیں وہ پِتروں کو کس طرح ملتا ہے؟ پُرانے ستیارتھ پرکاش کا صفحہ ۱۰۲ پھر پڑھ کے سُناتا ہوں ٭

"تیسرا پِتری یگیہ ارتھات جس کے دو بھید ہیں۔ ایک شرادھ اور دُوسرا ترپن۔۔۔۔۔۔"

ستیارتھ پرکاش کے دُوسرے ایڈیشن کی بھومکا میں تو یہ لکھا ہے کہ چھاپے میں جو بھول تھی دُرست کر دی۔ آپ نے خانہ اپنی طرف سے ملا دیا گیا؟ "آپ سویہ" کا مطلب یہ ہے کہ جنیؤ کو بائیں کندھے پر رکھ کے انگوٹھے میں پھنسا کر پانی چھوڑے۔ پھر کیوں اس سے انکار کرتے ہو؟ یہ تمہاری ہی پوتھی دکھاتا ہوں۔ کسی اور کی نہیں ٭

اس کا ارتھ نہیں کیا ٭ ...गयो नौचमाचक्षते ०

سنسکار ودھی کے "آپ سویہ" دِشا میں کہا کہ اس کے معنے ہیں۔ دکشن کی طرف مُڑ جانا۔ میں نے غلط کہا تھا؟ میں بھی تو یہی کہتا ہوں کہ دکھشن کی طرف مُنہ کرے ٭

میں نے کہا تھا "اگنی شرادھ کے انّ کو کھاتا ہے۔ وگرنہ پِتر کے پاس پہنچا دیتا ہے۔ پِتر نہیں آتے" اب بھی یہی کہتا ہوں ٭

آپ نے جو منو دھرم شاستر سے شلوک پڑھ کر بتلایا۔ کہ کھیر سے ایک برس...

لمبے کان والے بکرے کے مانس سے بارہ برس تک پتر ترپت رہتے ہیں۔ پھر
بکرے کا مانس کیوں نہ شرادھ میں دیا جاتے؟ اس کا اُتر یہ ہے کہ منوجی دیشوں
کے دھرم کہتے ہیں۔ نہیں پتہ بھی ہے۔ کہ دیشوں کے دھرم کتنے ہیں؟ ایسے بھی دیش تھے
جہاں اناج نہیں ملتا تھا۔ منوجی سے اُن دیشوں کے لوگوں نے پوچھا کہ ہم شرادھ کس
طرح کریں۔ اَن تو ہوتا نہیں مانس ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا جہاں اَنّ نہیں ہوتا وہاں
مانس سے ہی شرادھ کرو۔ جو مانس کھاتے ہیں۔ اُن کے لئے منوجی مانس سے شرادھ
کرنے کو لکھتے ہیں۔ منوجی کا اگلا بچن بھی تو پڑھو۔ صاف لکھا ہے मुन्यन्नानि
चसर्वशः ارتھات منیوں کے ان کھلانے سے اننت کال کی ترپتی ہوتی ہے ۔
منوجی کہتے ہیں۔ منوسمرتی ادھیائے ۵ شلوک ۵۵

मांस भक्षयिताऽमुत्रयस्य मांसमि
हाद्म्यहम्। एतन्मांसस्य मांसत्वं प्रवदन्ति
मनीषिणः॥

ارتھات جو جس کے مانس کو کھاتا ہے۔ اگلے جنم میں وہ اس کے مانس کو
کھائیگا۔ منوجی صاف مانس کا نشیدھ کرتے ہیں۔ پھر شرادھ میں مانس کی آگیا
کیسے ہو سکتی ہے۔ منوجی کہتے ہیں۔ جہاں اَنّ نہیں ملتا۔ وہاں مانس سے کرو۔ اور
سنئے! اسی ادھیائے کا شلوک ۵۱

ف پنڈت لکھشمی چندر جی فرماتے ہیں۔ کہ منو مہاراج نے مانس کا استعمال
ان دیشوں کے لئے بتلایا ہے۔ جہاں اَنّ نہیں ہوتا۔ لوگ مانس کھا کر ہی
گذارہ کرتے ہیں'' معلوم ہوتا ہے۔ شاید یہ الفاظ زبان مبارک سے ادا
کرتے وقت پنڈت جی مہاراج کو منوسمرتی کے ادھیائے ۵ کا شلوک ۵۱ یاد
نہیں رہا۔ جو صاف طور پر بتلاتا ہے کہ وہ مدھوپرک یگیہ۔ دیو کرم۔ پتری کرم

अनुमन्ता विशसिता निहन्ता क्रयविक्रयी।
संस्कर्त्ता चोपहर्त्ता च खादकश्चेति घातकाः॥

صلاح دینے والا۔ ہتھیار سے مانس کو کاٹنے والا۔ مارنیوالا۔ بیچنے والا۔ مول لینے والا۔ بنانے والا۔ لے آنے والا۔ مانس کا کھانے والا یہ آٹھ گھاتک کہلاتے ہیں :۔

آپ بار بار پوچھتے ہیں۔ کہ پتر جوٹھا کھاتے ہیں۔ یا برہمن ؟ اس کا اتر یہ ہے کہ بھگوان کا جوٹھا ہم کھاتے ہیں۔ دیوتاؤں کا جوٹھا کھانے میں ہانی نہیں۔ ہم تو چرنامرت لیتے ہیں۔ یدی دیوتا کو بلائیں۔ تو دیوتا جیم لیتے ہیں۔ اس کے بعد برہمن جیم لیں اس میں کیا دوش ہے ؟ دیوتاؤں کا جوٹھا کھانا وید شاستر میں لکھا ہے۔ پتر نہیں آیا کرتے۔ پتروں کے پاس باسنا اگنی دیوتا پہنچایا کرتا ہے :۔

لفظیا۔ حاشیہ۔ ان سب میں پشو کو مارنا چاہیئے۔ اور کرم میں نہیں " اگر مانس ۵۳ کے وشئے میں شلوک ان کے رہت اور مانس خوردیشوں کے لئے ہوتے۔ تو " اور کرم میں نہیں " یہ قید نہ لگائی جاتی۔ کیونکہ وہاں تو اناج نہ ہونے کے سبب روزمرہ کی خوراک کا کام بھی مانس سے چلنا قدرتی امر تھا۔ یہ شلوک صاف ظاہر کر رہا ہے۔ کہ منوسمرتی یجیوں میں پشو بدھ جائز سمجھتی ہے۔ اور بغیر یجیوں کے مانس کھانے کی اجازت نہیں دیتی۔ اور اس کا مذکورہ بالا حکم اپنے دیش بھارت ورش پر خاص کر حاوی ہے *

اسی ادھیائے کا شلوک ذیل (۳۱) بھی شلوک مندرجہ بالا کی تائید کرتا ہے " یجیہ کے نمت مانس کا بھوجن کرنا شاستر کی ودھی ہے۔ سوائے اس کے اور مانس بھوجن کرنا راکھشی بدھ ہے "

الفاظ خط کشیدہ کو پڑھکر بھی کیا کوئی سناتن دھرمی کہہ سکتا ہے کہ منوسمرتی اپنے دیش کے لئے یجیہ کے موقعہ پر پشو بدھ کو ناجائز قرار دیتی ہے ؟

برکت کا منتر—

अङ्गादङ्गात् सम्भवसि हृदया
दधि जायसे॥

باپ کے ویریہ سے لڑکا ہوتا ہے۔ اور اُس کے انگ انگ سے پیدا ہوتا ہے
پہلے باپ ایک ننھا بیٹا ہونے پر اس کے دو شریر ہو گئے۔ بیٹے کا جسم پتا کے ویریہ
میں پہلے ہی تھا۔ وہ نظر نہیں آتا تھا جب میرا کیا مجھے مل جائیگا۔ تو شریمرتی کھینچا
ہوا بیٹا بیٹھا ہے۔ اُس کا کیا مجھے کیوں نہ ملے؟ کیا یہ انصاف کی بات ہے؟ کیا تو
یہی کہہ دو گے اپنا پرایا کسی کا نہیں ملتا۔ یا بیٹے کا دیا بھی باپ کو پہنچا ہوا مانو۔ اگنی
دیوتا اُن کو دگدھ کر دیتا ہے۔ وہی اَن پتا کو جس جس یونی میں ہوتا ہے۔ مل جاتا ہے
گھر بار لینے کے لئے تو پتا سے سنبندھ ہے۔ دینے کے لئے سمبندھ ہی نہیں :-

پنڈت لوک ناتھ جی (چوتھی دفعہ)

پنڈت جی کہتے ہیں، جو دیا جاتا ہے وہی روپ ہو کر ملتا ہے۔ سارے
سال میں چھ پوریاں۔ چار کڑچھے کھیر۔ کچھ پوڑے۔ کچھ ساگ۔ سبزی۔ دہی وغیرہ
پتر نمت برہمن کو دیئے گئے۔ تم ہر روز دو وقت کھاتے ہو۔ سال میں ۳۶۵ دن
۲ پر ضرب دو = ۷۳۰ دفعہ (وقت) ہوئے۔ پنڈت جی! اتنا تھوڑا دیا ہوا پتروں
کے لئے سال بھر کس طرح کافی ہوگا؟ آپ کہتے ہیں وہ پتر جس یونی میں بھی ہو وہیں
ملتا ہے!! میرا پڑدادا فرض کیا۔ ہاتھی کی یونی میں ہے۔ تھوڑی سی کھیر۔ کچوری
وغیرہ ہاتھی کی یونی میں اُس کا کیا کریگی؟[1] پنڈت جی کہتے ہیں وہ وہ چیز اُس یونی
کے انوسار خوراک ہو کر ملتی ہے۔ میں مان لیتا ہوں۔ کھیر وغیرہ کے پتر اگر کسی

---

[1] منوسمرتی ادھیائے ۳ شلوک ۲۶۳ پنڈت لوک ناتھ جی کے اس
کتھن کی زبردست تائید کرتا ہے۔ ملاحظہ کیجئے شلوک ذیل میں

بہشٹ یُونی میں ہوگا۔ اُسے پتّے بن کر ملیں گے۔ مگر وزن میں تو فرق نہیں آئیگا۔ ہاتھی
کے لئے کم از کم دو من پتّے ہر روز چاہئیں۔ تین پاؤ آن سے سارا سال کس طرح
کٹیگا؟ یہ تو وہ ایک لپکے سے ختم کرلیگا۔

ایک دقّت اور دی جایا کرتی ہے۔ پنڈت جی کو تو وہ نہ سُوجھی ہو۔ میں بتلا
دیتا ہوں۔ مثلاً کوئی ہندوستان سے پچاس روپے کا منی آرڈر کرائے۔ تو وہ
انگلستان میں ساورن و شلنگ کی صورت میں اُسے ملیگا۔ اسی طرح فرانس
میں سٹرلنگ آدی۔ اسی طرح پِتّر کو بہاں دی ہوئی کھیر وغیرہ اُس کی یُونی کی
خوراک کے مطابق ملیگی میں مان لیتا ہوں۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ مگر ۵۰ کے ۲۰۰ نہیں
دینگے۔ ملیں گے اُتنی ہی قیمت کے۔ ۵۰ دیئے ہیں۔ تو ۵۰ ہی ملیں گے۔ ہو نہیں
سکتا۔ بھیجو چار پوریاں اور مل جائے سارے سال کا بھوجن۔

پُرانی ستیارتھ پرکاش کے دشہ میں لکھا ہے۔ چھپنے میں بھول ہو گئی آپ
کہتے ہیں "چھاپے خانے میں بھول ہوگئی لکھا دکھلاؤ" بھلا دو چھپنے میں بھول ہو

لکھا ہے۔ کہ جو چیز دی جاتی ہے۔ پرلوک میں وہی ملتی ہے۔

بقیہ صہ ۵۵

येन येन तु भावेन यद्यद्दानं प्रयच्छति।
तत्तत् तेनैव भावेन प्राप्नोति प्रति पूजितः॥

ارتھات جس جس بھاؤ سے جو جو دان منش دیتا ہے۔ اُس اُس
بھاؤ سے وہی اُسے ملتا ہے۔

معلوم نہیں۔ سناتن دھرمی مہودے کس بنا پر کبھی تین گنا۔ اور کبھی
ہزار گُنا دان صلے میں ملنے کا دعوے کرتے ہیں؟ اور کس پرمان
کی بنا پر یہ فرماتے ہیں۔ کہ پتر جس یُونی میں ہوگا۔ اُسی کے انوسار
بھوجن بن کر اُسے مل جائے گا؟

گئی،، اور ”چھاپے خانے میں بھول ہو گئی،، دونوں میں کیا فرق ؟ کتابوں میں شُدھی پتر (غلط نامہ) ہوتا ہے۔ اُس سے یہ مراد ہوتی ہے۔ کہ غلطیاں ٹھیک کر لی جائیں ۔

میں نے پنڈت جی سے پرانک گرنتھ سے کہا تھا۔ کہ کھیر کے کھلانے سے بہتر ایک ورش اور لمبے کان والے بکرے کے مانس سے ۱۱ ورش تک ترپت رہتے ہیں۔ پھر مانس کیوں نہ برہمنوں کو کھلایا جائے ؟ آپ نے اُتر دیا کہ ”یہ دفعہ اُس دیش کے لئے ہے۔ جہاں کہ مانس ہوتا ہے۔ بتلائیے ایسا دیش جہاں کہ مانس ہو۔ اُن “ نہ ہو ؟ منو کا دھرم سارو بھومک دھرم تھا۔ تعزیرات ہند کی کوئی دفعہ کسی خاص صوبے کے لئے نہیں۔ اگر کوئی خاص ملک کے لئے ایکٹ ہوتا ہے۔ تو اُس پر ذکر ہوتا ہے جیسے ایکٹ اراضی پہلے سب کے لئے رہا۔ اپیل پر تین ضلعوں کے برہمن کاشتکار تصور کئے گئے اور اُن کے لئے وہ ایکٹ چھوڑ دیا گیا۔ اور قانون میں ایزاد کر دیا گیا۔ کہ تین ضلعوں کیمبل پور گورداسپور جہلم پر یہ عائد نہیں ہوتا۔ اگر منو کا یہ دھرم مانس والے ملک کے بارہ میں ہے۔ تو منو کو ہیڈنگ دینا چاہیے تھا ۔

میں پھر کہتا ہوں۔ تمہاری کتاب کی رُو سے کہ لمبے کان والے بکرے کے مانس سے پتروں کی بارہ برس کی ترپتی ہوتی ہے۔ اور لال بکرے کے مانس سے اننت جنم کی۔ یہ سناتنیوں کی پُستک سُناتا ہوں۔ آریہ سماج کی نہیں۔ اگر منو کی مراد مانس والے ملک سے ہوتی۔ تو اُن کو نوٹ دینا چاہیے تھا ۔

”سنسکار ودھی،، میں پنڈت جی کہتے ہیں ”اپ سوبہ کے معنے جنیؤ بائیں کرنے کے ہیں۔ میں آپ کو تارا ناتھ ترک واچسپتی کے بنائے शब्द स्तोम ۱۸۹۳ء ”شبد ستوم مہاندھی،، نام کے کوش سے جو کلکتہ میں महानिधि میں چھپا ہے۔ सव्य کے ارتھ سُناتا ہوں [1]

[1] شبد ستوم ندھی،، کوش بوجہ بہت قیمتی ہونے کے سروسادھارن دیکھئے

सव्य - त्रिलिङ्ग - सुप्रेरणो - यत् प्रत्यय =वामे, दक्षिणे, प्रतिकूले च॥

ارتھات सव्य धातु سے यत् प्रत्यय ہونے پر सुप्रेरणो شبد سدھ ہوتا ہے۔ جس کے ارتھ بائیں اور (طرف) یا دکھشن اور (طرف) یا الٹے ہونے کے ہیں۔ اگر सव्य کے معنی ور جنئو بائیں طرف کرنا ہو تو ہیں ہارا +

پنڈت جی کہتے ہیں" جو مانس کھانے والے ہیں۔ وہ مانس سے شرادھ کریں" سنو بھائی ہندوؤ! اور سکھو! اگر تم مانس کھایا کرتے ہو۔ تو براہمن دیوتا کو سنڈے کا مانس کھلایا کرو۔ تاکہ اُس کے کھلانے سے پتر دیر تک ترپت رہیں۔ اگر انکار کریں۔ تو یاگیہ ولکیہ کی دفعہ عائد ہوتی ہے۔ یاگیہ ولکیہ سمرتی آچار ادھیائے شلوک ۱۷۹ +

ارتھات شرادھ میں اور دیو پوجا میں مانس کھانے سے پُرش پاپی نہیں ہوتا۔ منو سمرتی ادھیائے ۵ شلوک ۵۵ +

नियुक्तस्तु यथा न्यायं यो मांसं नात्ति मानवः
स प्रेत्य पशुतां याति संभवानेकविंशतिम्॥

منو صاف لکھتا ہے۔ جو اگر تم شرادھ کرم میں مانس نہ کھاؤ گے۔ تو ۲۱ جنم

بقیہ حاشیہ :- کو اطمینان کے لئے دستیاب ہونا مشکل ہے۔ اس لئے

ضٹ امرکوش سے सव्य اپ سویہ अपसव्य شبدوں کے معنی ذیل میں دئیے جاتے ہیں (ترتیبہ کانڈ۔ وشیشیہ نگھن ورگ شلوک ۸۴)

वामं शरीरं सव्यं स्या۔ بائیں انگ کا نام سویہ

दपसव्यंतु दक्षिणम् - داہنے انگ کا نام اپ سویہ

سناتن دہرم کے ودوان پنڈت لکھشمی چندر جی

نرک میں رہو گے ۱ ؎

بقیہ حاشیہ :- بتلائیں - کہ اپ سویہ کے معنی جنیؤ پھیر ناکس کوش میں لکھے ہیں ؟ اگر کسی کوش سے بھی نہیں دکھلا سکتے - تو آتمن رہ من مانے ارتھ کرنے سے باز آئیں ؎

۱؎ اگر کوئی برہمن شرادھ میں مانس نہ کھائے - تو منوسمرتی تو اُسے ۲۱ جنم کے لئے ہی نرک میں گراتی ہے - لیکن وششٹھ سمرتی تو اس سے بھی زیادہ سخت جرنیلی حکم اُس کے لئے صادر فرماتی ہے - کھولئے اس سمرتی کا ادھیائے ۱۱ - اور پڑھئے شلوک ۳۱ - مندرجہ ذیل الفاظ ملیں گے :-

नियुक्तस्तु यथाश्राद्धे दैवे मांसं समुत्सृजेत्।
यावन्ति पशुरोमाणि तावन्नरकमृच्छति॥

ارتھ - جو منشر نت ہوا برہمن دیوکرم اور پتر کرم میں مانس تیاگ دے وہ مر کر اُتنے دن نرک میں رہتا ہے جتنے پشو کے روم ہیں -

نوٹ - براہمنوں کے لئے دو ہی راستے کھلے ہیں - مانس کھانا اور کھانا اگر کھانا شروع کرتے ہیں - تو اہنسا پرمو دھرما ، کی خلاف ورزی ہوتی ہے اگر نہیں کھاتے تو نرک کا ڈر - بیچارے کریں تو کیا کریں ؎

وششٹھ سمرتی کا پرمان نقل کرنے کے بعد ہم اپنے ناظرین کو ایک مزے دار بات سُنانا چاہتے ہیں ؎

اے مترو اِک بات تمہیں ایسی ہم آج سنا دینگے
ہیں جتنے پور انک بھائی سبھی نرک میں جا دینگے
اپنی طرف سے نمک مرچ ہم ذرا بھی نہیں ملا دینگے
اور کسی میں نہیں اُنہیں ہم پُرانوں میں دکھلا دینگے

دیکھو صہ ۵٦

پنڈت لکھشمی چندر جی (بار چہارم)

آریہ سماج کو مانس وشے نہیں چلانا تھا۔ آریہ سماج میں دو پارٹیاں ہیں
لاہور میں پنڈت راجارام نے راماین میں اور منوسمرتی میں مانس کھانا ثابت کیا ہے
سوامی جی کے بھاشیہ میں مانس دکھلا دوں؟ جودھپور میں ایک پستک چھپی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۹ ۔ ناظرین! انکا لئے کورم پران ادھیائے ۲۱ کو ادھر پڑھیئے اس کا

شلوک ۸ہم جس کا ارتھ یہ ہے "جو شرادھ اور یجیہ میں بلایا ہوا براہمن اگر
مانس نہیں کھاتا۔ تو جتنے پشو کے بال ہیں۔ اُتنے نرکوں میں پھر کر جاتا ہے"
اور جن الفاظ کے نیچے ہم نے لکیر دی ہے۔ اُن کے مطلب کو سمجھئے۔ پھر ذرا
شرادھوں کے دنوں میں آج کل جو بھوجن براہمن دیوتاؤں کو کھلایا
جاتا ہے۔ اُس کا تصور کیجئے۔ اور بتلا دیجئے کیا آج کل شرادھ میں عموماً
مانس استعمال ہوتا ہے؟ اگر نہیں تو کیا جیمنے والوں کو نرک نہیں ملیگا؟
وشنو سنگھتا ادھیائے ۵۱ میں لکھا ہے۔ کہ برہمن منتر کے ذریعے شُدھ
نہ کیا ہوا مانس کبھی نہ کھاوے۔ منتر پڑھکر شُدھ کر کے بیشک کھاوے
کیونکہ اس طرح کرنے سے پاپ دُور جاویگا لیکن سناتن نیم انوسار شُدھ
ہوا۔ پشو بھوجن کرسکتا ہے۔

ویاس سنگھتا میں تو یہاں تک بتلایا ہے کہ یجیہ اور شرادھ میں نیُکت
ہوا برہمن اگر مانس نہ کھاوے تو دھرم سے گر جاتا ہے۔

اِن پرمانوں پر مزید حاشیہ آرائی کی ضرورت نہیں۔ صرف ہم اپنے
سناتنی بھائیوں سے اِس قدر عرض کر چھوڑتے ہیں۔

تم دھرم کے پکے جبھی یار کہلاؤ   انوکول سمرتی تم بھی مانس جب کھاؤ

دیکھو صفحہ ۵۸

ہے۔ جس کا نام ماس بھوجن وچار ہے۔ اس میں ماس کھانا ثابت کیا گیا ہے ؞

یجروید ادھیائے ۱۹ منتر ۵۸

आयन्तु नः पितरः सोम्यासोऽग्निष्वात्ताः पथिभिर्देवयानैः॥ अस्मिन्यज्ञे स्वधया मदन्तोऽधिब्रुवन्तु तेऽवन्त्वस्मान्॥

ہے۔ بیٹے پتر کا شرادھ سدھ کر دو۔ یہیں ہارا۔

ایسے ہی ये निखाता० یہ منتر بھی جینے پرانگ وید میں جیتے کا شرادھ کرو۔ ایسا کوئی وید منتر دکھلا دو۔ آپ نے کہا "جتنا دوگے اتنا ہی ملیگا" کیا بینک میں بھی یہی قاعدہ ہے؟ اگر دو روپیہ کے بدلے میں دو ہی ملیں گے تو دیگا کون؟

بقیہ ٦٠

جب تم نہیں کھاتے ان کو تو کھلواؤ جو وہ نہ جیئیں مت یونہی انہیں جلاؤ

اگر آپ یہ کہکر دامن چھڑانا چاہیں۔ کہ ماس کے متعلق مندرجہ بالا شلوک ماس کھانے والے برہمنوں کے لئے ہیں۔ ماس بھکشن نہ کرنے والوں کے لئے نہیں۔ اُن کے لئے تو کھیر وغیرہ کھانے کا حکم پچھلے شلوکوں (ادھیائے ۳۔ شلوک ۲۶۷-۲۷۱-۲۷۲) میں دیا گیا ہے تو آپ کی یہ سراسر سینہ زوری ہوگی۔ کیونکہ اگر منوسمرتی کے ادھیائے ۵ کا شلوک ۳۵ جس ماس بھکشن کرنے والے براہمنوں کے لئے مانا جاوے۔ تاکہ وہ شرادھ میں ماس کھانے سے انکار نہ کریں۔ تو بالکل بیہودہ سا ٹھہرتا ہے کیونکہ اُن سے تو انکار کی امید ہی نہیں ہو سکتی۔ بلکہ وہ خاص طور پر من بھاتا کھاجا سمجھ کر استعمال کریں گے۔ اگر یہ حکم سارتھک ہو سکتا ہے تو اسی صورت میں جبکہ اس کا دائرہ عمل وسیع مانا جاوے اور سبزی خور برہمنوں پر خاص طور سے اس کا تعلیم کیا جاوے۔ کیونکہ اُن کا انکار کر دینا

पुण्य کے تپسیہ کا تو قاعدہ یہ ہے۔ کہ کئی گُنا ملتا ہے۔ کنک کا ایک دانہ بویا جاتا ہے۔ اس سے بہت سی کنک ہو جاتی ہے۔ تپسیہ میں ایک کا ہزار گُنا ملتا ہے ÷

सव्य کے معنی اگر بائیں طرف ہو جاتا ہے۔ تو دکھشن کی طرف منہ کرنا۔ اس کا کیا مطلب؟ آپ سویہ अपसव्य کا ارتھ پوچھا تھا۔ آپ سویہ کا ارتھ بتلاتے ہیں ÷

بقیہ صہ ۵۷ معمولی بات ہے۔ اسی لئے انہیں مانس نہ کھانے کی صورت میں ۲ جنم تک نرک ہو گئے کی دھمکی دی گئی ہے ÷

اگر سمرتی کی رُو سے پتری یگیہ کے موقعہ پر مانس کھانا آپت دھرم ہوتا اور اناج نہ ملنے کی صورت میں ہی ایسا کرنے کی اجازت ہوتی۔ تو بھی ہم اپنے سناتنی بھائیوں کو معاف کر سکتے تھے۔ مگر اس میں تو یگیہ کے لئے پشو مارنے سے "او تم پھل" کی برائی بتلائی ہے ملاحظہ کیجئے۔ ادھیائے ۵ شلوک ۴۰ و ۴۲ ÷

"ان پشو۔ درخت پرند۔ کچھوا وغیرہ یہ سب یگیہ کے واسطے مارے جانے سے اُتم ذات کو دوسرے جنم میں پاتے ہیں" شلوک ۴۰)

ایسے کرموں (مدھوپرک یگیہ۔ دیو کرم۔ پتری کرم یعنی مرتک شرادھ) میں پشو کو مار کر وید کے اصل مطلب کو جاننے والا برہمن آپ کو اور اس پشو کو اُتم گت پہنچاتا ہے" شلوک ۴۲)

اس لئے ہم بھی یہ عرض کرنے کے لئے مجبور ہیں۔ کہ جب کہ پتری یگیہ میں مانس کھانے سے اُتم پھل ملتا ہے۔ وہ دوش کچھ لگتا نہیں اور نہ کا اُتم کھانے سے پاپ کے بھاگی بن سکتے ہو۔ کیونکہ کھانے کے لائق

سوامی جی کے یجروید بھاشیہ میں سے دکھلاؤنگا۔ بیل گائے کا بدھ کرنا (ہلاک کرنا) ادھیائے ۳۰ منتر ۲۹ +

پنڈت لوک ناتھ جی (قطع کلام کرکے) پنڈت جی پرکرن انتر (مضمون سے باہر) جاتے ہیں +

بقیہ حاشیہ صہ ۵۸

جانوروں کو کھانے سے کھانیوالے کو دوش نہیں ہوتا۔......(شلوک ۳۰) (مول لئے ہوئے یا دوسرے کے لائے ہوئے یا دوسرے کے لائے ہوئے مانس کو دیوتا اور پتروں کو بھوگ لگاکر کھانے سے پاپ نہیں ہوتا" (شلوک ۳۲) +

اور خلاف ازیں مانس نہ کھانے پر نرک میں ۲۱ جنم تک رہنے کا اندیشہ ہے پھر کیوں آپ شرادھ میں مانس سیون کرنیکے بھاگی نہیں بنتے؟ بات دو حرفی ہے۔ یا تو منوسمرتی کے اِن شلوکوں پر ہڑتال پھیر دیجئے۔ یا اُن پر عملدرآمد کیجئے۔ دو میں سے ایک کام ضرور کرنا پڑیگا۔ یہ نہیں ہوسکتا۔ کہ آپ یہ اندھیر گردی بھی جاری رکھیں اور سچے سناتن دھرمی بھی کہلانے کا دعوے کرتے رہیں +

۱۷ پنڈت جی مہاراج کو جب پنڈت لوک ناتھ جی کے سوال کے شکنجے سے نکلنے کا کوئی راستہ نہ رہا۔ تو آپ سے اور کچھ نہ ہوسکا۔ پبلک کو سوامی جی سے متنفر کرنے کی غرض سے اس قسم کی بے تکی ہانکنی شروع کردیں۔ ناظرین! آپ "سناتن دھرمیوں کے عذرات" نامی مضمون میں عذر نمبر ۱۲ اور اُس کی سمیکھشا پر بغور نظر اندازی فرمادیں تاکہ پنڈت صاحب مذکور کے اعتراض کی اصلیت معلوم ہوسکے +

سمبانیتی جی - دونوں مانس وشہ چھوڑ دو ٭

پنڈت لوکناتھ جی - میں شرادھ وشہ میں مانس تمہاری کتابوں سے دکھلا رہا ہوں
یہ کہ مضمون سے باہر جا رہا ہوں - مضمون سے باہر پنڈت جی جاتے ہیں ٭

پنڈت لکھشمی چندر جی نے دوبارہ تقریر شروع کی ٭

جودھہ پور میں "مانس بھوجن وچار" چھپی ہے - جس میں مانس کھانا لکھا ہے
ہم سے کہہ دو کہ تمہارے میں مانس پارٹی نہیں - اور وہ پستک تمہاری چھپی نہیں
آتما وا یج دو (پڑھ ند) کر مرے ہوئے کا شرادھ بھی بھول سے لکھ دیا - اتھوا یہ کہہ
دو "چھاپے خانے والوں نے بھول سے ڈال دیا" دونوں میں سے کوئی بات
دکھلاؤ - دوسری بات یہ دکھلا دو - کہ وید میں جیتے کا شرادھ ہے میں ہار اس جس
سے خلاصہ ہو جاوے ٭

پنڈت لوک ناتھ جی (دفعہ پنجم)

بیچ میں جودھہ پور والی باتیں چھیڑی گئیں - جن کا جواب دینا فضول ہے پنڈت
جی نے کہا "جو چیز دی جاوے - وہ ہزار گنا ہو کر ملتی ہے" ایک کڑچھا کھیر کا دو تو
ہزار کڑچھے کھیر کے ہو جاویں - اگر پتر چیونٹی کی یونی میں ہو تو پتر جی کھیر میں ڈب
ڈب کر کے ڈوب مرینگے ٭ (قہقہہ) ٭

"آپ سو یہ" کا ارتھ آپ بتلاتے ہیں "یہیں نے" پنڈت لوک ناتھ نے نہیں کیا
آپ جانتے ہیں "مان" کے معنی عزت "اپمان" کے معنی بے عزتی یعنی "آپ"
"آپ" آپ سرگ لگنے سے معنی الٹ گئے - سوی کے معنی بائیں "اپ سوی"
کے معنی بائیں اور (طرف) کو جنیو پھیرنا - کہیں لکھا دکھلا دیں - تو میں ہار ا - (سنسکار
ندھی ہاتھ بیر نے لکھا) میں پنکتی نکالتا ہوں - اس میں دکھلاؤ (سناتن دھرم

کی طرف سے کوئی پُستک چھپ نہیں آتھا۔ اس پر پنڈت تلسی رام نے آواز بلند کہا - پنڈت جی کون نہیں لیتا۔ اندھیر ہے - ازاں بعد قریباً ایک منٹ ہو گیا۔ سناٹا چھایا رہا۔ پھر پنڈت گوپی ناتھ جی منتری سناتن دھرم سبھا سرہند پھنک آ کر لے گئے۔ تب بشچات تقریر شروع ہوئی - آپ بار بار کہتے ہیں - سوامی جی کے درشن میں دکھلاؤ کہ شرادھ چھپانے والوں نے بھول سے ڈال دیا۔ پنڈت جی! جب ایک آدمی کہتا ہے کہ جو غلطی تھی۔ درست کر دی گئی اس سے بڑھ کر صفائی کیا ہوگی۔ ممکن ہے آپ یہ بھی کہنے لگیں کہ [illegible] دکھلایا جاوے۔ غلطی سے لکھا گیا [illegible] دکھلایا جاوے - قبول سے لکھا گیا - اتیادی ۔

زندہ پتروں کے شرادھ کا پرمان آپ پوچھتے ہیں سنئے۔ یجروید ادھیائے ۱۹ منتر ۵۹ ۔

अग्निष्वात्ताः पितर एह गच्छत सदः सदः
सु प्रणीतयः। अत्तः हवींषि प्रयतानि बर्हिष्य-
था रयिꣳ सर्ववीरं दधातन॥ ۔

ارتھ:- اے پتر آئیں - ہمارے گھر میں بیٹھیں - بھوجن کھائیں - مردو پتر [illegible]

[illegible] یجروید ادھیائے ۱۹ میں علاوہ اس کے اور بہت سے منتر ہیں - جو جیتے ماتا پتا کی سیوا اور بھوجن دینے کی آگیا دیتے ہیں - ان میں سے یہاں صرف دو منتر [illegible] نمونہ کے طور پر مع ترجمہ کے دیئے جاتے ہیں:-

उपहूताः पितरः सोम्यासो बर्हिष्येषु निधि-
षु प्रियेषु। त आगमन्तु त इह श्रुवन्त्वधि ब्रुव-
न्तु तेऽवन्त्वस्मान्॥

ارتھ:- [illegible] ہوئے ہمارے پتر لوگ آئیں اور ہماری [illegible]

سکتے ہیں ؟ او گھر میں بیٹھ سکتے ہیں ؛ زندہ پتروں سے ہی مطلب ہے ۔

پنڈت جی کہتے ہیں ۔ आयन्तु नः पितरः اتیادی وید منتر زندہ

بقیہ صفہ ۶۵

سے بھرے ہوئے کوسنوں کے نمت بلائے ہوتے ہیں ۔ وہ ہمارے نزدیک استھان میں آویں ۔ وہ ہمارے بچنوں کو سنیں ۔ وہ ہم کو زیادہ اپدیش سے واقف کار کریں ۔ وہ ہماری رکھشا کریں +

پیارے احباب غور کا مقام ہے کہ سننا ۔ اپدیش کرنا اور رکشا کرنا ۔ یہ کام زندہ والدین اور پنڈت لوگ کر سکتے ہیں ۔ یا مردہ ؟ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ؟ پرکاش دیکھ لیجئے ۔ اس منتر میں یہ بھی ذکر ہے ۔ کہ پتروں کو سورن اور رتن آدی دینے چاہئیں ۔ مُردوں کے شرادھ کے پکھشپاتی سجن تبلائیں کہ سونا چاندی زندہ بزرگوں کو دینا ممکن ہو سکتا ہے یا مُردہ کو ؟ اگر مُردوں کو بھی مانتے ہو ۔ تو برہمن دیوتا کے مکھ میں روپے پیسے کیوں نہیں بھرتے ۔ تاکہ وہ (بقول تمہارے) تنگ نہ رہیں ؟ +

अग्निष्वात्तानृतुमतो हवामहे नाराशꣳसे सोम पीथं यआशुः। ते नो विप्रासः सुहवा-भवन्तु वयꣳ स्याम पतयो रयीणाम्॥

ترجمہ و مطلب ۔ جو سوم آدی اُتّم رس کو پینے والے جن پرشنسا کے یوگیہ بسنت وغیرہ موسموں میں اُتّم کرم کرنے والے ۔ اچھے پرکار اگنی ودیا کے عالم پتر لوگ منشوں کے پرشنسا روپ ستکار کے ویوہار میں بُلاتے ہیں وہ بُدھیمان لوگ ہمارے لئے اچھے دان دینے ہارے ہوں ۔ اور ہم اُن کی کرپا سے دھنوں کے سوامی ہوں +

یا بھگک اتنے وید منتر موجود ہوتے ہوئے زندہ پتروں کے شرادھ یعنی

دیکھو صہ ۶۳

پتروں پر لگا دو۔ میں نے پہلے بھی بتلایا تھا۔ اب پھر کہتا ہوں کہ اس منتر کا ارتھ یہ ہے کہ پترو! مارگوں سے آؤ۔ اس جگہ کے اندر جو سودھا ہے اُس کو سے کر پرسن ہو گئیں مردے بھی پرسن ہوا کرتے ہیں؟ صاف نکلتا ہے معنی

ऋषिचन्द्र

اُپدیش کریں زندہ اُپدیش کیا کرتے ہیں یا مُردے؟ ایک آدمی کہتا ہے "میرے ساتھ ایک شخص باتیں کرتے آرہا تھا" آپ کہتے ہیں "پرمان دینا چاہئے۔ کہ وہ زندہ تھا" اُس کا باتیں کرنا ہی تو اُس کے زندہ ہونے کا ثبوت ہے ✦

جیوت پتروں کا شرادھ میں نے سدھ کردیا۔ آپ مرتک شرادھ شبد ہی دیدہیں دکھلا دیں۔ نہ سہی "مرتک شرادھ" "شرادھ" ہی نکال دیں میں بار ا۔ دماغوں پہ کہیں مردے آیا کرتے ہیں؟

کہتے ہیں مانس کو نہ چھیڑو۔ آپ کی پستک میں ہی یہ لکھا ہے کہ شرادھ میں لمبے کان والے بکرے کا مانس کھلانے سے پتروں کی بارہ برس کی ترپتی ہوتی ہے۔ پھر ہم کیوں کھلائیں؟

بچا ئیو! تم آج سے پنڈت جی کو مانس کھلایا کرو۔ منو جی کہتے ہیں:-

سیو کا پرمان مانگنا ایسا ہی ہے۔ جیسا کوئی شخص روز روشن میں جبکہ سورج اپنی کرنوں کی دھوپ زمین پر ڈال رہا ہو۔ دریافت کرے۔ کہ سورج دکھلاؤ کہاں ہے؟ پنڈت جی! پھر بھی تو کھسیانے سے ہوتے اگر پہلے ہی زندہ پتروں کے شرادھ کی اجازت کا پرمان نہ مانگتے تو شرم ساری سے تو بچ رہتے۔ اب بھی کیا بگڑا ہے۔ گزشتہ را صلوٰۃ آئندہ را احتیاط پر عملدر آمد کر کے دیکھ لو۔ کیسا خوشگوار نتیجہ نکلتا ہے ۔

اپنے اپنے ادھیکار پر ہر ایک پرش رہتا ہے - اسی طرح پتروں (زندہ ماں باپ
پنڈت وغیرہ) کے بیٹھنے کے لئے بھی دکشن دشا نشچت کی گئی ہے - جب برہمچاری
یجمان کی صورت میں پورب کی طرف منہ کئے بیٹھا ہوگا تو یہ ودھی سماپت ہونے پر
دائیں طرف گھوم کر جب پورب کو منہ کرے گا ادھر اتر کو منہ کئے بیٹھے پتروں کے
سامنے اس کا منہ ہوگا - برہمچاری جل ہاتھ میں لے کر पितरः शुन्धध्वम्
آدی کہہ کر جل دھرتی پر چھوڑے گا - ... ارتھ یہ ہے کہ وہ پتر دا شدھ کرو جل
چھوڑنے کا مطلب یہ ہے کہ جیسے جل شدھ اور شانت ہے - اسی طرح آپ میری
آتما کو اپدیش دوارا شدھ اور شانت کریں - پھر برہمچاری پورو کی طرف منہ کرکے
یجمان کی صورت میں بیٹھ جاتا ہے - اور پتر اس کو اپدیش دیتے ہیں - جس اپدیش
کا ودھان یجروید ادھیائے ۲ منتر ۳۳ میں
आधत्त पितरो गर्भम् اتیادی میں پایا جاتا ہے - اے رکشک
پتروں آپ اس مالا پہنے ہوئے برہمچاری کو دھارن کریں - یعنی اپدیش کریں کہ
گرہستھ آشرم میں پرویشٹ ہوئے

نوٹ: یجروید ادھیائے ۲ منتر ۳۳ معہ لفظی ترجمہ حسب ذیل ہے:-
(پتر:) पितरः (ودیا دان سے رکشا کرنے والے پرشو! آپ
(اِہ) इह (اس سنسار یا ہمارے) यथा (یتھا) جیسے = برہمچاری (ادِہ)
کل میں ودیا اور پرشارتھ یکت منش (است) असत् ہو ویسے
(آگربھم) गर्भम् گربھ کے سمان (دیشکر سرجم) पुष्करस्रजम् ودیا
گرہن کے لئے پھولوں کی مالا دھارن کئے ہوئے (کمارم) कुमारम्
برہمچاری کو (آدھت) आधत्त اچھی پرکار سے سویکار کیجئے -
مطلب - جیسے گربھ کے بیچ میں دھیرے دھیرے رفتہ رفتہ بڑھتا ہے - ویسے

پنڈت لکھشمی چندرجی

پانچویں دفعہ

منوسمرتی کے ادھیائے ۲ کا شلوک ۴۴۔ باتیں سکندھ (شانے) کے اوپر یگیوپویت سدا رہتا ہے۔ ستیارتھ پرکاش میں بھی ایسا لکھا ہے۔ سنسکار ودھی اُپ نین (یگیوپویت) سنسکار میں ایسا لکھا ہے کہ

ओ३म् यज्ञोपवीतं परमं पवित्रम् प्रजापते-
र्यत्सहजं पुरस्तात्॰

بقیہ ص ۶۵ - ادھیاپک لوگوں کو چاہئے کہ اچھی اچھی شکھشا سے برہمچاری (کمار و کماریاں) کو شریشٹھ ودیا میں ودھی یکت کریں۔ پتری ایک جب جب ودوان آچاریہ آویں۔ جن کو منو کے کہنے کے مطابق گیان دینے سے پتر لکھا ہے۔ تو گرہستی اپنے کمار کو اُن کے سپرد کرتا ہوا کہے مہاراج اس کو اپنے گربھ میں یعنی اپنی شکھشا میں لو تاکہ یہ اس جگت میں سچے معنوں میں پرش بن سکے۔ سناتن دھرم کے ودوان اس منتر کا ارتھ اس طرح کرتے ہیں کہ منتر شرادھ میں مرت پتروں کو بلا کر پرارتھنا کرے کہ ہے پترو آکر یا کر کے میرے گھر میں سنتان اُتپن کراؤ۔ اور کہتے ہیں کہ

اگر آریہ سماج کی طرح جیتے پتر ہوں۔ تو پتر کو شرم نہ آئیگی کہ جیتے باپ سے ایسا کہے۔ اس کے جواب میں عرض ہے کہ بیشک ایسے پتر کو شرم آنی چاہئے۔ اور شاید کوئی ایسا پاپی سنسر ہوگا۔ جو اپنے پتر بدہوے ایسا کریگا۔ مگر ہم تو اس کے اس پرکار ارتھ نہیں کرتے۔ پھر یہ اعتراض

اپادی کے پاٹھ کے بعد یجیوپویت کو آچاریہ بائیں کندھے کے اوپر کنٹھ کے پاس سے بیر تیچ میں نکال کر دیتے ہاتھ کے نیچے بغل میں نکال کٹی تک دھارن کرا دے۔

آپ نے سویہ کے ارتھ کوش سے پڑھ کے سنائے میں "اپ سویہ" کے ارتھ اسی کوش سے واپخا ہوں :-

अपसव्यः - पुलिङ्ग - अपगतम - सव्यम
यत्र दक्षिण भागे पितृ तीर्थे

(پتری تیرتھے - مشبدوں پر سناتن دھرم کی جانب چیرز)
اس میں صاف پتروں کا دھان ہے - یعنی دکھشن کی طرف منہ کر کے ہو کر پانی چھوڑنا۔ دکشن کی طرف منہ کر کے پانی دینا کس کو لکھا ہے؟ अपसव्य

اس منتر کا ارتھ کرتے ہوئے دیوبان مشبد کے आयन्तु नः पितरः
یعنی آپ نے ہوائی جہاز سمجھے ہائے ہائے ہوائی جہاز بولے جاتے ہیں۔ वि- مان دیوتا لوگ رکھتے ہیں۔ آج کل کے لوگ نہیں +

اتھروید کانڈ ۱۸ - انوواک ۴ منتر ۴۸ :-

पृथवींत्वा पृथिव्यामा वेशयामि देवो नो-
धाता प्रति रात्यायुः। परा परैता वसुविद्‌ दवो।

بقیہ صفحہ - ہم یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ البتہ ہمارے بھائی ذرا اپنے ارتھ سوچ کر بتلائیں - کہ ایسی بھی کوئی گدی ہو گئی ہوئی جاتی سوائے اس دھرم کے ماننے والوں کے - جو مُردوں سے سنتان کی خواہش کرے یا آپ کی طرح اس کا اپدیش کرتی ہو - پتر تو ہمیشہ زندوں کے سنسرگ سے ہی ہوتے ہیں - شاید یہ پھولوں کی مالا پہنے ہوئے پتر مُردوں سے ہی پیدا ہوتے ہونگے - کیوں جی! کبھی کسی نے پھولوں کا ہار پہنے کوئی بچہ پیدا ہوتے دیکھا ہے؟

यस्त वधा मृताः पितृषु संभवन्तु ॥

ارتھات مرکر پتروں میں داخل ہوتے ہیں - اس سے پایا جاتا ہے - کہ پتر مرکر ہوتے ہیں - زندہ نہیں ٭

आयन्तु नः पितरः ० اتیادی وید منتر میں نے مرتک شرادھ کے وشے میں پیش کیا - دیویان کس کا نام ہے ؟ دیو + یان = دیوتا کا یان = وہاں **विमान** دیو پتر آیا کرتے ہیں - وایو کے روپ میں آتے ہیں ٭

پنڈت جی کہتے ہیں " بکرے کا مانس کیوں نہ برہمنوں کو کھلایا جاوے " ؟

پنڈت جی اگلے شبد بھی تو پڑھو ٭

कालशाको महाशल्कः खड्गलोहामिषं मधु। आनन्त्यायैव कल्पन्ते मुन्यन्नानि च सर्वशः॥

میووں کے ان دودھ وغیرہ سے بھی تو اننت کال کی ترپتی ہوتی ہے . تو پھر پشوؤں کے مانس کیوں دیں - جن میں ہنسا ہوتی ہے ؟ منو جی کہتے ہیں " جو جس کے مانس کو کھائیگا - اگلے جنم میں وہ اُس کے مانس کو کھائیگا " جس دیش میں مانس ہوتا ہے - مانس کا حکم اُس کے لئے ہے - جب منو جی نے آپ مانس ہٹا دیا - تو آپ کیوں ہٹ ہٹ کے یہ دشٹانت لاتے ہیں ؟

आयन्तु नः पितरः اس میں جیوت کا شبد بھی آیا کہیں دیوتاؤں کے وِمانوں کا نام یہ کہتے تھے ہوائی جہاز - نئی بات کی - پہلے پشپک وِمان آیا کرتے تھے - دیوتاؤں کے پاس ہوتے تھے - آج کل ایسے تھوڑے ہی ہیں ٭

आयन्तु नः पितरः اتیادی منتر میں جیوت شبد کہیں آیا ؟ میرے منتر میں تو **मृताः** صاف پڑا ہے ٭

رگ وید اشٹک ۷ - ادھیاے ۶ - ورگ ۱۹ - منتر ۱۴ - جو اگنی میں دگدھ
ہو گئے - جو دگدھ نہیں ہوئے - ایسے پتر آدیں ۔

ये अग्नि दग्धा ये अनग्नि दग्धा मध्ये दिवः स्वधया मादयन्ते। तेभ्यः स्वराड् सुनीतिमेतां यथा · वशं तन्वं कल्पयस्व॥

اس کا ارتھ تو رہ دو - پنڈت جی نے आ यन्तु کے ستھان پر आदान्तु پڑھا تھا - جو اشدھ ہے ۔

پنڈت لوک ناتھ جی

(چھٹی اور آخری بار)

پہلے شلوک کا معاملہ سنا لوں - پنڈت جی نے بڑی خوشی میں آکر کہا کیا اس کے معنے پتروں تک شرادھ کرنے اور جینو کو بائیں पितृ तीर्थ کرنے کے ہیں؟ پنڈت جی! آپ سویہ کا ارتھ اگر पाली (مذکر جنس) میں ہو - تو دایاں طرف ہوتا ہے - اگر پتروں کے سمبندھ میں "آپ" अप شبد کا پریوگ ہو تو بیشک नि पुंसकलिंग (یعنی بے جان پُلِنگ) Neuter gender میں ہونا چاہیے - آپ نے بھی تو "اپ" ایک ہی شبد پڑھا ہے - اس پرمان سے تو آپ کا کچھ پریوجن سدھ نہیں ہوا "اپ سویہ" کے معنے جینو پھیرنا دکھلاؤ ۔

آپ ستیارتھ پرکاش بار بار پڑھتے ہیں - اور منوسمرتی کا ذکر کرتے ہیں کہ جینو بائیں کندھے پر کرنا لکھا ہے - میں تو یہ پوچھتا ہوں کہ "اپ سویہ" کے معنے جینو پھیرنا کہاں لکھا ہے؟

آپ کہتے ہیں کہ لوک ناتھ نے आयान्तु آیانتو شبد پڑھا تھا۔ میں نے

تو پنڈت جی آیانتو "آیانتو" پڑھا تھا۔ آپ کو شاید بردھ (عمر رسیدہ) ہونے आयन्तु

کے کارن आयान्तु آیانتو سنائی دیا ہو +

پنڈت جی کہتے ہیں "دمان دیوتاؤں کے ہوتے ہیں۔ آپ نے شرادھوں

میں کبھی دیویان دیکھے ہیں؟

آپ سب میں پتریان و دیوتا "یان" مرادِ دمانوں میں آتے ہیں۔ لوگ دان

کونسی بلا تھی؟ آج کل نظر کیوں نہیں آتے۔ آگے کو अधिब्रुवन्तु چھوڑ

گئے۔ جس کے معنی ہیں اُپدیش کریں۔ اُپدیش زندہ دے سکتے ہیں۔ مردے نہیں +

میں نے Convocation کا درشٹانت دے کر بتلایا

تھا کہ آچاریوں کے سمنے جل شکشا گروہن کرنے کے لیے چھوڑ جاتا ہے +

ते ऽवन्त्वस्मान् ہے۔ میں صاف آیا آयन्तु नः पितरः:

ارتھات پتر ہماری رکھشا کریں۔ مردے کہیں رکھشا کیا کرتے ہیں۔ زندہ ہی کیا کر

ہیں۔ آپ کا پرانک مہیدھر بھاشیہ پڑھ کے سناتا ہوں अवन्तु अस्मान्

کے ارتھ لکھے ہیں۔ یعنی ہماری پالن کریں۔ بتلائیے کبھی مردوں نے पालयन्तु

بھی ہماری پالنا کی ہے؟ جیوت پتروں ہی پر یہ منتر لگ سکتا ہے +

یجروید ادھیائے ۲ منتر ۳۳ आधत्त पितरो गर्भम् اتیادی

میں کہا ہے "اے پترو! تم گربھ کو دھارن کرو۔ گربھ کے دو معنی ہیں۔ ایک تو جو

استری کو ہوتا ہے۔ دوسرے بچوں کو پالنا۔ استری کو گربھ ہو گیا۔ تو ہم سنتے ہیں کہ

مردے بھی گربھ دھارن کرتے ہیں؟ کہیں مردے اُپدیش دیا کرتے ہیں؟

آپ ये अग्निदग्धा اتیادی دیدمنتر پڑھ کر بتلاتے ہیں۔ کہ جو اگنی

میں جلائے گئے۔ ایسے پتر آئیں۔ پہلے آپ کہتے تھے "پتر نہیں آیا کرتے"

آپ نے کتھن میں **वदतोव्याघातदोष** "وَدتو" ویاگھات دوش تو نہیں آتا؟ +

میں نے پوچھا تھا۔ کہ کوئی ایسا شلوک نکال دو جس میں دیوتاؤں کے جوٹھہ کھانے کی آگیا ہو۔ جس کا کوئی جواب نہیں دیا +

پہلے سوال کیا تھا۔ کہ اگر پانچ لڑکے ہیں مردہ باپ کا شرادھ ایک منتی کو ایک وقت کریں۔ پھر سب جگہ کو کس طرح جائے گا؟ اس کا آپ نے کوئی جواب نہیں دیا۔

آپ نے کہا۔ باپ کے مرنے پر لڑکے کے ہی حقوق ہو جاتے ہیں۔ جو اس کے باپ کے تھے۔ کیونکہ وہ اس کے شریر کا ہی حصہ ہے۔ اس طرح تو بقول آپ کے لڑکا اپنی ماں کو بھی استری کہہ سکتا ہے۔ یہی آپ کا پانڈتیہ ہے؟

منو کہتا ہے۔ کہ جو شرادھ کرم کے اندر برہمن ماس سے انکار کرتا ہے وہ اکیس جنم تک نرک میں رہتا ہے۔ آپ کہتے ہیں۔ برہمنوں کو اَن دودھ وغیرہ کرنے چاہئیں۔ آپ کی بات مانیں یا منو کی؟

سنسکرت بھاگوت مہاتم میں دھندکاری تو کرن کتھا لکھی ہے۔ دھندکاری مہا پریت کی گتی کرانے کی خاطر اس کے باپ گوکرن نے گیا میں پنڈ دیئے +

धुन्धकारी दुःखितात्मा प्रोवाच
[illegible] गयाश्राद्ध शतेनापि न मे
मुक्तिर्भविष्यति ॥

گیا شرادھ سینکڑوں دفعہ کرانے سے بھی میری مکتی نہیں ہوگی۔ جب گیا کے شرادھ سے بھی مکتی نہیں ہوتی۔ پھر سمجھ میں نہیں آتا۔ مرتک شرادھ کے کیا معنی ہیں؟

میں نے پوچھا تھا۔ کوئی ملک بتلاؤ جہاں اَن نہ ہوتا ہو۔ آپ کو تو شاید

دکھلانے کو پیش کرتا ہوں۔ ایک ملک ہے گرین لینڈ۔ اُس کے بارے میں کہا جاتا ہے۔ وہاں اناج نہیں ہوتا۔ وہاں صرف رینڈیر ہرن ہوتا ہے۔ وہ گھاس جسے Lichen کہا جاتا ہے آپ کو پتہ رہے۔ وہاں اگر ماس نہ کھایا جائے کیونکہ اناج بالکل پیدا نہیں ہوتا۔ اس لئے ماس سے شرادھ کرانا چاہتے۔ تو لیجئے ان داسے بکرے کیا کتا کر بیٹھئے؟ ‍

جب کھیر سے ایک سال تک ترپتی رہتی ہے۔ مجھے کان والے بکرے کے ماس سے بارہ سال تک ترپتی رہتی ہے۔ مہا شنکر نام مچھ کے ماس سے اننت کال تک ترپتی رہتی ہے۔ تو آیئے سال کیوں گنوائیں۔ آپ کتنے کب کھیر کھلانا چاہتے۔ مگر منو کہتا ہے در ماس نہ کھانے والا پاپی ہے۔

[illegible] پر پنڈت جی اعتراض کرتے ہیں۔ پنڈت جی نے کوئی ڈگری اپنی ہوتی تو اُن کو پتہ ہوتا۔ جو لڑکا سناتک ہو کر اپدیش لینے کے لئے آتا ہے۔ اُس کی ...

(وقت پورا ہونے کے سبب گھنٹی بج گئی)

پنڈت لکھشمی چند جی

(چھٹی اور آخری بار)

ریسنے کا کوئی منتر نکالا ہو۔ ایمان سے دیکھ لیجئے۔ میں نے وید سے مرتک شرادھ کے وشے میں منتر نکالا۔

मृताः पितृषु اتیادی

ہیں نے بتلایا "اگنی میں دگدھ پتر آتے ہیں"

آپ جگہ جگہ ماس کا پرکرن لاتے رہے ہیں۔ آپ کہتے ہیں روانتت سال کی ترپتی کے لئے بچھ وغیرہ پشوؤں کا ماس دینا چاہئے۔ میں کہتا ہوں جو اننت پھل لینا ہو تو بیلوں کا دان دینا چاہئے۔ منی ساگ کھاتے ہیں۔ دودھ دہی کھاتے ہیں۔

یعنی پرمیشور نے کندھ سے پرے رکھا کر شرادھ کی روشنی ہے ٭

آپ ہمیشہ پتر کے شرادھ کے دشمن ہیں منتر نہیں نکال سکے۔ مرے کا یہی مانے

ہوئے "येऽग्निदग्धा येऽनग्निदग्धाः" ہیں مانتا ہوں۔ مُردے پتر ہوتے

ہیں۔ وہ نہیں آتے۔ وشو دور آدمی آتے ہیں ٭

आ यन्तु पितरो मम کے ارتھ کئے۔ یہ تو پتر جیتے مانے گے۔

اور کہیں گے ویسے پتا جی! میری عورت میں گربھ دھارن کرو۔ جی اتنا ہو باد سے تو

سارا باپ بیٹیں جاوے۔ ہم سناتنی کہتے ہیں "پتر دیتا ہیں۔ وہ شکتی سے گربھ

دھارن کرتے ہیں۔ سماجی کہیں گے نہ ہے پتا میری استری کا گربھ بنا دو"

شرادھ مرے کا ہی ہوتا ہے۔ اتھروید کانڈ ۱۰ - انوواک ۴ ورگ ۵

ये च जीवा ये च मृता ये जाता ये च यज्ञियाः।
तेभ्यो घृतस्य कुल्यैतु मधुधारा व्युन्दती॥

جو جیتے ہیں جو مر گئے ہیں۔ وہ ہمارے پتر گھی کی دھارا کی آہوتی سے

پرسن ہوں ٭

دیانند سوامی ادھی لکھتا ہے۔ نہ ہی شدھ کے منتروں میں سے ہے ٭

आयान्तु नः पितरः سے جیتے پتروں کا شرادھ ثابت کیا

نہیں دکھلایا۔ اگنی دیوتا پتروں کے پاس آیا کرتا ہے۔ تم بھی تو اگنی ہوتر کرتے ہو

نوٹ۔ اس کلام سے آپ کے دو ہی مفہوم ہو سکتے ہیں۔ یا تو یہ کہ ستیارتھ

پرکاش سنہ ۱۸۷۵ء میں جو الفاظ مرتک شرادھ کے حق میں ہیں۔ اُن کو

آپ سوامی جی کے گلے منڈھ کر دیا منتروں کے اپنے من گھڑت

ارتھوں کو یتھارتھ بتا کر پبلک کو مغالطے میں ڈالنے کی کوشش کرنا

چاہتے ہیں۔ یا یہ کہ سوامی جی نے جو اپنی کتب میں مرتک شرادھ کا [illegible]

وہ تمہیں ملیگا۔ رامچندر جی نے شرادھ کیا تھا یا نہیں؟ ایمان سے کہو ۔ وشِشٹ جی نے شرادھ کیا۔ سب راجاؤں نے شرادھ کیا۔ کنیاگت لفظ ہے۔ کرناگت نہیں ۔

میں نے ستیارتھ پرکاش دکھلایا۔ وید منتر دکھلاتے ہیں

येऽग्निदग्धाः

اور مृताः पितृषु اتیادی کا کوئی علاج نہیں ۔

ये च नाग्निदग्धाः .... मध्ये दिवः ارتھات آکاش

میں رہنے والے پتروں کے نامیں میں شرادھ کرتا ہوں۔ جیتے ہوئے کہیں آکاش میں چڑھا کرتے ہیں؟ ان کے پتر سارے ہی دکھشن حیدرآباد میں بستے ہیں۔ ہمارے میں کوئی نہیں ۔

پولیس انسپکٹر صاحب

(اثنائے تقریر میں)

اب بحث ختم ہونے والی ہے۔ تاتے پردونوں فریقوں میں سے کوئی شخص تالی وغیرہ نہ مارے۔ نہ سناتن دھرمی اپنی جے بولے۔ نہ آریہ سماجی اپنی۔

کھنڈن کیا ہے۔ اس کے دیدار کول ہونے کا اقرار کرکے باپ سے بچنے کی خواہش کرتے ہیں۔ اگر صورت اول ہے۔ تو صداقت سے بعید ہے جب ثابت ہوچکا۔ کہ یہ الفاظ پروف لکھنے اور شودھنے والوں کی بھول سے چھپ گئے ہیں۔ سوامی جی کے نہیں۔ پھر بھی وہی ہماری پکار تے رہنا ہٹھ دھرمی نہیں تو کیا ہے؟ اگر صورت دوم ہے۔ تو چشم ما روشن دلِ ما شاد۔ آپ شکرگذاری کے مستحق ہیں ع

بھولا نہ جانئے جو صبح کا بھولا شام کو گھر آئے

نہ اب پنڈال میں بحث کے بعد کوئی بھجن وغیرہ ہو ۔:

(پنڈت جی نے پھر تقریر روان کی)

اپنی پوتھی سے مکر جانا ان کی بہادری ہے ۔ وید کا کوئی منتر نہیں دکھلایا۔ نقل بازی سے کچھ نہیں ہوتا۔ جیتے ہوئے پتروں کے شرادھ کرنے کا کوئی منتر نہیں آیا۔ بول سناتن دھرم کی جے ۔:

شاستر ارتھ ختم سبھا برخاست ہو گئی

مباحثہ مورتی پوجا کتابی شکل میں

ناظرین اگر آپ چاہتے ہیں ۔ کہ مورتی پوجا کے دھرم انکول ہونے یا نہ ہونے کے متعلق فیصلہ کریں اگر آپ کی خواہش ہے ۔ کہ اس مضمون پر ہر دو جانب کی دلائل کا موازنہ کریں ہاں اگر آپ کے دل میں آرزو ہے ۔ کہ آپکے ڈانواں ڈول دل کو تسکین حاصل ہو ۔ اس سے بھی بڑھکر اگر آپ خواہشمند ہیں ۔ کہ آپکے بھولے بھالے اور گمراہ ہندو بھائی راہ راست پہ آئیں اور ایشور کی اپاسنا کرنے لگیں ۔ تو آپ بہت جلد مذکورہ بالا کتاب کے بہت سے نسخے خرید کر اپنے احباب اور سناتنی بھائیوں میں تقسیم کریں ۔ اس مضمون پہ اردو زبان میں اس پایہ کی کتاب شاذ و نادر ہی ملیگی ۔ قیمت ایک جلد صرف ۳ر مفت تقسیم کرنیوالوں کو عہ کی ۷ کاپیاں محصول علاوہ

دھرم منتری عرف بابو لال آریہ سیوک متوطن منی مزرعہ ضلع انبالہ

یہ کتاب

آریہ پستکالیہ لاہور سے بھی مل سکتی ہے

نام کے دیوتا آتے ہیں۔ باپ کے شرادھ کرنے پر ہمارے پتر آئیں گے۔ بلکہ دیوتا
آئیں گے۔ دادے کا شرادھ کرنے پر رودر آئیں گے ٭

یہ ہمارے پنڈت جی ہمارے ارتھات प्रथमग्रासे मक्षिक: पात:
یاد رکھا ہی تھا۔ کہ نظارہ میں جا رہا۔ پہلے ہی جھٹکے میں اناپناکہ بھوجن پہنچنے سے انکار
کر دیا۔ پنڈت لوک ناتھ جی نے اس جواب پر صاحب ممدوح کو خوب آڑے ہاتھوں لیا۔
پبلک کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ پنڈت جی کہتے ہیں۔ پتر نہیں آتے۔ سکھو بھائی پھر کیا
تمہارے سے یہ لوگ ہر روز پتروں کے لئے مانگتے ہیں۔ اب پنڈت جی کہتے ہیں۔ دیوتا کھاتے
ہیں" دوسری طرف میں پنڈت لکھشمی چندر نے خود ہی اپنے کھتن سے اپنی تردید
کر دیا۔ ایک وید منتر کا پاٹھ کر کے اور اس کے من مانے ارتھ کر کے کہا۔ یہ اگنی ان
پتروں کو پہنچاتا ہے جو جلائے گئے۔ کھانے کے لئے بلاؤ۔ پنڈت جی آپ فرماتے
تھے کہ دیوتا آتے ہیں۔ اب اپنے پتروں کا آواہن کرنے لگ پڑے۔ آخر جب پنڈت
صاحب موصوف نے ان بہکی بہکی باتوں سے دال گلتی نہ دیکھی۔ تو ستیارتھ کے منہ سے
نقاب اٹھا دیا۔ برقعہ جہل دریا کو چاک کر دیا۔ فرمایا کہ "شرادھ کا ادھیکار تو یہی ہے کہ
براہمن اکٹھا جاتے ہیں۔ عینیہ ملا کرتا ہے۔ شرادھ کرنے سے دھرم ہے۔ پتر تک
نہیں۔ (تقریر بار دوم اخیری حصہ) ٭

کیوں ناظرین؟ کیا شرادھ میں براہمن کو کھلائے ہوئے بھوجن تک پتروں کو پہنچنا
اب بھی کوئی تسلیم کر سکتا ہے۔ جبکہ سناتن دھرم کے ایک مشہور و معروف پنڈت خود اپنی زبان
مبارک سے انکار فرما رہے ہیں ٭ ٭

کیا لطف جو غیر پردہ کھولے جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

پنڈت لوک ناتھ جی نے نیز یہ بھی ثابت ہو کر سناتنی پنڈت مہاشے سے
مندرجہ ذیل سوال دریافت کیا:-

(۱) پہلے تو آپ نے کہا تھا کہ دو سو روپیہ آدھ سیر آدمی دیوتا آسکتے ہیں۔ اب آپ نے کہا دو جو اگنی میں جلائے گئے لیسے پتر آتے ہیں۔ آپ کی کونسی بات سچ مانی جاوے۔ آپ کچھ بھی کیوں نہ مان لیں۔ میرا پرشن اسی طرح قائم ہے۔ یا تو دیوتاؤں نے جو ٹھا کھایا یا برہمنوں نے۔ آگے چل کر آپ نے شرادھ پنڈ دینا کے لئے ہے اپر بیان الفاظ بیان کیا دو پنڈت جی نے کہا ہے شرادھ پنیہ کے لئے ہے ایسا تو ہم بھی مانتے ہیں اگر آپ مانتے ہیں۔ مردوں کو نہیں ملتا۔ پنیہ کے لئے دیتے ہیں۔ تو آپ بزرگ ہیں کل کو میرے ہاں نیوتہ مانیں۔ اگر شرادھ پنیہ کے لئے ہے۔ تو بھائی ہندو ہر روز کیا کرو۔ مگر پتروں کو نہیں ملتا۔ یہ پنڈت جی مان گئے ہیں

پنڈت لوک ناتھ جی کے مندرجہ بالا الفاظ نے سونے پر سہاگے کا کام کیا۔ پنڈت صاحب ممدوح الصدر کے بعد سناتن دھرم کے پنڈت بھیم سین جی پلیٹ فارم پر جلوہ گر ہوئے۔ آپ نے اپنے پچھلے کہتن کو طاق نسیان پر رکھتے ہوئے یا تجاہل عارفانہ سے کام لیتے ہوئے آپ کی بار اور بھی الزام لگائی دی اگنی شرادھ کے ان کو کھاتا ہے اور ناگ دیوتا پتر کے پاس پہنچا دیتا ہے " واہ واہ کیا معقول جواب ہے۔ گویا خشکا لوٹ گیا چلو فیصلہ شد۔

جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی پاپوش میں لگا دی کرن آفتاب کی

اگنی کو صاحب ممدوح نے خوب آنریری پوسٹ مین کی خدمات سپرد کیں یہ الفاظ کہہ کر آپ سٹ پٹا گئے۔ اور سناتن دھرم کے آنسو پونچھنے کے لئے بہت ہاتھ پاؤں مارے۔ مگر بلیسوا الامر جتنی دفعہ آپ پلیٹ فارم پر درا جمان ہوئے۔ ہر دفعہ سزا ہی دعوے کر آئے۔ مگر

کبھی خاک ڈلے سے چھپتا ہے ہما ؟

جبکہ بے بخوبی اندازہ لگا لیا کہ سناتن دھرم کے لیکچرار اپنا وقت

کے لئے خواہ مخواہ بے تکی ہانک رہے ہیں ⁂

۲۔ اجتماع ضدین یا پرسپر الہامات روشن ہیں کمال

سناتنی پنڈت کی راست بازی کا نمونہ

तदप्रमाण्यमनृतव्याघात पुनरुक्त दोषेभ्यः

یہ نیائے درشن کا سوتر ہے۔ اس کا ارادہ یہ ہے کہ دروغ گوئی۔ تکرار مضامین۔ اجتماع ضدین (یعنی اپنی بات کا آپ ہی کھنڈن کر دینا) سے کلام میں کوئی دم نہیں رہتا۔ یعنی ناقابل تسلیم ہو جاتا ہے۔ ان نقصوں میں سے

व्याघात दोष یعنی اجتماع ضدین سے تو سناتن دھرم کے اپدیشک پنڈت صاحب کو خاص الفت ہے۔ یہی باعث ہے کہ آپ کی کوئی بات بھی قابل اعتبار نہیں قرار دی جا سکتی ⁂

ثبوت کے لئے پاٹھک سطور مندرجہ ذیل کی نظر کرم مبذول فرماویں :۔

تقریر اول کے دوران میں پنڈت اکھلشی چندر نے بتلایا کہ جو مارے گئے وہ نہیں ملیگا جو جتنی بھینٹ دو گے وہ نہیں ملیگی کھیر اور طیبہ گویا وہ چیز نہیں ملیگی۔ نہ لیسی ہی اور نہ اتنی ہی اور سنئے چھلے میں لیگا مصنف) دوسری تقریر میں فرمایا کہ شرادھ میں جتنا ان دیا جائے گا۔ اس کا گنا جس یونی میں کوئی پتر ہوگا۔ اسی کو اسی یونی میں مل جائیگا۔ (گویا گنا چھلے میں ملتا ہے مصنف) تیسری تقریر میں اور بھی بڑھکر سناتنی رو اگنی شرادھ کے ان کو کھاتا ہے۔ وہ بھی پتر کے پاس پہنچا دیتا ہے۔ . . . . . . اگنی دیوتا اُن کو دگنا کر دیتا ہے۔ وہ ان پتر کو جس یونی میں ہوتا ہے مل جاتا ہے۔ (گویا جتنا دو گے اتنا ہی ملیگی مصنف)

پنڈت لوک ناتھ جی نے اعتراض کیا۔ کہ سارے سال میں کچھ نہ کچھ دان پیار کرتے

کیبر کہیے ساگ سبزی کا پنڈت براہمن کو دیئے گئے۔ تم ہر روز دو وقت کھاتے ہو
سال بھر ... یہی ڈیڑھ دو وقت ہوئے۔ تھوڑی بھی کیر میرے پیٹ کا جو ہاتھی کی گونہ
میں ہو گیا ہے گی۔ کیر وغیرہ کے پتے بن جائے تو میں ان لیتا ہوں۔ اگر دو زن ...
تو فرق نہیں آئیگا۔ مرتی سمے کرانا کر دو من پتے ہر روز چاہئیں۔ یعنی باڑا کو دو ...
ایک ایسے ہی ہنتر رہیگا۔ سارا سال کس طرح نبھاؤ گے۔ اس پر سناتنی پنڈت نے
پانسہ پلٹا۔ لیجیے گا۔ کہ پنچ میں ایک کا ہزار گنا ہو کر ملتا ہے (لیجیے پیچھے تین گنا
فرماتے تھے ۱۰۰ اور کو ⅓ ۳۳۳ پر ضرب دے دیا) اس کے جواب میں پنڈت
لوک ناتھ جی نے پھر [illegible] سنائی۔ اس پر سمجھا ... خوب قہقہہ لگا۔ فرمایا کہ "چار گرو
کی بجائے ہزار گرو ہی ہو کر پنڈر کو چونٹی کی تعداد میں بڑی دقت ہوگی۔ وہ تو بیچارا بلک
کر کے مر جائیگا"

اس کا جواب الجواب پنڈت لکشمی چندر جی کے پاس تھا کیا جو دیتے؟ ...
رفتن نہ جائے ماندن کا نقشہ درپیش تھا۔

جب لگنے کو کوئی رستہ نہ نظر آتا
کس مصیبت میں پڑے ہائے پھنسا ہم آکر

غرض چاروں طرف سے پنڈت لوک ناتھ جی نے ایسا شکنجہ کسا۔ کہ شرمیلا ...
آٹے دال کا بھاؤ یاد آ گیا۔ پنڈت لکشمی چندر جو دیر سے آخر تنگ آ کر اس امر
زیادہ بحث و مباحثہ کرنا ہی چھوڑ دیا۔ دانشمندی کا تقاضا ہی یہی تھا۔ ورنہ اور
کھری کھری سننی پڑتیں۔ اور نہ صرف سناتنیوں کے منہ ان کے ہاتھوں کا ...
بھی بیچارہ رہ جاتا۔ بلکہ ممکن تھا کہ رہی سہی آبرو میں بھی کچھ فرق پڑ جاتا۔

۳۔ کون کس کا جوٹھا کھاتا ہے؟

سوال کا مفہوم تو یہ تھا کہ شرادھ میں پہلے کون کھاتا ہے پنڈر یا ...

اگر جیسے براہمن کھاتے ہیں۔ تو پتر نے جوٹھا کھایا۔ اور اگر دوسری صورت ہے تو براہمنوں نے جوٹھا کھایا اور جوٹھا کھانا منوسمرتی کی رُو سے پاپ ہے۔ بجائے اس کے کہ شانتی پنڈت صاحب اس سوال کا جواب دیتے آپ نے ادھر اُدھر کی ہانکنی شروع کر دی بلکہ کانوں پہ ہاتھ دھرتے ہوئے ذکر کرتے ہیں مسلم

اس سے ہے یہ مراد کہ ہم آشنا نہیں

پنڈت لوک ناتھ نے کہیں دفعہ یاد دہانی کرائی کہ پنڈت جی بوتاؤں کے جوٹھا کھانے میں ہانی نہیں۔ وید منتروں کے بعد براہمن جسم لیتے ہیں۔ دیوتاؤں کا جوٹھا کھانا وید شاستر میں لکھا ہے کا۔ آپ پنڈت مہاشہ سے جب پوچھا کہ کس شاستر کی رُو سے آپ جوٹھا کھانا جائز مانتے ہیں۔ تو جواب ندارد۔ پنڈت لکھشمی چندر جی کو معلوم ہو گیا کہ شرادھوں کا سدھ کرنا خالہ جی کا گھر نہیں۔ جوٹھے کے سوال سے تو آپ کو کیا لفظ بھی کہنا ہی رکھینگے سے

تمہارا جوٹھا کھاتے ہیں پنڈت الٰہی جھوٹا تم

کبھی یہ آپ منتشے اور بھی ایزاد کرتے ہیں

۴۔ مرتک شرادھ اور مانس بھکشن کی عام اجازت

پنڈت لوک ناتھ جی کا ایک اعتراض یہ بھی درست تھا۔ کہ جب منوسمرتی کی رُو سے کھیر کے کھلانے سے پتروں کی ایک برس کی ترپتی ہوتی ہے۔ لمبے کان والے بکرے کا مانس کھلانے سے بارہ برس کی اور لال بکرے اور گینڈے کے مانس سے اننت کال کی ترپتی ہمیشہ کی۔ تو لال بکرے کا مانس ایک دفعہ ہی کھلا کر کیوں نہ ہمیشہ کا ٹنٹا رفع کر دیا جائے؟ اس کے جواب میں پنڈت لکھشمی چندر جی نے کہدیا۔ کہ منو جی دیشوں کے دھرم کہتے ہیں۔ جہاں آگ نہیں ہوتا۔ وہاں کے لوگوں کو مانس سے شرادھ

کرنے کا حکم ہے۔ جو مانس کھانے والے ہیں وہ مانس سے شرادھ کریں۔ انگلا پرن بھی تو
پڑھو۔ "بیلوں کے اَنّ سے بھی تو اننت کال کی ترپتی ہو جاتی ہے"

اس موقعہ پر آریہ سماج کے پنڈت مہاشہ نے جو مدلل اور فیصلہ کن
جواب دیا۔ اُس نے سب کے کان کھول دیئے۔ مفصّل جواب تو ناظرین اُنکی تقریر چھپا
میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ یہاں صرف اس کا لُب لباب درج کرنے پر ہی اکتفا
کی جاتی ہے "سنو بھائی ہندوؤ! تم اگر مانس کھایا کرتے ہو۔ تو برہمن دیوتا کو
کا مانس کھلایا کرو۔ اگر انکار کریں۔ تو یاگیہ ولکیہ اور منو جی کی دفعہ عائد ہوتی ہے۔ اگر منو
کا یہ حکم مانس والے ملک کے بارے میں ہے۔ تو اُسے ہیڈنگ دینا چاہئے تھا
جیسے تعزیرات ہند کی جو دفعہ کسی خاص مقام کے لئے ہوتی ہے۔ اس پر لکھا ہوتا ہے
پنڈت جی کہتے ہیں "بیلوں کے اَنّ کھلانے سے بھی تو ہمیشہ کی ترپتی ہو جاتی ہے" مگر
منو کی رو سے مانس نہ کھانیوالا برہمن اکیس جنم تک نرک میں رہتا ہے۔ "تمہاری بات
مانیں یا منو کی" کئی دفعہ پنڈت لوک ناتھ جی نے ان الفاظ کو دوہرا کر جواب طلب
کیا۔ پنڈت لکھشمی چندر نے جواب تو کیا خاک دینا تھا۔ ہاں ہٹ ہٹ کے بیلوں
کے اَنّ اور شہد کا جاپ کرتے رہے ؎

پھر پھر کے دائرے میں ہی پڑتے اب قدم
کیا آگئی ہے گردش پرکار پاؤں میں

الغرض اس سوال میں بھی مُنہ کی کھائی۔ اور ناحق میں ساری اٹھائی

۵- بقیہ سوالات کے جواب دینے میں ہیچ پوچی

سوال ۶ کے جواب سننے کا اشتیاق سیوک کو تو ہر ناظرین کو تو ہوگا
مگر باوجود پنڈت لوکناتھ جی کے مکرر سہ کرر یاددہانی کرانے کے ہمارے اس

دار شناول کے "پیر دہا" پنڈت لکھشمی چندر نے اُن کی جانب آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا
آپ کی سرد مہری اور بے اتفاقی یہ نہیں تھی بلکہ سامعین کو گویا زبان خموش سے
بتلا رہی تھی کہ

یہ وہ پتھر ہے جو ہم سے اٹھایا جا نہیں سکتا
اٹھانا درکنار خالی ہلایا جا نہیں سکتا

سوالات نمبر ۳ و ۴ کا بھی یہی حشر ہوا۔ نمبر ۵ کے متعلق آپ نے اُس وقت
لب کشائی کی جبکہ پنڈت لوک ناتھ جی کو جواب دینے کا مجاز نہ تھا +
تمام دن بلا کام آپ کا میز کو ٹکر ٹکر لگانا اور سادہ لوح اشخاص کے روبرو پانچ
سو روپے کی تھیلی دکھا کر آریہ سماجیوں کو مباحثہ کے لئے للکارنا وغیرہ وغیرہ
جملہ کرتوں کی خوبی پول کھل گئی۔ آپ کی کمزور پوزیشن نے آپ کی نسبت پبلک
کو صاف اشارہ کر دیا کہ

سر پر اٹھائے پھرتے ہیں شور و فغاں مجھے
دیتے تو کوئی آ کر کچھ بھی نہیں ہوں میں

۶۔ وید ارتھ میں پتروں کے شرادھ کی آگیا دیتے ہیں یا مُردوں کے

پنڈت لکھشمی چندر نے اپنی پہلی تقریر میں یجروید کے ادھیائے ۱۹ کے منتر ۵۸

आयन्तु नः पितरः सोम्यासोऽग्निष्वात्ताः

کا پاٹھ کر کے کہا اس منتر میں
پتروں کا آواہن کیا گیا ہے۔ پنڈت لوک ناتھ جی نے اپنی ٹرن میں فرمایا کہ "اس منتر
کا ارتھ یہ ہے کہ ہمارے پتر آئیں۔ راستوں سے آئیں۔ ویمانوں سے آئیں۔ کیا راستوں
سے مُردے آیا کرتے ہیں؟ جہاں پادری صاحب بیٹھے ہیں یہ انگریز ہیں۔ انہوں
نے دیکھا ہوگا کہ انگلینڈ میں جو کہا ہے ان پر مُردے سوار ہوا کرتے ہیں؟

من بعد سناتن دھرمی پنڈت مہودیہ نے येऽग्निदग्धाः اتیادی
وید منتر پیش کر کے اس کے ارتھ کئے کہ "جو اگنی میں دگدھ ہو گئے ہیں اور جو نہیں
ہوئے انکو ہے اگنی ہوی کھانے کے لئے تیار کر" اور نتیجہ شرادھ کے حق میں نکالا۔ پنڈت
لوک ناتھ جی نے اعتراض کیا کہ مردہ پتر کیسے آئیں گے؟ مگر یہ رہتا یا سہتا؟
"وہ خموشی معنی دارد کہ در گفتن نمی آید" پر عمل پیرا ہوتے ہوئے آپ نے مون
ہی سادھ دی۔

جب پنڈت لکشمی چندر کو اپنا مطلب پورا ہوتا نظر نہیں آیا۔ تو بیٹھے بٹھائے
شریمان جی کو ایک چٹکلہ یاد آیا۔ آپ نے بڑے جوش میں آکر کہا۔ کہ آپ "आ-
यन्तु नः पितरः" یہ وید منتر جینے ناتے کے شرادھ پر لگا دیں۔ میں ہارا۔ پنڈت
لوک ناتھ جی نے چیلنج کو منظور کرتے ہوئے بڑا خوبصورت جواب دیا۔ فرمایا کہ اس منتر کا
ارتھ یہ ہے کہ "پتر وا مارگوں سے آؤ۔ اس یگیہ کے اندر جو سود ہما ہے۔ اس کو لے کر
پرسن ہو۔ کہیں مردے پرسن ہوا کرتے ہیں۔ صاف لکھا ہے अधिब्रुवन्तु
بمعنی اپدیش کریں۔ زندہ اپدیش دیا کرتے ہیں یا مردہ؟ ایک آدمی کہتا ہے میرے
ساتھ ایک شخص باتیں کرتا رہا تھا۔ آپ کہتے ہیں۔ پرمان دینا چاہئے وہ زندہ تھا۔ اس
کا باتیں کرنا ہی تو اس کے زندہ ہونے کا پرمان ہے۔ جیوت پتروں کا شرادھ میں نے
سدھ کر دیا۔ آپ مرتک شرادھ سدھ کرنا تو درکنار "مرتک شرادھ" شبد ہی
وید سے دکھلا دیویں۔ نہ سہی "مرتک شرادھ" "شرادھ" ہی نکال دیں۔ پنڈت
لکشمی چندر نے اعتراض کیا کہ "دیویان" کس کا نام ہے؟ دیوتاؤں کا یان ہے وہاں
لوتا پتر آیا کرتے ہیں۔ دیوتاؤں کے ومانوں کا نام ہے۔ آریہ پنڈت نے کہا ہوائی
جہاز۔ نئی بات کی۔ پہلے آپ کے پاس وہاں آیا کرتے تھے۔ دیوتاؤں کے پاس ہوتے تھے
آج کل ایسے تھوڑا ہی ہیں۔ پنڈت لوک ناتھ جی نے اپنے مخالف پنڈت کے حق کی

پڑتال کرتے ہوئے حاضرین سے مخاطب ہو کر کہا "آپ نے شرادھوں میں کبھی دیوتا دیکھے ہیں؟" پنڈت جی کہتے ہیں کہ پتر یا دیوتا وماؤں میں آیا کرتے ہیں۔ اگر وہاں کوئی بلا تھی۔ آج کل نظر کیوں نہیں آتے؟ جمنا لال ہی نے دھرم شاستر سے "ادھی برونتو" اور "آدنتو" کے معنی دکھلا کر اپنے قول کی تصدیق کی۔

گو پنڈت لکشمی چندر جی نے اپنی جیبی نفادنیت پتہ ہونے کو پہنا تاہم رکھی۔ مگر سخن سنج اصحاب خوب تاڑ گئے کہ سناتن دھرم کی طرف سے محض ٹائم پورا کیا جا رہا ہے۔ سب لوگ انگشت بدنداں تھے کہ سناتن دھرم کا مول مرتک شرادھ۔ اور وید میں سے اس کی تائید میں ایک بھی منتر نہیں ملتا۔ اس سے بڑھکر تعجب کا مقام کیا ہوگا؟ आश्चर्यमतः परम

سناتن دھرم کے دو اعتراضات کا معقول جواب

(۱) ستیارتھ پرکاش مطبوعہ ۱۸۷۵ء کا سوال

پنڈت لکشمی چندر نے پبلک کو بھرم میں ڈالنے کے لئے ستیارتھ پرکاش کے ایڈیشن سنہ پہلی ہی دکتر تقریر کے دوران میں الفاظ ذیل کو پڑھکر سنایا "پتر دادا جو کوئی جیتا ہو اس کا ترپن نہ کرنا۔ جو مر گئے ہوں۔ ان کا تو ضرور کرنا" اس کے بعد آریوں سے مخاطب ہو کر بولے "اپنی تحریر بھی ملاحظہ ہو۔ یہ تمہاری ہی پوتھیاں گواہی دے رہی ہیں"

اس شنکا کے سمادھان میں آریہ پنڈت مہودے نے سوامی جی کا وہ وگیاپن پڑھکر سنایا۔ جو آپ اصل بحث میں ملاحظہ فرما چکے۔ نیز اس سے ترپن اور شرادھ کے وشے میں جو جو چھپا گیا ہے۔ سو آگے چھپنے اور شودھ ہونے والوں کی بھول سے چھپ گیا ہے۔ الغرض پبلک کی خاص طور پر توجہ دلائی اور کہا کیا کوئی تحریر جس کو مصنف خود رد کر دے۔ پھر ماننے کے قابل رہ جاتی ہے؟ قانون بنگال کی تمثیل

دیتے ہوئے برٹرٹی تابیت سے اپنی پوزیشن کو صاف کیا۔ پنڈت لکھشمی چندر جی نے مستند
ستیارتھ پرکاش کی جومرکے کچھ فقرات کو پڑھ کر سوال کیا۔ کہ اس میں کہاں لکھا ہے
کہ چھاپے خانے والوں کی بھول ہے؟ یہ پترا لے کر چلے آئے۔ ہم نے تو آگے کبھی
یہ دیکھا ہی نہیں۔ معلوم یہ کب چھاپ لیا ہے۔ سمت ۱۹۰۱ میں دیوالی کے دن وہ مر گئے
اگر وہ تیسرا بنا دیتے تو ہم کہاں ڈھونڈتے؟ پنڈت لوک ناتھ جی نے ان سوالات کا جو
دندان شکن جواب دیا۔ اس سے عوام کے اطمینان ہونے میں تو شبہ ہی کیا تھا۔ وہ
معترضین کو بھی پتہ ہی پانی پانی ہو گیا ہوگا۔ آپ نے کہا کہ سارے حقارت چھپے ہیں جو جو
بھول ہو گئی ۔ اس کو نکال کر صاف کر دیا۔ اور چھاپے خانے میں جو جو بھول گئی ہوا اس
کو نکال کر صاف کر دیا۔ ان دونوں میں اگر کوئی فرق ہے تو بتائیں۔ پنڈت جی کہتے ہیں ہم
نے تو کبھی یہ پترا دیکھا ہی نہیں، اور آپ کو تو کبھی کا پتہ رہتا ہے میرے پترے کا کیوں
پتہ رہتا ہے کیسی کیسی بھبتی سنائی شیخ سعدی کے اس شعر کا اطلاق بھی تو ایسے ہی پر
پر موزوں ہے کہ

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم — چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

مہاراج بھرتری ہری کے سامنے اگر یہ مباحثہ ہوتا تو کشف ہو جاتا۔ آپ
بلا جھجک صاف کہہ دیتے کہ

पत्रं नैव यदा करीर विटपे दोषो वसन्तस्य
किं। नालूकोप्य वलोकते यदि दिवा सूर्यस्य
किं दूषणम्। धारा नैव पतन्ति चाटि चातक मु-
खे मेघस्य किं दूषणम्। यत्पूर्वं विधिना ललाट
लिखितं तन्मार्जितुं कः क्षमः॥

ارتھات کریر درخت پر پتے نہیں لگتے ... [illegible] میں بسنت رت کا کیا عیب

دوش ہے؟ جل کی دھارا جو چھپے کے منہ میں نہیں پڑتی - تو اس میں بادلوں کا
کیا دوش ہے؟

ایسے ہی اگر پنڈت لکشمی چندر جی کو سوامی جی کے وچاروں کا علم نہیں - تو اس
میں آریہ سماج اور مہرشی دیانند کا کیا دوش ہے؟

کہاں بوند گرب کہاں ملتم - جسمہ رستہ نے کہاں سے کہاں لا بٹھایا ہے مگر نہیں
مشہور فارسی راستہ بھی نہ تھا ہے - وہ سیدھے راستہ پر ہی جائیگا۔

پنڈت لوکناتھ جی نے آگے چل کر فرمایا۔ آپ کہتے ہیں - ستیارتھ پرکاش
میں اگر غلطیاں ہو گئی ہیں - تو اُس کو کیوں مانو؟ پنڈت جی! کتاب میں غلطیاں چھپ
جاتی ہیں - دوسرے ایڈیشن میں صاف کر دیا جاتا ہے - یہ آپ کا نیا قانون ہے - کہ وہ
غلطی نکالی ہی نہ جائے۔ آپ سے کہا ورنہ سوامی جی تیسرا بنا دیتے - تو ہم کہاں ڈوبتے
پنڈت جی آپ کا یہ کہنا ٹھیک نہیں - پہلے ایڈیشن کے سوا کسی میں کوئی ہیرا پھیری
ابھی تک نہیں ہوئی۔

اس جواب نے رہی سہی غلط فہمی کو بھی رفع کر دیا - گو پنڈت لکشمی چندر جی
اخیر تک نا سمجھی سے کچھ نہ کچھ اس وشے کے متعلق بولتے رہے - لیکن پبلک نے ان کے
کتھن کو نہ ہی مدلل سمجھا اور نہ قابل تسلیم۔

(۳) سنسکار ودھی پر اعتراض

پہلی ہی تقریر کے دوران میں سناتنی پنڈت نے بڑے طمطراق سے فرمایا:

تمہاری سنسکار ودھی کے سماورتن سنسکار میں [illegible] لکھا ہے - جس کا مطلب یہ ہے - کہ جنیؤ کو آپسویہ "ارتھات بائیں کندھے پر کر
اندھا دھند کی طرف منہ کر کے کہو وہ ہے پتروں کا بھلا ہو" ہمارا پہنچایا تو پتروں کو

سے ہیں۔ تمہارا پہنچا یا پتروں کو ملے ہے "

اس کا جواب باصواب دیتے ہوئے پنڈت لوک ناتھ جی نے جو معقولیت اور درد سے بھری ہوئی تقریر کی۔ اس کے سننے سے حاضرین کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ فرمایا۔ کہ پنڈت جی کہتے ہیں۔ سنسکار ودھی میں جینیؤ "اپ سویہ" کرنا لکھا ہے۔ اور یہ شرادھ کے موقعہ پر ہی ہوتا ہے۔ اگر سنسکار ودھی سے جنیؤ کو بائیں کندھے پر کرنے نکل آئے تو میں ابھی سٹول سے نیچے آتا ہوں۔ (پنڈت جی نے اپنی سنسکار ودھی نتانی پنڈت ہاشہ کی طرف پھینکی۔ اور رعد کی طرح کڑک کر بولے اگر اس میں سوامی جی نے جنیؤ کا لفظ لکھا ہو۔ تو جو کچھ لوک ناتھ اپنی (دارلحقات زبان) کو کاٹ دیگا"۔ جنیؤ کا لفظ وہاں لکھا ہوتا تو کوئی دکھلاتا ؛

تیسری دفعہ کی تقریر میں आपसव्य کے اصلی معنی بتلائے اور پانچویں ٹرن میں سنسکار ودھی کے اس پرکرن کا منشاء اس قابلیت سے طشت ازبام کیا۔ کہ سامعین عش عش کر اٹھے رہی سہی الجھن جو "اپ سویہ" کے معنی کے متعلق تھی وہ آپ نے سنسکرت کوش کی سہاتا سے دور کردی ؛

علاوہ مندرجہ بالا اور بہت سی باتیں معرض بحث میں لائی گئیں مگر یہاں چونکہ اختصار مدنظر تھا۔ اس لئے ارب کے سمندر سے میں صرف ایک آخری صفر کی کچھ علامت دکھادی گئی۔ اصل بحث پر نظر تعمق مبذول کرنے کے بعد منصف مزاج اور نکتہ سنج ناظرین اس نتیجے پر پہنچے بغیر نہ رہیں گے۔ کہ سناتن دھرم کا پکش اس مناظرے میں حد درجے کا کمزور تھا۔ پنڈت لوک ناتھ جی کے ایک سوال کا بھی تسلی بخش جواب پنڈت لکھشمی چندر جی نہیں دے سکے۔ وقت ٹالنے کے لئے ادھر ادھر کی ہانکتے رہے۔ اور اخیری ٹرنوں میں تو آپ کچھ ایسے گھبرا سے گئے۔ کہ اپنا مقررہ وقت پندرہ منٹ پورا کرنا بھی محال ہوگیا۔ چپکے چپکے اپنے پاس

بیٹھے ہوئے سبھاپتی مہاشہ سے پوچھتے "اب کتنا وقت باقی ہے"؟ وہ جواب دیتے "وہ یا پانچ منٹ"۔ آپ پھر پورانی راگنی چھیڑ دیتے۔ پھر دو تین منٹ بعد کر وقت پوچھتے۔ جواب پا کر پھر اُن ہی باتوں کا اعادہ کرنا شروع کر دیتے۔ غرض پنڈت صاحب ممدوح الصدر کی جان عجب نرغے میں پھنسی تھی۔ نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن کا نقشہ در پیش تھا۔ کبھی ۱۸۸۵ء کے ستیارتھ پرکاش کی طرف حسرت بھری نگاہ ہو سے اشارہ کرتے۔ کہ "آ تو ہی کچھ مدد کر تجھے ہیں نے خوب لپیٹ لپیٹ کر رکھا ہے" اور کبھی سنسکار ودھی کے पितर: शुन्धध्वम् کی شرن لیتے۔ غیر اغلب نہیں۔ اگر ایسی تذبذب کی حالت میں آپ کو کرشن بھگوان کی یاد بھی آ گئی ہو ÷

हा कृष्ण द्वारका वासन् क्वासि यादवनन्दन। इमावस्थां संप्राप्तामनाथां त्राहि मां प्रभो॥

من کلج آج مہاراج لاج گئی موری
دکھ ہرو دوارکا ناتھ شرن ہیں توری

❖

فصل چہارم

شاستر ارتھ کا اثر

صداقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے
کہ خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے

اس شاستر ارتھ کا اثر آریہ سماج کے حق میں اس قدر زبردست پڑا کہ شاید بہت سے لیکچروں کا بھی اتنا نہ پڑتا۔ آریہ سماج کے بعض کٹر سے کٹر مخالف تک بھی اس کے سدھانتوں کی سچائی کو لوہا ماننے پر مجبور ہوتے۔ جنکی حرکات و سکنات سے دوران بحث میں ہی بخوبی واضح ہوتا تھا۔ کہ ترازو کی ڈنڈی کا رخ کس طرف ہے۔ راقم سطور کو معتبر ذریعے سے معلوم ہوا۔ کہ بحث کے ختم ہونے سے پہلے ہی دیوان کے ایک معزز سرکاری عہدہ دار نے انتظامیہ صیغے کے ایک ذمہ وار آفیسر کو آریہ سماج کے پلیٹ فورم کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ کہ آپ اعلان کر دیویں۔ انہوں کا (یعنی آریہ سماجیوں کا) پکش زبردست ہے۔ مگر صاحب ممدوح نے جواب دیا۔ کہ ایسا کرنے کا ہمیں حق نہیں۔ یہ خود اخبارات میں فیصلہ کر لیں گے۔

بحث ختم ہونے کے بعد کا نظارہ دیکھنے سے ہی تعلق رکھتا تھا۔ قوت بیانیہ میں اس قدر استطاعت کہاں۔ کہ عوام کے جذبات کی صحیح تصویر الفاظ میں کھینچ سکے تاہم یہ ضعیف البیان کچھ خاکہ کھینچتا ہے۔ چشم بصیرت سے دیکھیں۔

پنڈت لوک ناتھ نے ابھی پنڈال سے باہر قدم رکھا ہی تھا۔ کہ ایک صاحب (جو قدامت پرست سناتنی معلوم ہوتے تھے) نے آپ کی قدمبوسی کی۔ باوجود بصد اصرار آپ کے

دیپ چھبیت کر کے ہی رہے۔ بنظر کرم کی وجہ دریافت کی تو صاحب ممدوح نے عرض کی کہ آپ کی سکتیاں میرے دل پر کاٹ کر گئیں۔ اور آپ کے الفاظ نے مجھ پر جادو کا اثر کیا ہے

کیسے تھے شبد جو میرے دل میں سما گئے نینوں پہ اندھکار تھا اسکو مٹا گئے
دل سے نکل کے روح کو رستہ دکھا گئے

ایک جاٹ نے تو پنڈال سے باہر قدم رکھتے ہی با آواز بلند کہہ دیا دو سرادھوں کی ہار ہے

جو عقیدہ تھا فدا ہو گیا پیر و جواں پر
سرادھوں کی ہار نعرہ تھا۔ نوک زباں پر

جو سامعین سنیہ آستیہ کی پریکشا کرنے آئے تھے وہ زبان خموش سے اس شعر کو ورد کرتے ہوئے جا رہے ہیں ۔

پردے جو آنکھ پر تھے وہ پردے اتر گئے اک دیوتا کے سنگ سے ہم تو سدھر گئے

راستے میں ایک جگہ ایک مسلمان سپاہی ذکر کر رہا تھا۔ کہ آریہ سماج کے پنڈت کی دلائل موزوں اور برجستہ تھیں اور سناتنی پنڈت لاٹھیاں سی مار رہا تھا۔

ایک صاحب طبیعت کے رنگیلے اپنے ہمراہیوں سے یہی کہہ کر خوش ہو رہے تھے
"پنڈت چیونٹی بن گیا۔ وہ تو کہیں ڈوب مرے گا"

راقم السطور معہ بھائی سبھو رام جی کے سامعین کے جذبات و خیالات کا اندازہ لگانے کے لئے شارع عام پر چہل قدمی کر رہا تھا اسی اثنا میں ایک پادری صاحب گذرے آپ کی زبان سے الفاظ ذیل سرزد ہوئے "شاباش! پنڈت لوک ناتھ نوجوان ہے۔ خوب سمجھا کر کہتا تھا۔ سناتنیوں کی طرف کی پبلک بہت زیادہ تھی۔ سناتنی پنڈت بکواسیات سے کام لیتا ہے۔ بات کو ادھر ادھر ٹالنا چاہتا ہے"

تھوڑے عرصہ بعد آریہ کمار سبھا کے سیکرٹری کا رقعہ بایں الفاظ پہنچا کہ آریہ سماج کی فتح ہو گئی ہے ۔۔ پرماتما کرے یہ سماج خوب پھلے پھولے!

باب دوم

فصل اوّل

کیا مہرشی دیانند مرتک شرادھ کو مانتے تھے؟

ایک حیرت انگیز دعوے اور اس کی پڑتال

خدا کے واسطے اتنا تو جھوٹ مت بولو
کہیں نہ ٹوٹ پڑے آسماں کوٹھے پر

مندرجہ بالا عنوان پڑھکر کئی ناظرین چونک اٹھیں گے اور کہیں گے۔ کہ "ہیں؟ یہ کیا؟ کدھر سے آواز آئی۔ کہ مہرشی دیانند مرتک شرادھ کو مانتے تھے؟ وہ مہرشی جس نے کیا تحریری کیا تقریری ہر طرح سے اس غلط عقیدے کو بیخ و بُن سے اکھاڑنے کی کوشش کی اُسے کہا جائے اس کا پکشپاتی! ایسا نہیں ہوسکتا۔ یہ محض مصنّف کا خواب ہے۔ وہم ہے۔ جنون ہے۔ دماغی اختراع ہے"

اے کاش! یہ خیال صداقت کا پہلو لئے ہوتا۔ اور مندرجہ بالا دعوے محض مصنّف کے ہی تنگ دماغ تک محدود رہتا۔ تا کہ ان چند اوراق کے سیاہ کرنے کی ضرورت نہ پڑتی۔ راقم سطور کے پاس یہ باور کرنے کے لئے بہت سی وجوہات ہیں۔ کہ سناتن دھرم کے کیمپ سے مہرشی ممدوح کی ذات مقدس کو پبلک نگاہ میں مشتبہ بنانے کے

لئے سرگرم کوششیں ہو رہی ہیں۔ مشہور امرتسری پنڈت ربیارام عرف مہنت گوکل داس سوامی جی کو مرتک شرادھ کا ماننے والا سدھ کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ پنڈت لکشمی چندر جی کول لواسی بحث مباحثے کے دوران میں ستیارتھ پرکاش فرسٹ ایڈیشن کے اس پرکرن کو پڑھ کر جس پر سوامی جی کے کارکن پنڈتوں نے کم عقلی یا مکاری سے ان کے منتویہ کے خلاف لکھ دیا تھا۔ کہ "جو جو جیتے ہیں ان کا نہ کرنا اور جو مر گئے ہوں۔ ان کا ضرور کرنا"، اور آریہ پبلک سے مخاطب ہو کر وہ اپنی توپوتھی مانو مرتک شرادھ کو تو تمہارے سوامی دیانند بھی مانتے تھے"، کہتے ہوئے راستی اور معقولیت کا دامن چاک کر رہے ہیں۔ پنڈت کالورام جی شاستری ستیارتھ پرکاش منسوخ شدہ کو طبع کرا کر مہرشی موصوف کے خلاف غلط فہمی پھیلا رہے ہیں۔ غرضیکہ جس سناتن دھرمی کو دیکھئے اپنا راگ الاپ رہا ہے۔ اور اپنے غلط عقیدے کو سوامی جی مہاراج کا سہارا لے کر دھرم انوکول بتلا رہا ہے۔ गणानांत्वा गणपतिं हवामहे کا بابھگراہ ہوتے بھرے دگر میں صفائی کر کے حباط و بھیر یئے والے یاد سے بھی اس دھا پرش کے نام سے اپنے حلوے مانڈے کی خیر منا رہے ہیں۔ اگر ایک کا قول یہ ہے کہ "مرتک شرادھ تو سوامی جی خود کراتے تھے"، تو دوسرے کی رائے یہ ہے کہ "شرادھ کا تیاگ آریہ سماج نے عیسائی اور مسلمان مذاہب کے اعتراضات سے بچنے کی غرض سے کیا ہے"۔ اگر ایک حلقے سے یہ آواز آتی ہے۔ کہ سوامی جی پہلے مانتے تھے۔ بعد میں منکر ہو گئے۔ تو دوسرے حلقے سے یہ ندا اٹھتی ہے۔ کہ آریہ سماج کے لیڈروں نے صلاح کر کے بعد میں چھوڑا ہے"۔ غرضیکہ جتنے منہ اتنی باتیں۔ ایک ستیہ کا ابھلاشی انسان ان دشمن آوازوں کو سن کر گھبرا اٹھتا ہے۔ اور اس کا دل شکوک سے پر ہو جاتا ہے آریہ سماج کے اندر بدقسمتی سے اب تو ودیت لٹریچر کی کمی تو ہے ہی۔ آخر اس سے دلیل یہ بات جاگزین ہو جاتی ہے۔ کہ کیا عجب ہے۔ اس امر کے متعلق نکتہ چینی اعتراض

کا قول بھی راستی کی جھلک رکھتا ہو۔

پیارے احباب!! اس لیکھ کے اندر زبردست پرمانوں اور شہادتوں کی بنا پر مذکورہ بالا اعتراضات کی پڑتال کر کے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ کر کے دکھلایا جاوے گا۔ مہرشی ممدوح کے جیون چرتر سے اقتباسات دے کر یہ ثابت کیا جائیگا۔ کہ وہ مرتک شرادھ کو ویدک دھرم پرچار کے زمانہ آغاز سے لے کر مرتیو پرینت دہرم ورودھ سمجھتے رہے۔ نہ انہوں نے کبھی سدھانت میں گڑبڑ کی۔ نہ کبھی اپنے عمل سے اس کی تائید کی۔ بلکہ بڑے دھڑلے کے ساتھ اس کا کھنڈن کرتے رہے۔

جس طرح سے ایک عادل مجسٹریٹ مدعی۔ مدعا علیہ ہر دو کے بیانات اور گواہوں کے اظہار سماعت کر کے معلوم کر ہی لیتا ہے۔ کہ کس کا پکش زبردست ہے۔ اسی طرح اُمید ہے کہ پاٹھک بھی ان اوراق کا پاٹھ کر کے ستیہ استیہ کا نرنے کرینگے۔ اور خود غلط فہمی سے نکل کر دیگر اصحاب کو بھی مستفید کرینگے۔

سچی جھوٹی جوہری جھٹ پٹ لیگا جانچ   پاٹھک یہ سچ جانتا ہیں سانچ کو آنچ

اہم واقعہ

پورا پوپ کون؟

گیا میں پنڈ دان کرنے والا

"جب کبھی آپ سُنتے کہ ہمارا فلاں خدمت گیا میں مونچھ مونڈوا کر پنڈ دان کر آیا ہے۔ تو اُسی ساعت سہارن پور میرٹھ آدی کی سماجوں کو لکھ بھیجتے۔ کہ وہ پورا پوپ ہے۔ اس کا اپدیش کبھی نہ سُننا۔ کبھی اثر نہیں کریگا" دتہ جیون چرتر۔ مرتبہ لیکھشمن باب نہم صفحہ ۳۰۱)

ناظرین! کیا مندرجہ بالا حکم مرتک شرادھ کا اشنداوا دے سکتا ہے؟ کیا

میں پنڈ دان کرنے کا کھنڈن ہو چکا۔ تو ایک لحاظ سے شرادھ کے تمام مسلہ جات کا کھنڈن ہو چکا۔ سناتن دھرم سے کیو وو والو! اس لئی پوپ کی تعریف۔ دیکھیا سوامی جی کا شرادھوں سے پریم؟ اب بھی آنکھیں مرتک شرادھ کا کچھ باقی بتلاؤ گے؟ ہے بھگوان

نہ پوپوں کے کہنے پر ہے تم نے چلنا   یہ اصلی ہے تعلیم اس نے جتا دی

اصر واقعہ ۲

کاشی میں زبردست کھنڈن

سناتنی پنڈتوں کی چالاکی

"...... نگر بنارس میں ایک دفعہ سنسکرت میں مورتی پوجا اور مرتک شرادھ کا پر زور کھنڈن کرنے کے باوجود بھی جب اُن کی مخالفت نہ ہوئی۔ بلکہ مالدار لوگ شردھا سے اُن کی سیوا کرنے لگے ...... ایک ایماندار برہمن نے آپ کو اطلاع دی کہ سوامی جی حقیقت میں انیائے ہو رہا ہے آپ تو کھنڈن کرتے ہیں۔ مگر سنسکرت نہ جاننے والوں کو پنڈت لوگ کہہ دیتے ہیں۔ کہ آج مورتی پوجا کا منڈن ہوا آج مرتک شرادھ کا خوب مہاتم جتایا گیا وغیرہ" (جیون چرتر صفحہ ۵۸)۔

صاحبان! کاشی جیسے پوپ گڑھ میں بھی مرتک شرادھ کے گاؤ خورد مسئلے کا مہرشی زبردست کھنڈن کر چکے۔ مگر افسوس! سناتن دھرمی جگت اس پر بھی یہی کہتا چلا جاتا ہے۔ کہ سوامی جی مرتک شرادھ کو مانتے تھے۔ اس سے بڑھکر بھی ڈھٹھائی کی کہیں مثال ملیگی؟ ہے بھگوان

اصر واقعہ ۳

پنڈت بھگو ناتھ داس سناتنی کی آواز

اپنے گھر کی گواہی تو مانو گے؟

سو منقول از "مدن موہن پراجے" مصنفہ جگناتھ داس) وو آریہ درت" اپنی
۱۹۱۸ء میں ایک ودیاکھیان مدن موہن کاشی پوری کے نام سے مدرت ہوا ہے۔ وہ
لکھتے ہیں۔ کہ جس مہاتما رتھات دیانند سرسوتی کی پرشنسا بڑے بڑے وِدوان کاشی
نواسی شری وشدھانند جی سرسوتی آدی کرتے ہیں۔ اُن کے سدھانتوں کے کھنڈن
کو جگن ناتھ داس اُدیت ہوئے ہیں۔

اُتر:- سوامی وشدھانند سرسوتی نے دیانند سرسوتی کے سدھانتوں کی پرشنسا
کداپی نہیں کی۔ کِنتو اُنہوں نے سرودا دیانند سرسوتی کے سدھانتوں کو متھیا ٹھیرایا
...... دیانند سرسوتی مرت پتروں کے شرادھ آدی کو ورتھا بتلاتے ہیں۔ اور
وے اس کو ادشٹیک سمجھتے ہیں .... ۱۱ صؔ

کھرڑکے شاستراتھ کرتا لکھشمی چندر جی! مباحثے میں آپ کا تو "مدھربانی" اے
یہ راگ الاپنا کہ "اپنی پُستکوں کو تو مانو یہ تو تمہاری ہی ونچ رہی ہیں" غلط فہمی اور
مغالطے پر مبنی تھا۔ ہاں راقم ثبوت مندرجہ صدر کو پیش کرتا ہوا انہی الفاظ کا اعادہ
کرے۔ تو عین بجا ہے۔ اور پبلک کی توجہ بدیں جانب مبذول کرے۔ روا ہے کیونکہ
یہ سنکیت پرانت کے ایک مشہور و معروف سناتنی پنڈت کے خیالات کا آئینہ ہے۔

پیارے احباب:- کسی پکش کی سچائی کا اندازہ لگانے کے لئے عموماً دو تین
شہادتوں پر اکتفا کی جاتی ہے۔ کیا آپ ان تین امور واقعات کے مطالعے سے
اس نتیجے پر نہیں پہنچ سکتے۔ کہ مہرشی دیانند جی مہاراج کے منتویہ انوکول ہی آریہ
سماج سدھانت زیر بحث کے خلاف ہوا ہے نہ کہ از خود کسی بیرونی تحریف سے
متاثر ہو کر؟

بعض اصحاب اعتراض کریں گے۔ کہ مانا سماج نے سدھانت نہیں بدلا۔ بلکہ مہرشی
دیانند بہ نفس نفیس اس کے خلاف تھے۔ لیکن یہ تو نہیں کہا جا سکتا۔ کہ وہ ابتدا

ہی مخالف تھے۔ ۱۸۸۳ء میں وہ سرگباش ہوئے کیا عجب ہے۔ آخری وقت میں اُن کے خیالات خلاف ہو گئے ہوں۔ اس سے پیشتر تو وہ حق میں تھے۔ چنانچہ آریہ سماج بھی ایک زمانے تک اس کا قائل رہا ہے ؛

ناظرین! یہ اور اس قسم کے اعتراضات کی آڑ میں ایک دیوتا صفت انسان کو اصول سے عاری اور متلون مزاج ثابت کرنے کے لئے کمینہ حرکات سے کام لیا جا رہا ہے۔ یہ صورت حال دیکھ کر ممکن ہے۔ کوئی پتھر دل ٹس سے مس نہ کرے۔ خاکسار کا جگر تو پاش پاش ہو جاتا ہے ؎

کس کو درد اپنا سناؤں کون لا سکتا ہے تاب ؛ دل پکڑ لیتی ہے بلبل بھی مری فریاد پر

پاٹھک کہیں گے رونے دھونے سے کیا بنتا ہے۔ سنگٹھن وگٹھن سے کیا حاصل ہے؟ اگر مہرشی موصوف کے لئے دل میں عزت ہے۔ اگر اس مہاپُرش کے مشن کی سچائی کو محسوس کرتے ہو تو لازم ہے کہ اُس کی پوزیشن کو بے داغ ثابت کر کے دکھلاؤ۔ اُس کی ذات حمیدہ کے خلاف جملہ اعتراضات کی اصلیت کو بے نقاب کر کے دکھلاؤ اس خوبی سے کہ اپنے تو اپنے غیر بھی "رشی" کی عظمت کا لوہا مانیں۔ مخالف بھی اُن کے سدھانتوں کے سامنے سر تسلیم خم کریں یا یہ آنسو پونچھنا مناسب ہے۔ قابل غور ہے۔ چنانچہ تعمیل ارشاد کے لئے بحر تحقیقات میں غوطہ لگانے کے بعد جو دُرِ بے بہا ہاتھ آئے ہیں۔ خدمت اقدس میں پیش کئے جاتے ہیں ؎

گر قبول افتد زہے عز و شرف

فصل دوم

مہرشی دیانند کے خیالات

آخری گھڑی سے چند سال پہلے

امر واقعہ ۲۲ جنوری ۱۸۸۱ء

آریہ سنمارگ سندرشنی سبھا کلکتہ کا نرالا فتوے

شیو کا ناد

"مرتک شرادھ عقلاً و نقلاً نادرست و ناجائز ہے"

"۲۲ جنوری ۱۸۸۱ء بروز یکشنبہ بوقت شام سینٹ ہال راجدھانی کلکتہ میں وہاں کے روسائے اعظم اور مشہور پنڈتوں نے جمع ہو کر سوامی دیانند سرسوتی جی کی کارروائیوں کے خلاف فتوے پاس کرنے کی غرض سے یہ سبھا منعقد کی۔ مہتمم پنڈت مہیش چندر نیائے رتن پرنسپل کالج تھے ...... جس وقت مندرجہ بالا جملہ صاحبان سینٹ ہال میں جمع ہو گئے۔ تب پنڈت مہیش چندر نیائے رتن نے اس سبھا کے قائم کرنے کا خاص منشا بیان کر کے مفصلہ ذیل چار سوال پیش کئے تھے ...."

سوال ۳ - وشنو شو درگا پوجن شرادھ ودھی اور تیرتھ یاترا شاستر وکت ہے اتھوا نہیں؟ **اُتر**- ہاں یہ سب شاستر وکت ہیں۔ سنسکرت وبھاشا دونو بھاشاؤں میں ترک وترک ہوتا تھا۔ سوال کے جواب سب لکھ لئے گئے تھے۔ اور یہ سب پنڈتوں کی سہی (دستخط) ہوئی تھی۔ اب ہم تمام اُتر اور پرشن معہ پرتی اُتروں کے جو آریہ سماج کی طرف سے دیئے گئے ہدیہ ناظرین کرتے ہیں....

.... شرادھ اور ترپن سے جو اصلی مراد ہے - اُس سے ہم انکار نہیں کرتے ہمارا اعتراض تو یہ ہے کہ مردوں کے لئے شرادھ اور ترپن ہونا اور اُن کے نام سے کسی خاص قوم کے شخصوں کو بلاتمیز استحقاق کے عمدہ عمدہ بھوجن کرانا چاندی سونا بطور بعل بہا دینا عقلاً و نقلاً نادرست و ناجائز ہے،، (تتمہ جیون چرتر صہ ۱۱۳ تا صہ ۱۱۴ مرتبہ لکھشمن ایڈیشن جدید) ؎

یہ ثبوت تحریری ہے - سوالات مندرجہ بالا مع جوابات کے اطمینان کے لئے اب بھی دستیاب ہو سکتے ہیں - کدھر ہیں وہ لوگ جو سوامی صاحب ممدوح الصدر پر بڑے فخر سے مرتک شرادھ کے انویائی ہونے کا الزام لگایا کرتے ہیں؟ ذرا چشم وا کر کے مندرجہ بالا سطور پر نظر اندازی فرماویں - اور پکش پات اور سوارتھ کو طاق نسیان پر رکھ کر اپنے دعوے کی صداقت پر غور و خوض کریں - بخوبی روشن ہو جاویگا کہ اصلیت کس طرف ہے ؎

خنجر صدق اگر میان سے نکلے باہر سر بطالت کا ابھی تن سے جدا رکھا دے

امر واقعہ ۳؎ جنوری سنہ ۱۸۸۱ء

کلکتہ شہر کے ایک ویاکھیان سے اقتباس

".......... یہی بدھی سے وچار دو تو ..... جب مرے کا دوسرا جنم مان لیا - تو کون کھانے آتا ہے - دا کوئی دوسرے کے مرنے پر سورگ دیکھتا ہے پھر تمہارے جو کے بھوسے ملے ہوئے پنڈ کھانے سے کیا اُن کو اُبکائی نہ آتی ہوگی جو وا برس بھر ایک دن کھا کر سدا پیٹ بھرا رہتا ہے،، (صہ ۱۴۳ تتمہ جیون چرتر مذکور مرتبہ لکھشمن ایڈیشن جدید) ؎

سجن گن - امر واقعہ ۲؎ اور ۱؎ مہرشی دیانند کے پرلوک گمن سے دو سال پیشتر کے خیالات پر روشنی ڈالتے ہیں - اب ۱۸۸۳ء کا واقعہ آپ کی بھینٹ کیا جاتا ہے

ذرا اس کی بھی سیر کریں:۔

۱۰ صرف اقتباس ۳۱ اکتوبر ۱۸۸۹ء

برہمن لاجواب رہے

مظفر نگر میں ہل چل

"......شرادھ کے دشے پر گفتگو عام رہی۔ نہ صرف سوامی جی کے پاس بلکہ اپنے مکانوں پر بھی لوگ چرچا کرتے اور خود براہمنوں کو سمجھاتے تھے۔ کہ یہ تم نے کیا غلط بات چلا رکھی ہے۔ برہمن بیچارے ہر جگہ لاجواب ہوتے رہے...... ایک روز سوامی جی نے شرادھ کھنڈن پر ویاکھیان دیئے براہمنوں نے کچھ ڈھیلے بھی پھینکے" (جیون چرتر مذکور صفحہ ۷۹۲) :۔

پیارے احباب! اسی سلسلے میں لالہ بھگوان داس صاحب وکیل مظفر نگر کا وہ مضمون بھی قابل مطالعہ ہے جو آج سے چند سال قبل سمت ۱۹۸۱ کے "پرکاش" کے رشی انک میں درج ہوا تھا۔ جس میں وہ رقم فرماتے ہیں۔ کہ میں نے اور لالہ نہال چند نے مرتک شرادھ کی پشٹی میں ایک ایک دلیل پیش کی۔ مہرشی دیانند نے اُن کا کھنڈن کیا" غالباً مضمون نگار صاحب آج کل بھی زندہ ہوں گے۔ راستی کے متلاشی، جہان بین کے شائق اصحاب زبانی اُن سے امر مذکورہ بالا کی تصدیق فرما سکتے ہیں :۔

اس قدر قیل وقال پر بھی اگر سناتن دھرم کے کیمپ سے یہی آواز آئے کہ "ہم نہ مانیں گے" تو ناچار یہی کہنا پڑے گا کہ ؎

گراں ہے جنس اور نیت خریداروں کی ابتر ہے

اب اس بازار میں اُلفت کا سودا ہو نہیں سکتا

امر واقعہ ۴

مُردوں کا شرادھ آڈمبر ھی

فرخ آباد میں اکتوبر ۱۸۶۸ء کو وقوعہ

"...... پنڈت گوری شنکر کے مکان پر دھرم سبھا کے نام سے جلسہ ہوا ...... ۲۵ سوالات جو تیار ہوئے وہ سبھا میں سنا کر سوامی جی کے پاس بھیجے گئے (صـ ۱۴۷ جیون چرتر کلاں) ...... اکیسواں سوال شرادھ آدک ارتھات پنڈ دان آدک جس میں پتر ترپنی کے ارتھ برہمن بھوجن آدی کرتے ہیں۔ شاستر ریتی ہے یا اشاستر ریتی؟ یہ اگر اشاستر ریتی ہے تو پتر کرم کا ارتھ کیا ہے اور منو آدک گرنتھوں میں ان کا لیکھ ہے یا نہیں؟ اُتر جیتے پتروں کی شردھا سے سیوا پرشارتھ دیدانقوں سے ترپتی کرنی شرادھ اور ترپن کہلاتا ہے۔ بھوجن کبست یعنی سوارتھیوں کا لڈو آدی سے پیٹ بھرنا شرادھ اور ترپن شاستر وکت نہیں۔ کنتو پاپوں کا ارتھ کارک آڈمبر ہے۔ جو جو منو آدک گرنتھوں میں لیکھ ہے وہ پراکشپت ہونے سے ماننیہ ہے۔ انیہ کوئی نہیں" (جیون چرتر مذکور صـ ۱۴۲)

ناظرین باتمکین! مہرشی مُردوں کے شرادھ کو آڈمبر بتلا رہے ہیں۔ اور اُن کے کرنے والوں کو لوپ مگر باوجود اس کے بھی ہمارے سناتن دھرمی بھائی اُن کی پوزیشن کو مشتبہ ہی قرار دیتے چلے جا رہے ہیں۔ اُف! کتنا بڑا مغالطہ ہے۔ غلط بیانی میں کمال حاصل کرنا اسے ہی کہتے ہیں۔ راستی اور معقولیت کو جلا وطن کرنا اسی کا نام ہے ؎

باندھی ہے سب نے زیر فلک جھوٹے پر کمر شاید بگڑ گیا ہے کہیں نیل مارٹ کا

امر واقعہ ۵ ۔ ۱۸۶۸ء

مہرشی دیانند کا اعلان

سمپرمانوں کا ایک پرمان

ستیارتھ پرکاش فرسٹ ایڈیشن میں چھپی شرادھ وشے کی غلطیوں کی اصلاح کرنے اور اپنی پوزیشن صاف کرنے کی غرض سے سمت ۱۹۳۵ مطابق ۱۸۷۸ء وید بھاشیہ کے انک ۲ کے سرورق کے دوسرے صفحے پر جو اشتہار دیا تھا۔ اُس کے آخری حصہ میں مرقوم ہے۔ کہ "......... جیوتوں کی شردھا سے سیوا کر کے نتیہ ترپت کرتے رہنا پُتر آدی کا پرم دھرم ہے۔ اور جو جو مر گئے ہوں اُن کا نہیں کرنا... ......" (اشتہار کی لفظ بلفظ نقل اصل شاستارتھ میں موجود ہے)۔

صاحبان والا شان! مندرجہ بالا پرمانوں کے دیکھنے سے ایک حق پسند محقق فریقین کی دلائل کو میزان عدل میں رکھ کر صداقت کو معلوم کر سکتا ہے۔ ایک صاف باطن شخص مہرشی ممدوح کی معصومیت اور معترضین کی جدت طبع کا اقرار کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

سطور بالا حوالہ قلم کرنے کے بعد سیوک کی نظر پنڈت کالورام شاستری کے الفاظ ذیل پر پڑتی ہے:-

"........ سمت ۱۹۳۵ میں کیول ایک سدھانت بدلا۔ وہ یہ کہ سوامی دیانند پہلے مُردوں کا شرادھ مانتے تھے۔ سمت ۱۹۳۵ سے وہ جیتوں کا ہی ماننے لگ گئے تھے........"

احقر کے پرمانوں کی گاڑی چلتی چلتی ۱۸۷۸ء تک پہنچ گئی ہے۔ اب یہ ثابت کرنا در پیش ہے۔ کہ ۱۸۷۸ء میں اور اس سے قبل بھی مہرشی ممدوح الصدر مرتک شرادھ کے سخت خلاف تھے۔ تاکہ ہم شاستری جی کو شعر ذیل کے ذریعے خطاب کر سکیں:-

دیکھو نہ دیکھو بہت اتراؤ۔ ٹھنڈے ٹھنڈے چلے ہوا کھاؤ

۱۸۷۸ء سے قبل بھی سوامی دیانند مرتک شرادھ کے مخالف تھے

پنڈت کالو رام کے اعتراض کا جواب باصواب

پنڈت کالو رام جی کا دعوےٰ ہے کہ "پہلی مرتبہ ستیارتھ پرکاش چھپنے کے وقت مہرشی دیانند مرتک شرادھ کے قائل تھے رہتے کہ تین برس بعد تک مانتے رہے۔ ۱۸۷۹ء میں وہ اس کے خلاف ہوئے" آئیے ناظرین تحقیقات سے کام لیں اور مندرجہ بالا دعوے کے حسن و قبح پر ٹھنڈے دل سے غور کریں۔

امر واقعہ ۱

براہمنوں کو ...... کھلانا چاہئے

ریواڑی۔ دسمبر ۱۸۷۸ء

"...... شہر اور ریلوے سٹیشن کے دفتر میں جو چھنزیاں اور تالاب ہیں اُن میں سوامی جی کے لیکچر ہوتے رہے۔ مورتی کھنڈن۔ مرتک شرادھ کھنڈن کی تیرتھ اور وید منتر کا انہ جبکار سب کو ہے۔ (ان پر لیکچر ہوتے) ...... شرادھ میں مثال دی۔ اگر فی الحقیقت مرتک کو شرادھ پہنچتا ہے اور وہی چیز۔ تو جو لوگ گوشت خوری کے حامی ہیں۔ اُن کے واسطے برہمنوں کو گوشت کھلانا چاہئے۔ مگر وہ نہیں کھاتے۔ اس سے ظاہر ہے کہ اپنے اعمال سے سورگ نرک ملتا ہے۔ مرتک شرادھ سے نہیں (جیون چرتر مہرشی دیانند مرتبہ لکھشمن جی۔ ہندی ایڈیشن صفحہ ۵۱۶)۔

مندرجہ بالا خیالات کے اظہار کی موجودگی میں بھی مہرشی دیانند جی مہاراج کو اگر مرتک شرادھ کا پکشپاتی بتلایا جاتا ہے تو مبارک ہے۔ پنڈت کالو رام غیر سناتنی پنڈت بھی اپنے لیکچروں میں ان خیالات کا اظہار کر کے دیکھیں۔ کہ سناتن دھرم کے دربار سے انہیں کیا سرٹیفکیٹ عطا ہوتا ہے۔ اگر ۱۵ یا ۱۳ کے سخنان میں سات گول گول بھی "ٹوچ" جا ہیں۔ پنچے پڑ جائیں تو ہمارا ذمہ۔ بلکہ اندیشہ نہ

اسبات کا ہے۔ کہ شری ۵۱ دھرم دھوجی धर्मध्वजी پنڈت راج نرائن ارمان کی طرح ہمورنڈے اور دینانگر کی سرگزشت یاد کرلیں۔ پیتل کے برتن بیوں لی ملیگی اور بسترہ بغل میں دبا کر منگلنگ بھگوان وشنو منگلنگ گرڑ دھوجم " کا پاٹھ کرتے ہوئے تن تنہا سٹیشن کی راہ لینی ہوگی۔

محققین! یہ ۱۸۷۶ء کے دسمبر کا واقعہ ہے جس سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ مہرشی موصوف اُن دنوں مرتک شرادھ کا کھنڈن کرتے تھے۔ مبادا پنڈت جی یا کوئی دیگر صاحب یہ اعتراض کر بیٹھیں۔ کہ یہ تو آپ نے سال کے اخیر کا ذکر سنایا۔ کیا عجب ہے کہ وہ اس سے کئی ماہ پیشتر حق میں ہوں۔ بنا بریں ذیل میں ایک واقعہ متذکرہ بالا سے تقریباً چھ ماہ قبل کا ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے:۔

امر واقعہ ۲۔ ۱۲ مارچ تا ۱۶ اپریل ۱۸۷۶ء ملتان

گئو ویترنی ندی سے پار نہیں کر سکتی

" ہم یہ نہیں کہتے کہ برہمن کو گئودان دو۔ بلکہ یہ کہتے ہیں کہ گئو ویترنی سے پار نہیں کر سکتی ......" (رضا۔ جیون چرتر مذکورہ)

یہ الفاظ مہرشی نے ایک ویاکھیان کے دوران میں فرمائے تھے۔ سناتن دھرمی ہی ذرا انصاف و عدل کو کام میں لاکر اسبات کا فیصلہ کریں۔ کہ الفاظ مندرجہ صدر کے بیان کرنے والا شخص مرتک شرادھ میں وشواس رکھنے والا معلوم ہوتا ہے یا اوشواس رکھنے والا؟

دو واقعات ۱۸۷۶ء مطابق سمت ۱۹۳۵ کے پیش خدمت کر کے اب ۱۸۷۷ء میں قدم رکھتا ہوں۔

امر واقعہ ۳۔ ستمبر ۱۸۷۷ء

شہر جالندھر کے ایک ویاکھیان کا عطر

مرے کو کھیر ۔ جیتے کو تیر

"...... ایک دن سوامی جی نے مرتک شرادھہ کھنڈن پر ویاکھیان دیا تو دوسرے دن اُسی مکان پر پنڈت رام دت جی آنریری مجسٹریٹ نے اس کا کھنڈن کیا گرڑ وغیرہ پرانوں کے پرمان دیئے ۔ وید کا کوئی منتر نہیں سنایا ۔ اور اعتراض کیا کہ جب سوامی جی کہتے ہیں کہ مرتکوں کے شرادھہ نہیں ۔ تو وہ پتا کو تو زندہ بتلا دینگے ۔ مگر پتامہا اور پرپتامہا کس کے بناوینگے؟ .... دوسرے دن سوامی جی چار وید ۔ چھ شاستر ۔ اُپنشد وغیرہ سب گرنتھ اپنے ساتھ لائے ۔ اور وہاں ہی ویاکھیان دیا فرمایا ۔ کہ جس کو اچھا ہو آن کر بحث کرے کہ شرادھہ زندوں کے ہی ہیں یا نہیں! اگنی کھواتہ وغیرہ شبدوں کے ارتھ کئے گئے ۔ اور کہا کہ ان کے ارتھ لئے جاویں ۔ تو اگنی میں جلا ہوا کبھی آ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں ۔ اسی طرح جو چوبیس برس ودیا پڑھے وہ پتامہا اور جو ۴۸ برس پڑھے وہ پرپتامہا ہو سکتا ہے (دیکھو منو سمرتی ادھیائے ۳) یہ تینوں صرف جیتے ہوؤں کے نام ہیں ۔ مُردوں کے نہیں ۔ اسی طرح فرمایا ۔ کہ جب پنڈت کی ویدی بناتے ہیں ۔ تو اُس کے گرد یہ منتر پڑھکر لکیر پھیر دیتے ہیں *

ये रूपाणि प्रतिमुञ्चामाना असुराः सन्ति सुध्या चरन्ति। परापरोनि परो अग्निष्टान् लोकान् प्रोद्दुतुमात् प्रो णाहिन: ॥

جس کا پریوجن یہ ہے ۔ کہ بھوت پریت اُن کے نزدیک نہ آویں ۔ مگر خیال نہیں کرتے ۔ کہ اُس کے گرد یہ منتر پڑھنے سے مکھی تو اُڑ نہیں سکتی ۔ بھوت پریت کیسے دور ہو سکتے ہیں؟ ایسے خیالات محض باطل ہیں .... شرادھہ کے کھنڈن کے روز ڈیرے پر آکر لالہ سُرجن مل کھتری ملہوترہ سکنہ بستی غنات سے بہت آدمیوں کے روبرو ذکر کیا ۔ اگر کوئی پنڈت ہو تو ہم اُسے بتلا دیں ۔ کہ اصل

کیا ہے۔ وہاں پنڈت شوٗرام جی بیٹھے ہوئے تھے۔ اُنہوں نے کہا کہ یہ پنڈت ہیں تب اُن سے کہا کہ یہ لفظ پتر पितृ جیتے پر آتا ہے یا مرے پر۔ نرپکش ہو کر کہئے پنڈت جی نے کہا کہ دیاکرن کی رو سے تو جیتے پر آتا ہے۔ کیونکہ پالنا اور رکھشا کرنے والے ہی کو پتر کہتے ہیں۔ تب سوامی جی نے کہا کہ ہم بھی تو جیتے کا ہی کہتے ہیں۔ یہ تو نہیں کہتے کہ مرے کو کیمبر جیتے کو تیر۔ (صفحہ ۲۴۲ جیون چرتر مذکور)

جالندھر میں سوامی جی نے مرتک شرادھ کی اتنی قلعی کھولی کہ اچھے اچھوں نے مرتک شرادھ کو تلانجلی دے دی ہو گی۔ مگر پنڈت کالو رام جی کو اس سے غرض؟ انہیں تو غلط فہمی پیدا کر کے اپنا اُلو سیدھا کرنا مقصود ہے۔ یا تجاہل عارفانہ سے کام لیکر پبلک کی آنکھوں میں ریت پھینکنے کی سعی کرنا مدنظر ہے۔

امر واقعہ ۲۶ اگست ۱۸۷۷ء

گورداسپور کا واقعہ

"اور اسی طرح تناسخ۔ شرادھ اور آریہ ورت کی پورانی حالت پر دیا کھیان دئیے اور تمام باتیں جو آریہ بننے کے لئے ضروری ہیں۔ خلاصۃً بیان کیں صفحہ ۲۴۲ .... ایک دن شرادھوں کے ذکر میں فرمایا۔ کہ دیکھو براہمن پتروں کو تل اور جو دیتے ہیں۔ اور خود کھیر اور لڈو اڑاتے ہیں" (صفحہ ۲۴۴ جیون چرتر مذکور)

کہو سناتن دھرمیو! کچھ تسلی ہوئی یا نہیں؟ اگر ہنوز دل میں ذرا سا بھی ملال باقی ہے۔ تو اور سنو۔ اور خوب کان کھول کر سنو۔

امر واقعہ ۱۸۷۷ء

میرٹھ میں افواہ

شرادھ نہ کرنے پر ... والا فقیر رشی نیا متمد

"......شہر بیں مشہور ہو گیا۔ کہ ایک نیتہ ناستک موُرتی کا کھنڈن کرنے والا اور شرادھوں کے نہ ماننے والا آیا ہے (جیون چرتر مذکور ص۳۰۶)

اِس قدر زبردست اور کثیر التعداد پرمانوں کی موجودگی میں یہ شاستری کالو رام جی میں ہی "حوصلہ" ہے۔ کہ ناحق ایک پوتر آتما پر غلط الزام لگا سکتے ہیں۔ اے کاش قلم۔ ہاں وہ منحوس قلم ہی ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو جاتی۔ جس نے کہ یہ الفاظ رقم کئے تھے تاکہ ایک معصوم اور بے گناہ رُوح تو اس سے گھائل ہونے سے بچ جاتی۔ اور ہمیں اِس شعر کا وِرد نہ کرنا پڑتا ؎

ہر گھڑی حملے تیرے رہنے لگے ہم منصف — تیری چوٹوں سے تڑپ کر نہ کراہیں کیونکر

امر واقعہ ۱۸۷۶ء

کاغذی شہادت

رگ وید آدی بھاشیہ بھومکا سے چند الفاظ

तत्र विद्वत्सु विद्यमानेष्वेतत्कर्म संघटते नैव मृतकेषु। कुतः तेषां प्राप्त्यभावेन सेवनाशक्यत्वात्॥

ترجمہ۔ یہ ترپن آدی کرم وِدیمان ارتھات جیتے ہوئے جو پنڈت ہیں۔ اُنہی میں گھٹتا ہے۔ مرے ہوؤں میں نہیں۔ کیونکہ مُرتکوں کا پرتیکش ہونا اسمبھو ہے۔ اس لئے اُن کی سیوا نہیں ہو سکتی تا (صہ ۲۶۶ مطبوعہ بار سوم)

شائد تحریری شہادت کے بغیر پنڈت جی یا اُن کے کوئی بھائی بند اعتراض کر دیتے۔ کہ صاحب! زبانی شہادت غیر معتبر ہوتی ہے۔ بنا بریں ۱۸۷۶ء کی چھپی رگ وید آدی بھاشیہ بھومکا سے سوامی جی کی شرادھ کی نسبت رائے درج کر دی گئی ہے۔

مندرجہ صدر چودہ پرمانوں کے ملاحظہ کرلینے کے بعد بھی اگر شاستری کالورام جی اپنے دعوے کو داخل دفتر نہ کریں۔ تو سوائے اس کے ہم کیا سمجھیں کہ صاحب ممدوح دام تعصب میں بری طرح گرفتار ہیں پبلک کو گمراہ کرنے کی سعی ناجائز کرتے ہیں۔ اور ہمیں خواہ مخواہ شکوہ و شکایت کا موقع دیتے ہیں ؎

نہیں واجب ہے ٹیڑھی چالیں چلنا بندہ پرور آپ
سمجھنے کا زمانہ لوگ پیچ و خم سمجھتے ہیں ❋

فصل سوم

کیا قبل از ۱۸۷۵ء مہرشی مرتک شرادھ کے معتقد تھے؟

پرمانوں کی جھڑی

نہ مجھ کو اپنے عزیز جانیں پرائے دیتے ہیں لاکھ طعنے
کیا زمانے نے مجھ کو رسوا ہزار تہمت لگا لگا کر

باب اول میں چودہ امور واقعات کی بنا پر یہ نتیجہ نکالا گیا ہے۔ کہ مہرشی دیانند جی مہاراج کا منتویہ جیوت پتروں کا شرادھ تھا۔ مرتکوں کے شرادھ کے وہ سخت خلاف تھے۔ ستیارتھ پرکاش فرسٹ ایڈیشن ۱۸۷۵ء مطابق سمت ۱۹۳۲ بکرمی میں طبع ہوئی۔ جس کی اشتہاریوں کے کارن سوارتھیوں کو شوروغوغا مچانے کا موقعہ ملا۔ اپنے پکش کی پشٹی میں راقم الحروف نے صاحب ممدوح کے ٹریکٹ ۱۸۸۱ء اغاثت کے دیا گھیاتوں اور شنکا سمادھانوں سے مختصر اقتباسات درج کرنے کے علاوہ انکی

تصنیف کردہ کتب کی بھی شہادت پیش کی ہے۔ نیز سناتن دھرم کے ایک پرسدھ پنڈت کی رائے تصدیق کے لئے ہدیہ ناظرین کی گئی ہے۔ ۱۸۹۳ء میں مہرشی جی کا پرلوک گمن ہوا سمت ۱۹۲۰ مطابق ۱۸۶۳ء میں آپ نے دھرم پرچار کے عظیم الشان کام کا منگلا چرن کیا تھا۔ ہمارے سناتن دھرمی دوست جو کہ بوجہ کمزوری پکش ہمیشہ پینترے بدلتے رہتے ہیں۔ ممکن ہے باب اول کے مطالعے کے بعد یہ اعتراض کریں۔ کہ ۱۸۷۵ء سے پورو ارتھات ستیارتھ پرکاش فرسٹ ایڈیشن کے تصنیف کرنے کے زمانے تک تو وہ سدھانت مذکور کے قائل تھے اگر اس نکتے کو دھیان میں رکھا جائے۔ کہ آریہ سماج پہلے پہل بمبئی میں ۱۰ اپریل ۱۸۷۵ء کو قائم ہوئی۔ تو مذکورہ بالا اعتراضات کا جواب خود بخود مل جاتا ہے۔ مگر آریہ سماج کو جس قسم کے مخالفوں سے پالا پڑا ہے وہ کب اصول کی پرواہ کرتے ہیں؟ اس لئے اگر ان چند اوراق میں بال کی کھال کھینچنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ ۱۸۶۳ء اور ۱۸۷۵ء کے درمیانی زمانے میں مہرشی موصوف کے سدھانت شرادھ کی نسبت کیا وچار تھا۔ اس پر روشنی ڈالنی پڑی۔ تاکہ ایک دیرینہ غلط فہمی دور ہو کر آریہ سماج اور اس کے پرورتک کی پوزیشن شک و شبہ سے بالاتر ثابت ہو جائے

لیجئے ناظرین! اب پرمانوں کا دفتر کھلتا ہے۔ ذرا ہوش سے سنتے جائیے۔ ذیل میں جو کچھ حوالہ قلم کیا گیا ہے۔ وہ صحت کے لحاظ سے اپنی نظیر آپ ہیں۔ اور اگر مزید چھان بین کی ضرورت محسوس ہو تو اصل کتابوں کی ورق گردانی کر کے اطمینان فرمائیے۔

بال باندھے ہوئے کہتا ہوں میں راست بچ بچ
فرق باتوں میں میری بال برابر کیوں ہو

امر واقعہ ۱۔ پونا میں مرتک شرادھ کا زبردست کھنڈن
(اگست ۱۸۷۵ء)

"..... براہمنوں نے سب لوگوں کو جال میں پھنسا کر اس قسم کے برت اپواس

انڈیا میں شرادھ وغیرہ اور مورتی پوجا پر وید ودھ کرموں میں گننی کر چلانا شروع کیا......“ (اپدیش منجری صفحہ ۱۱) ؛

”اس وقت پتر کیا سمجھے گئے ہیں جو مُردوں کا شرادھ اور ترپن سمجھا جاتا ہے ردّ دلائل سے ان کو پتری سمجھانا چاہئے۔ ویدوں کی بنیادی ہدایت چھوڑ کر اور سچے گروں کو خیرباد کہکر پاکھنڈی وغیرہ ترپن میں گھس گئے۔ اور حقیقت شرادھ ہونے لگا یہ پاکھنڈ نہیں۔ تو اسے اور کیا کہنا چاہئے؟“ (اپدیش منجری صفحہ ۲۳) ؛

پاٹھک! یہ تو ہوا تقریری ثبوت۔ اب سنئے تحریری۔ پھر خود ہی اندازہ لگائیے کہ مہرشی دیانند اس سال مرتک شرادھ کے خلاف تھے یا حامی ہیں؟

امر واقعہ ۲- سنسکار ودھی مطبوعہ ۱۸۷۵ء کی شہادت

پہلی سنسکار ودھی جو باد پیش سمت ۱۹۳۲ مطابق ۱۸۷۵ء میں تیار ہوئی اس میں مُردوں کے شرادھ کی تردید موجود ہے دیکھو صفحہ ۱۵۰ (منقول از اگیان ناشک)

صاحبان ذی شان! کیا مندرجہ بالا شہادتوں پر بتشکر غور مبذول کرنے کے بعد بھی کوئی نکتہ سنج اور حق پسند شخص اپنی چھاتی پر ہاتھ رکھکر یہ کہنے کا حوصلہ کر سکتا ہے کہ سوامی جی ۱۸۷۵ء تک مُردوں کے شرادھ کے معتقد رہے؟ اب ملاحظہ فرمائیے اس سے ایک سال بیشتر کا عقیدہ! ؛

امر واقعہ ۳- آریہ سندھیا سے ثبوت (۱۸۷۴ء)

(اول) ”......سوامی جی نے پہلے پہل بھاشیہ سہت سندھیا بزبان سنسکرت مطبوعہ اسوج سمت ۱۹۳۱ مطابق اکتوبر ۱۸۷۴ء میں چھپوائی ہے۔ جو ستیارتھ پرکاش مذکور سے ایک سال قبل طبع ہوئی۔ اس کے صفحہ ۱۶ پر مرتک شرادھ کا کھنڈن موجود ہے۔ یہ آریہ پرکاش پریس میں چھپی ہے“ ؛

(دوم) یہی سندھیا جو اسی سال پھر نولکشور پریس میں چھپی ہے۔ اس کے

صفحہ ۱۰ پر بھی مُردوں کے شرادھ کا کھنڈن موجود ہے۔ (نسخہ گیان اشنک صہ ۵۱)

امر واقعہ ۴- پنچ مہا یگیہ ودھی سے اقتباس (مطبوعہ [illegible]ء)

अनेन प्रमाणेन मृतकयोश्च विद्यमानान्
पितॄन् श्रद्धया सत्कारेण तृप्तिं कुर्यादिति
अभिप्रायः ॥

ترجمہ :- ان (مندرجہ بالا) پرمانوں اور یُکتی سے بھی موجود زندہ بزرگوں کو شردھا پُروک ستکار سے ترپت کرے ۔

پیارے احباب! مذکورہ بالا تین تحریری شہادتیں مہرشی موصوف کی پوزیشن ۱۸۷۵ء کی نسبت صاف بتلا رہی ہیں۔ مگر چونکہ بعض کم فہم اشخاص نے سر دست بازار میں یہ خیال پھیلا رکھا ہے۔ کہ انہوں کا قول کچھ تھا اور فعل کچھ۔ یعنی کتابوں میں تو کچھ لکھ دیتے تھے۔ اور زبانی لیکچروں میں اس کے برخلاف بیان کر دیتے تھے۔ لہٰذا قرین مصلحت ہے کہ سنہ مذکور کے کسی لیکچر کا بھی ذکر کیا جاوے ۔

امر واقعہ ۵- ہاتھرس میں مرتک شرادھ کی پول کھل گئی

کنھیا لال الکھ دھاری کی تصدیق

"...... سوامی جی نے ایک دیا کھیان مرتک شرادھ کھنڈن پر دیا۔ اور لوگوں پر اس کے متعلق ہونے کی اچھی طرح قلعی کھول دی ...... اس لیکچر شرادھ والے کی نسبت منشی کنھیا لال الکھ دھاری نے اپنے ایک رسالے نیتی پرکاش میں اس طرح لکھا ہے کہ ایک اُپدیش دیانند سرسوتی نے عوام میں کیا۔ وہاں کے براہمن ڈر گئے۔ کہ انہوں نے ہماری روٹیوں کو کھو دیا۔ اور ہماری چڑیوں کو جال میں سے نکالا ہے۔ اصل تو یہ غرض مند اپنے نفع کی خاطر جانور کو آدمی بننے نہیں دیتے۔ بلکہ آدمی کو جانور بنایا کرتے ہیں ۔

(رسالہ نیتی پرکاش ماہوار صفحہ ۱۹۔ ۱۸۷۲ء (جیون چرتر کالم صفحہ ۳۲۴ مرتبہ لکشمن)

امر واقعہ ۶ - شرادھ اور پنڈدان کی تردید (سنہ ۱۸۷۳ء)

"...... ۲۸ مئی سنہ ۱۸۷۳ء کو شری سوامی دیانند پڑھنے گئے۔ وہاں ایک دن چھ بجے سے آٹھ بجے تک سبھا ہوئی ...... مورتی ۔ پوران ۔ شرادھ اور پنڈدان ان چاروں شئیوں کا سوامی جی نے اس سبھا میں کھنڈن سنایا (جیون چرتر کلاں اولڈ ایڈیشن مرتبہ پنڈت لیکھرام آریہ مسافر صفحہ ۲۰۵)"

مہرشی دیانند اور آریہ سماج کے نکتہ چینو! تم تو لوگوں میں وعظ کرتے پھرتے ہو کہ آریہ سماج نے سنہ ۱۸۷۵ء کے بعد مرتک شرادھ کو تیاگ کیا ہے۔ مگر یہاں یہ بات ثابت کر کے دکھلا دی گئی۔ کہ سنہ ۱۸۷۳ء میں بھی اس غلط عقیدے کے بخیے ادھیڑے جا رہے تھے۔ کیا اب بھی تم وہی راگ الاپنا جاری رکھو گے؟

امر واقعہ ۷ - پٹنہ میں جعلی ہنڈی ہند (سنہ ۱۸۷۲ء)

"...... سنہ ۱۸۷۲ء میں سوامی جی نے شہر پٹنے میں مورتی پوجا۔ شراب ماس کھانے اور مردوں کے شرادھ کی اس زور سے تردید کی کہ بڑی ہلچل مچی ......" (جیون چرتر کلاں اولڈ ایڈیشن صفحہ ۱۰۵)

امر واقعہ ۸ - داناپور میں پوپ ٹیکس کی ہڑتال (سنہ ۱۸۷۲ء)

سنہ ۱۸۷۲ء کے انت میں جو ویاکھیان داناپور میں ہوئے۔ ان میں سے مردوں کے شرادھ کا کھنڈن بھی ایک وشے تھا۔ جس کی چرچا جیون چرتر اولڈ ایڈیشن سنہ ۱۸۷۰ سے کی گئی ہے۔ (آدی ستیارتھ پرکاش اور آریہ سماج کے سدھانت)

ہمارا اشہب قلم اس وقت سنہ ۱۸۷۲ء کے سال سے قلانچ لگا کر یکلخت سنہ ۱۸۶۹ میں قدم رکھتا ہے۔ ناظرین اس کی لغزشوں کو نظر انداز کرتے ہوئے مندرجہ ذیل واقعہ کو بگوش ہوش سنیں۔

امر واقعہ ۹ - کاشی کی دی ہوئی ویوستھا

سناتن دھرمیو! اپنے گھر کی بات تو مانو

۲ مئی ۱۸۶۹ء کو فرخ آباد شہر میں جوالا پرشاد نامی ایک سناتنی نے مہرشی دیانند کی مخالفت میں کاشی کے پنڈتوں کی دی ہوئی ویوستھا کی نقل لاکر اشتہار دیواروں پر چسپاں کردیئے۔ اس ویوستھا میں مرقوم تھا کہ

पुराणानां प्रमाणिकत्वे सिद्धे गयाश्राद्धादि कृत्यानि प्रामाण्यं निर्विवाद मेवेति सर्वमन-नवम् ॥

(الفاظ خط کشیدہ کا مطلب یہ ہے کہ گیا شرادھ وغیرہ کا پرانک ہونا دوادر ہت ہے)۔ اس ویوستھا کے نیچے سوامی جی کو بہت سی گالیاں دی ہیں۔ انت میں کہا ہے کہ ان کا کہا نہ مانو۔ اس کے آگے بنارس دستخط آدی پندرہ پنڈتوں کے دستخط ہیں ان (جیون چرتر کلاں مرتبہ لکھشمن داس ۱۷۶)

امید ہے ناظرین یا تمکین بخوبی سمجھ گئے ہونگے کہ دکھن میں مہرشی دیانند کے مورتی پوجا وغیرہ کا کھنڈن کرنے پر وہاں کے پوراانکوں نے کاشی کے ودوانوں سے یوستھا لی۔ اور اس میں پوراانک سمپردائے کے جس جس منتویہ کا صاحب ممدوح کھنڈن کرتے تھے۔ اس اس کا منڈن درج کرایا۔ تاکہ کچھ نہ کچھ وسیلہ عوام کو پھنسائے رکھنے کا بنا رہے۔ چونکہ شرادھ مفت خوروں کے جیون اور پران ہیں۔ اس لئے یوستھا مذکور میں ان کے گورد لئے گیا پنڈ دان کی بھی زبردست تائید لکھوائی۔

افسوس! مطلب پرستی اور پکھشپات کی زنجیر میں گرفتار ہو کر ہمارے سناتن دھرمی مخالف دیدہ دانستہ راستی کا خون کرنے پر کمر بستہ ہو جاتے ہیں۔ اپنے گھر تک کے پرمانوں پر بھی توجہ نہیں دیتے۔

ٹال جاتے ہیں جو ان سے کہئے بات مطلب کی چبا جاتے ہیں

آیئے ناظرین! اس سے دو سال پیشتر کے واقعات کی نسبت بھی آپ سے کچھ عرض کریں :-

امر واقعہ نمبر ۱۰ - انوپ شہر کا واقعہ (سنہ ۱۸۶۷ء)

"...... پنڈت سکھانند جی کا شرادھ وشئے پر وچار ہوا ...... سوامی جی (اس طریق پر زندہ کا شرادھ کہتے تھے۔ کہ برہمی کا پنڈ بنا کر منتر سے براہمن کے ہاتھ میں دے دیجیے اور اسے کھلا دیں" (جیون چرتر مرتبہ لکشمن صفحہ ۱۳۰)+

امر واقعہ نمبر ۱۱ - رام گھاٹ میں کنٹھی گنڈوں کا نشیدھ (جولائی ")

"...... شرادھ کا نشیدھ اور مورتی اور تلکوں کا بھی نشیدھ کرتے تھے" (جیون چرتر اولڈ ایڈیشن صفحہ ۸۳)+

امر واقعہ ۱۲ - دو پنڈتوں کا بیان (")

"...... سنہ ۱۸۶۷ء کا ذکر ہے۔ کہ جب سوامی جی بمقام انوپ شہر لالہ بابو کی کوٹھی پر ٹھیرے ہوئے تھے۔ آپ کی نسبت پنڈت چھوٹے لال و پنڈت کرونا نند گوڑ ساکن انوپ شہر نے متفق اللفظ ہو کر بیان کیا۔ کہ سوامی جی کا حکم تھا۔ کہ زندوں کا شرادھ کرنا چاہیے" (جیون چرتر اردو اولڈ ایڈیشن صفحہ ۸۶)+

امر واقعہ ۱۳ - زندوں کے شرادھ کی ہدایت (" ")

"...... میا رام جاٹ نمبردار شفیع نگر اور اوروں کے ملنے پر سوامی جی نے زندوں کے شرادھ کی ہدایت کی" (" " صفحہ ۱۱۸)

مندرجہ بالا تیرہ پرمانوں کے ہدیۂ ناظرین کرنے کے بعد سناتن دھرم کے دِردوانوں پنڈت کالو رام شاستری و منشی رلیا رام امرتسری وغیرہ کو ڈنکے کی چوٹ سے

چیلنج

دیا جاتا ہے۔ کہ ان کا کھنڈن کر کے دکھلائیں۔ اور سوامی جی مہاراج کو مرتک شرادھ کا پکش پاتی سدھ کرنے کے لئے اپنے ثبوت پیش کریں۔ ورنہ آئندہ اس قسم کی غلط فہمیاں پھیلانے سے کان پر ہاتھ رکھیں۔

دل میں بھی میرے تمل ہو کیا باندھو گے خنجر
دیکھوں تو تمہیں باندھنی آتی ہے کمر بھی

آہ! جس مہان آتما نے پراچین ویدک دھرم کو پنر جیوت کرنے کے لئے اپنا تن من دھن سواہا کر دیا۔ اسے ہی بدنام کرنے کے لئے رنگت سنہ عنصر لیے کھڑے جاتے ہیں۔ سناتن دھرمیو! ہندو بھائیو! سچ کہو انصاف سے۔

گریبان میں ذرا منہ ڈال کر دیکھو — کہ تم نے اس وفا پر ہم سے کیا کی

آپ کی اس قدر زبردستیوں اور احسان فراموشیوں کے صلے میں ہماری زبان سے تو پھر بھی یہی کلمہ نکلتا ہے۔

ستم ہی کرنا۔ جفا ہی کرنا۔ نگاہ الفت کبھی نہ کرنا
تمہیں قسم ہے ہمارے سر کی ہمارے حق میں کمی نہ کرنا

باب سوم

فصل اوّل

سناتن دھرم کے چند عذرات اور ان پر تنقیحاتی نظر

وہ کہتے ہیں کہ مردہ آن کر جیسے کنا گت کو

یہ بتلاتے کہ زندہ ہی فقط کر سکتا بھوجن ہے

عذر نمبر ۱) گو کھرڑ کے مباحثہ میں ہمارے سناتن دھرم کے پنڈت جی مرتک شرادھ کی سستا کو بالکل ثابت نہیں کر سکے۔ مگر ہاں ہم جب تک ہمارے دل میں شکوک باقی ہیں۔ ہم کس طرح اسے چھوڑ کر آریہ سماج کے کتھن انوکول زندہ پتروں کے شرادھ پر قناعت کر سکتے ہیں؟ جبکہ اس کی تنزلی ہو کر مریادا انوسار چلنے سے کوئی انسان زندہ ماتا پتا کی سیوا کر ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ لڑکا اپنی چھوٹی سی عمر میں گوروکل چلا جاتا ہے۔ ادھر وہ تعلیم پا کر پچیس سال کی عمر میں گھر لوٹتا ہے۔ ادھر اس کا باپ پچاس برس کی عمر میں ہونے کے سبب بان پرستھ میں داخل ہو کر جنگلوں میں چلا جاتا ہے۔ پھر بتلائیے لڑکے کو اپنی باپ کی سیوا کا موقعہ کب مل سکتا ہے؟

سمیکھشا پرتال) شاباش۔ آپ نے اپنی کمزوری اور شکست کو تو تسلیم کر لیا رہے آپ کے عذرات۔ سو وہ بھی سنا دیجئے۔ ان کی بھی مزاج پرسی صدق دل سے کی جاوے گی۔

آپ کا پہلا ہی عذر اور وہ ہی غلط فہمی و ناواقفیت پر مبنی۔ یا تو مہرشی دیانند جی

مہاراج کے گرنتھوں سے آپ ناآشنا ہیں۔ یا تجاہل عارفانہ سے کام لیتے ہوئے یہ اعتراض دھر گھسیٹا ہے۔ سنسکار ودھی کے بان پرستھ پرکرن میں صاف لکھا ہے کہ "بان پرستھ کرنے کا وقت پچاس سال کے بعد ہے۔ جب پُتر کے بھی پُتر ہو جاوے" اس پرمان کے انوسار جب تک پُتر کے پُتر نہیں ہو جاویگا۔ تب تک پُتر اپنے پِتا کی سیوا خاطر خواہ کر سکتا ہے۔ اور پھر ماتا کی تو مرتیو تک کر سکتا ہے۔ اس بارے میں منو جی مہاراج کی بھی یہی رائے ہے۔ منوسمرتی ادھیائے ۶ شلوک ۲ و ۳ ۔

गृहस्थस्तु यदा पश्ये द्वली पलितमात्मन
अपत्यस्यैव चापत्यं तदारण्यं समाश्रयेत् ॥ मनु० ६।२॥ ارتھ۔ جب گرہستھی اپنے آپ کو حالت پیری میں دیکھے اور بیٹے کے بیٹے یعنی پوتے کو دیکھے تو جنگل میں قیام کرے۔

संत्यज्य ग्राम्यमाहारं सर्वं चैव परिच्छदम्।
पुत्रेषु भार्यां निक्षिप्य वनं गच्छेत्सहैव वा॥३॥
ارتھ۔ آہار اور دستر آدی سب اُتم اُتم پدارتھوں کو تیاگ اور پُتروں کے پاس استری کو چھوڑ یا اپنے ساتھ لے کے بن میں نواس کرے۔

अग्नि होत्रं समादाय गृह्यं अग्नि परि-
च्छदम्। ग्रामादरण्यं निसृत्य निवसेन्नियते-
न्द्रिय॥४॥
ارتھ۔ اگنی ہوتر کو اور سمہ سامگری کے گھر کی اگنی کو لے کر اور اندریوں کو روک کر گاؤں سے نکل جنگل میں رہے۔

بان پرستھی کے لئے منوسمرتی میں "अनादत्त:" لکھا ہے یعنی وہ دان نہ لیوے۔ اس سے پُتر کا اس کو سامان پہنچانا ہی سدھ ہے۔ افسوس

سوامی جی مہاراج کے کتھن پر دھیان نہ دے کر خواہ مخواہ آپ شنکا ساگر میں غوطے کھاتے ہیں۔ اور ناحق ستیہ دھرم میں شمولیت سے باز رہتے ہیں ٭

اگر بفرض محال مُردہ پتروں کا ہی شرادھ تسلیم کر لیا جاوے۔ تو بھی اسمبھو ہے۔ کیونکہ وید بھگوان کی رُو سے منش کی پیرائش عمر عموماً سو سالی ہے۔ سو سال تک جیوت رہنے کی پرارتھنائیں عام طور پر ویدوں میں پائی جاتی ہیں ٭

چھاندوگیہ اپنشد پرپاٹھک ۳ کھنڈ ۱۶ کے اُپدیش کے مطابق ہر ایک شخص کو پچاس سال کی عمر کے بعد گرہستھ چھوڑ جنگل کی راہ لینی چاہئے۔ اس کتھن سے مُردوں کا شرادھ اسمبھو ہونے میں ذرا بھر بھی شُبہ نہیں ہے۔ فرض کرو۔ ایک شخص کا نام جگدیش ہے جب وہ چوبیس برس کے بعد گرہستھ آشرم میں پرویش ہوا اور پچیس برس کی عمر میں اُس کے ہاں ایک "امرت" نامی پُتر پیدا ہوا۔ اب "امرت" چوبیس برس کی عمر کے بعد گورو کل سے نکل کر وواہ کراتا ہے اور گرہستھ میں پرویش کرتا ہے اور پچیسویں برس میں اس کے ہاں بھی ایک پُتر "موہن" نامی اُتپن ہوتا ہے۔ اب جگدیش تو پچاس سال کی عمر کے بعد اپنے پوترے موہن کی تولید کے بعد بان پرستھ میں پرویش ہوتا ہے۔ اب بتاؤ کہ "امرت" کس پتا کا شرادھ کرے ؟ اسی طرح پچیس برس اور گذر جاتے ہیں۔ کہ موہن کے گھر "پریم" نامی پُتر کا جنم ہوتا ہے۔ اور چوتھائی صدی کے بعد "پریم" کے گھر بھی ایک لخت جگر "دیو" نامی پیدا ہوتا ہے اب "دیو" کی اُتپتی کے پشچات۔ دیو کے پتا "پریم" کا پتا مہا "جگدیش" سو برس کا ہو جاتا ہے۔ اور امرت کی عمر ۷۵ سال اور موہن کی عمر ۵۰ سال کی ہے۔ اب سوچئے پریم کس کا مرتک شرادھ کرے ؟ "پریم" کا پتا "موہن" موجود ہے۔ پتا مہا "امرت" بھی زندہ ہے۔ اور پرپتا مہا یعنی پڑدادا "جگدیش" بھی زندہ ہے غرضیکہ تینوں زندہ ہیں۔ فرض کرو جگدیش گذر جاتا ہے۔ اُس کا پُتر "امرت" ہنیاس

ہیں ہے۔ اور مرتک شرادھ نہیں کر سکتا۔ جگدیش کا پوترا "موہن" بان پرستھ میں بیٹھا ہے۔ وہ بھی شرادھ نہیں کر سکتا۔ پھر شرادھ کون کرے گا؟

آپ کے ہاں۔ یعنی پوراننک مت میں مردہ پتا دادا پڑدادا کا مرتک شرادھ کیا جاتا ہے۔ پڑدادا تک کی حد مقرر کرنا جیوت پِتری شرادھ کا زبردست ثبوت بھی کیونکہ ہو سکتا ہے۔ کہ پرپتامہا سو سال سے کچھ برس زیادہ زندہ رہے ٭

پتلا

पितृस्य स्वधायिभ्यः स्वधानमः।
पितामहेभ्यः स्वधायिभ्यः स्वधानमः॥
यजु अ० १९ मं० ३६

एतत्ते प्रततामह स्वधाये चत्वामनु॥ ७५॥ एते ततामह स्वधायेच त्वामनु॥ ७६॥ अथर्व १८ पितरः पितामहा परेऽवरे ततास्ततामहाः। सं स्कारविधि विवाह प्रकरण॥ पिता-महांस्तथाऽऽदित्यान् श्रुतिरेषासना-तनी॥ मनु ३-२८४॥

مقصد بالا پرمانوں میں تین پشتوں کے شرادھ کا ودھان ہے۔ یگیہ ولکیہ سمرتی کے ٹیکا کار وگیان ایشور جی لکھتے ہیں:-

श्राद्धं द्विविधं पार्वणमेकोद्दिष्टमिति। तत्र त्रिपुरुषोद्देशेन यत्क्रियते तत्पार्व-णम॥ श्राद्ध प्रकरण॥

ارتھ۔ شرادھ دو پرکار کا ہے۔ پاروَن اور ایکودِشٹ۔ تین پُرشوں کے اُدیش سے جو کیا جاتا ہے۔ وہ پاروَن اور ایک پُرش کے

مندرجہ بالا بیان سے صاف عیاں ہے۔ کہ جیوت پتروں کی ہی سیوا ہو سکتی ہے۔ خواہ دو برس یا چار برس کا قلیل عرصہ ہی کیوں نہ ہو۔ اگر سناتن دھرمی باقاعدہ چارہ آشرموں کا پالن کریں۔ تو مرتکوں کا شرادھ کرنا ہی ناممکن ہے پس ۵ شیل وان۔ گن وان اور ویر آدک کا آدر کیجئے

"میرے باپ کو سو پہنچیگا" پر یہ نشچہ تیج دیجے

عذر ۴ - جب لڑکا پچیسویں سال تک گورو کل میں رہے۔ اور چھبیسویں سال میں واپس آئے۔ ۲۷ ویں میں شادی اور ۲۸ ویں میں لڑکا پیدا ہوا۔ اب اُسے ۸ ویں سے ۲۵ ویں تک گورو کل میں رہنا ہے۔ تو ۲۸ + ۲۵ = ۵۳ سال کی عمر میں لڑکا گھر آئے۔ اب دید اور ستیارتھ پرکاش میں ۲۵ ویں سال تک برہمچریہ اور پچاسویں سال تک گرہستھ اور پچھترویں سال تک بان پرستھ اور سو برس کی عمر میں سنیاس لکھا ہے۔ ۵۰ برس کی عمر میں جب کوئی شخص گرہستھ کو چھوڑ کر بان پرستھ کے لئے جنگلوں میں چلا جائیگا۔ تین سال گذرنے کے بعد لڑکا گورو کل سے واپس آئے گا۔ بتلائیے وہ سیوا کس کی کریگا؟ پتا تو اُس کا بنوں میں ہوگا سو دادا سنیاس میں۔ بڑدادا سورگ میں ۔:۔

بقیہ حاشیہ صہ ۱۲۳ - اُدیش سے جو کیا جائے۔ وہ اُسکو درشٹ کہتے ہیں۔ یہ تین پشتوں کا شرادھ بھی ثابت کرتا ہے۔ کہ رشیوں کے زمانے میں جیوت کا ہی ہوتا ہے۔ کیونکہ اتنے ہی پرشوں کا زندہ رہنا ممکن ہے۔ کیونکہ کوئی کوئی پرش اپنے پرپوترے کا مکھ دیکھ سکتا ہے۔ یدی یہ مرتک شرادھ ہوتا۔ تو یہ نیم لگانے کا کیا پریوجن تھا؟ جیسے اننت دیوں کو بلا لیتے ہیں۔ ویسے ہی ست یُگ کے پتروں سے لے کے پہلی تمام پشتوں کو بلا لیتے۔ کیونکہ دراصل

سمیکھشا - سوامی جی برہمچریہ بحوالہ چھاندوگیہ اُپنشد تین قسم کا تحریر فرماتے ہیں۔ ادنےٰ متوسط۔ اعلےٰ۔ ادنےٰ قسم کا برہمچریہ ۲۴ سال کا ہے۔ اُردو ستیارتھ پرکاش سملاس سوم میں لکھا ہے " اس کو ضروری ہے۔ کہ ۲۴ برس تک عاشٹ المحواس یعنی برہمچاری رہ کر وید وغیرہ علم اور نیک تربیت کو حاصل کرے۔ اور شادی کر کے بھی شہوت پرست نہ ہو " اس عبارت سے صاف طور پر ظاہر ہے۔ کہ ۲۴ برس تک برہمچریہ پورا کر کے ادنےٰ درجے کا انسان شادی کر سکتا ہے۔ مثلاً دیودت نے چوبیس برس تک برہمچریہ دھارن کیا۔ اور پچیسویں سال کے آغاز میں شادی ہو گئی۔ کیونکہ اس کی تجویز تو پہلے سے ہی ہو رہی تھی۔ دس گیارہ ماہ کے بعد ۲۶ ویں برس میں قدم رکھنے سے پہلے پہلے اُس کے گھر لڑکا پیدا ہو گیا۔ یہ بھی حسب قاعدہ برہمچریہ آشرم میں رہ کر ۲۴ برس کے بعد پنچایت ۲۵ ویں برس کی یکم تاریخ کو برہمچریہ سے نکل کر دواہت ہو گیا۔ تو اب اُس کے باپ دیودت کی عمر ۲۵ + ۲۴ = ۴۹ برس کی ہوئی۔ اور اُسی سال دلوں نو ماہ کے بعد جو گربھ کی معیاد مقرر ہے۔ دیودت کے پوتا پیدا ہوا یعنی دیودت کی عمر ۵۰ سال کی ہوئی اور دیودت مہاشہ نے گرہستھ

بھوجن انہیں تو پہنچانا ہی نہ تھا۔ ایک برتن میں اُن دکھلا کے صلفونشٹ کر سکتے تھے۔ نیز مرتک شرادھ کو جائز بھی تسلیم کر لیں۔ تو یہ سوال بڑا زبردست پیدا ہوتا ہے۔ کہ تین پشتوں سے اُوپر کی پشتوں کا شرادھ کیوں نہیں بتلایا گیا؟ کیا اُنہیں بھوجن کی ضرورت نہیں رہتی؟ اگر کہو اُن کو بھوجن ایشوری نیم دوارا مل جاتا ہے۔ تو کیا پہلی تین پشتوں کو ہی نہ ملے گا؟ غرضیکہ شرادھ ہر لحاظ سے زندوں کے لئے ممکن ہو سکتا ہے۔ مُردوں کے لئے نہیں + ہاں یہ امر دیگر ہے کہ مُردوں کے نام پر مُفت خور اپنا حلوہ مانڈے کا بازار گرم رکھیں جب تک

چھوڑ کر جنگل کا راستہ لیا۔ تو اس سے کم از کم ایک سال تک اس کی سیوا کرنا ثابت ہے۔ اسی طرح ویدوت کے سنیاس آشرم میں پرویش کرنے پر اس کا پوتا اپنے باپ اور دادے کا جیوت شرادھ کرتا ہے۔ کیا اب بھی کسی شخص کو یہ کہنے کا حوصلہ ہو سکتا ہے۔ کہ آریہ سماجی اپنے زندہ ماتا پتا کی بالکل سیوا نہیں کر سکتے ؛

عذر ۳ - اتھرو وید ۱۸-۱-۴۴ असुतृपः منتر انش کا پران والا ماترسو کہتا یہہ دہاری پتر ترگت کے انوسار سدھ ہو چکا ہے۔ تو جیوت سنقول وید دہاریوں دہ ارتھ کیسے گھٹ سکیگا ؟

سمیکشا - اسی پران سے تو ستاتنی شرادھ کا کھنڈن ہوتا ہے۔ کیونکہ اس منتر میں سپشٹ ہے۔ کہ جو پران دہاری ہیں۔ ان کا ت نہیں ہیں۔ اس منتر میں مرتک شرادھ کا لیش بھی نہیں ہے۔ مگر ہمارے سناتن دھرمی دوستوں کو اس میں بھی مرتک شرادھ کی ہی بو آتی ہے ؛

عذر ۴ - اتھرو وید ۱۸-۳-۷۲ येते पूर्वेपरागताः الفاظ کا منشاء ہے۔ کہ جو پتر پورو کال میں گذر گئے۔ اُن کا بھی ترپن کرنا چاہئے کیا ایسا کتھن جیوت پتروں پر گھٹ سکتا ہے ؟

سمیکشا - وید بھگوان سے مرتک شرادھ سدھی کی کوشش کرنا ریت چھاننے کے مصداق ہے۔ اگر اسی وید کے اس سے پورو منتر کو پڑھ لیتے۔ تو کبھی اسے ترپن وشے میں نہ لگاتے۔ اس منتر میں مندرجہ بالا الفاظ سے آگے घृतकुल्यैतु शत धारा بھی آیا ہے۔ جس میں صاف گھرت کی دہاریں چتا پر ڈالنے کا بیان ہے۔ آپ تو سونے جا گئے۔ اُٹھتے بیٹھتے ترپن کا ہی دھیان رہتا ہے۔ مہربان من! اس منتر میں تو یہ اُپدیش ہے۔ کہ پرش کی لاش پر انتیشٹی سنسکار کے وقت گھرت کی دہار ڈالنی چاہئے۔ تاکہ اچھی طرح جل جائے۔ اور گندھ ست آ جن ہ

شرادھ یا ترپن ہیں۔ ابھی کبھی گھرت کی دھارا گرائی جاتی ہے۔ اس منتر کا اگر آپ
مرتک شرادھ پر لگانا چاہتے ہیں۔ تو پہلے خوب سوچ لیں۔ کہ کیا آپ آشُدھ
گھرت سے ترپن کرنے کو تیار ہیں؟ تب تو ترپن بھی مہنگا ہو جائے گا۔ اب جو لوٹا
پانی کا بھرا اور ادھر ادھر کر دیا۔ کوڑی لگے نہ دام۔ سچ ہے سستا رام۔ پھر بیانہ ہوگا کیوں
سیدھے سادے مفہوم کو چھوڑ کر بے تور چکر ہیں پڑ کر سمے گنواتے ہو۔ اور دوسروں کو گمراہ
کرتے ہو؟

عذر ۵۔ मृताः पितृषु संभवन्तु ۔ ایادی اکثر دیدہ کے
منتر سے وقت ہے۔ کہ مرے ہوئے پِتر پِتر یونی میں پرگٹ ہوں۔ اور
मृताः شبدوں منتر میں صاف و عیاں ہے۔

سمیکشا۔ بھلا اس منتر میں یہ کہاں ہے۔ کہ ان کے لئے شرادھ اور ترپن
ہوتا ہے؟ آپ کے کتھن انوسار بھی اس سے یہی جھلکتا ہے۔ کہ مرکر پتر یونی میں ہوں
اگر کسی یونی کی پراپتی مانو سے پتر ترپن سادھ کرتے ہو تو मृतस्यै काह ۔
اس لیکھ سے کہ مُردے کے आहे वै मुंजानः प्रजायते
ایکادشاہ شرادھ کھانے سے گنا ہوتا ہے۔ نوکتوں کا بھی ترپن کرو گے؟ بس اس
منتر سے مرتک شرادھ سدھ نہیں ہوتا۔ نہ ہی یہ کہ مرکر سب ہی پتر یونی میں داخل
ہوتے ہیں۔

عذر ۶۔ اگر مردوں کا شرادھ ٹھیک نہیں تو اشٹادھیائی میں
[illegible] शारदः ارتفات شرد رتو بیتی موسم سرما میں شرادھ کرے۔ ایسا کیوں
لکھا ہے؟ اشٹادھیائی کو تو آپ کے سوامی جی بھی پرمانک گرنتھ مانتے ہیں۔

سمیکشا۔ دیدے سے تو آپ نراش ہو چکے۔ اب ویاکرن میں چلنے لگے
ہو۔ اچھا دیکھیں۔ یہاں سے کچھ مطلب پراپتی ہوتی ہے یا نہیں۔ اس سوتر کا

تو یہ ہے۔ کہ شرد پراتی پدک शरद प्राति पदक — ढज پرتے ہو۔ شرادھ واجبہ ہو تو۔ آپ اس کی یہ تاویل کرتے ہیں۔ کہ شرد رتو میں शरत्‍यय शुकागारिकट شرادھ کرے آفرین اس نکتہ دانی کے۔ اس حساب سے تو اس سُوتر کا بھی آپ یہ ارتھ کرتے ہونگے۔ کہ ایک محل میں چوری کریں۔ اور चौरे اپنے سُوتر سے اگلے سُوتر विभाषा रोगातपयोः کا بھی یہ ارتھ کرتے ہونگے۔ کہ شرد رتو یعنی موسم سرما میں وکلپ سے بیمار پڑے۔ پس سارے سناتن دھرمی شرادھ کیا کریں۔ اور روگی بنا کریں۔ دُھوپ میں بیٹھا کریں۔ اور کیول ایک محل میں چوری کر کے بڑے گھر کی ہوا کھایا کریں۔ اور آپ کی ہمہ دانی کی مدح سرائی کیا کریں +

عذر ۷ — पतन्ति पितरो ह्येषां लुप्तपिण्डोदकक्रिया

ایسا پاٹھ شریمد بھگوت گیتا کے پرتھم ادھیائے کے شلوک ۴۲ کے اخیری بھاگ میں آتا ہے۔ ارجن بھگوان کرشن سے عرض کرتے ہیں۔ کہ پنڈ اور جل دان کی کریا لوپ ہونے پر اُن کے پتری لوگ گر جاتے ہیں۔ اس سے مرت پتروں کو پنڈ دان دینا ظاہر ہی ہے +

سمیکشا۔ مندرجہ بالا شلوک میں وِہ اد "پنڈ" کے ارتھوں پر ہے۔ منو دھرم شاستر کے ادھیائے ۱۱ شلوک ۲۱۶ एकैकं ह्रासयेत्पिण्डं कृष्णे शुक्ले च वर्धयेत्। میں پنڈ نام گراس کے لئے آیا ہے شلوک زیر غور کا ارتھ یہ ہے۔ کہ ورن سنکر سنتان کے اُتپن ہونے سے کُل پتت ہو جاتے ہیں۔ اور اَن جل سے جیتے ماتا پتا کو تنگ رکھتے ہیں۔ ارتھات انہیں شردھا گراس یعنی بھوجن اور جل نہیں دیتے ہیں۔ بلکہ بعض "سعادت مند" تو کسی سنکٹ کو ی کے شلوک ۵

لات گھونسا کمر مدھیے چکلنم مکھ بھنجنم چرن داسی سیس مدھیے بار بار و ھڑاوھم
کے انوسار جوتی پیترانک کا سلوک روا رکھتے ہیں آج کل بھی کم و بیش بہت سے ہندو
گھرانوں میں یہ دل سوز نظارہ نظر آتا ہے - اس شلوک سے اگلے شلوک میں بیان
کیا ہے - کہ ورن سنکر کرنے والے دوشوں سے ہی جاتی نشٹ ہوتی ہے - تو سنکر آچارمہ
آدی جو بغیر گرہستھ کئے ہی سنیاسی ہو گئے - اُن کا اور اُن کے پتروں کا نرک واس ہونا
چاہئے - اگر یہاں پتر شبد سے مرت پتر کا ہی گرہن کیا جاوے - تو بقول گیتا ۳۱ جو
دھرم یدھ میں مر گئے - وہ نرک میں کیسے پڑینگے ؟ پس یہاں ورن سنکر ولد الحرام
سے ہی مطلب سمجھنا چاہیئے اور اگر پنڈ کریا سے اُسی کرم کا مطلب سمجھ لیا جاوے - جو مرتک
شرادھ کرنے والے مانتے ہیں - تو اس کا جواب یہ ہے - کہ مرتک شرادھ وادیوں کے مت
میں کھشتری پتر بھی پنڈ دان دینے کا حق دار ہے - پھر پتر نرک میں کیسے پڑینگے - اگر
کہا جاوے کہ کھشتری کو تو حق ہے - مگر ورن سنکر کھشتری کو نہیں - تو برہمن اور کھشترانی
کے سنیوگ سے اُتپن پانڈو ورن سنکر کیوں نہیں ؟ قصہ مختصر یہاں مطلب وبھچار سے
پیدا شدہ ورن سنکر اولاد سے ہے ❖

عذر ۸ - راماین مہابھارت - پوران آدی میں شرادھ کا ودھان دکھلانے
پر تو پر کھشیت یعنی ملا دٹی کہکر دامن چھڑا لیتے ہو - تمہاری مستند کتابوں سے اگر ہم شرادھ
مردوں کا دکھلا دیں - پھر تو تسلیم کروگے ؟ سوامی دیانند کرت پنچ مہا یجیہ ودھی میں
پितृभ्यः स्वधायिभ्यः स्वधा नमः ارتھات پتروں کے لئے گراس دینا
لکھا ہے - اگر پتروں سے مُردہ ماتا پتا مراد نہیں تو کیا جیتے پتروں کو ایک ہی
گراس دے کر سنتشٹ کروگے ؟

سمبکھشا - سنتشٹ सन्तुष्ट ہونے کا پرمان تو ہر دو صورت میں یکساں
ہے کیا شرادھ کے نیوتے کے لالچی ایک ٹکڑے پر ہی قناعت کرلیں گے ؟ آپ

اس پاٹھ کو مرتک پتروں کے سمبندھ میں لگانے سے قبل اتنی تکلیف اُٹھانا تو گوارا فرما لیجئے کہ وہاں پر کرن (مضمون) کیا ہے؟ پتری یگیہ یا کوئی دیگر؟ اگر آپ کو معلوم نہ ہو تو سن لو۔ بھوت یگیہ سمبندھی یہ منتر ہے۔ پتری یگیہ سمبندھی نہیں۔ اس میں پتروں اور شرادھ کا کیا پریوجن؟ پتر पितृ شبد کے مختلف معنی ہوتے ہیں یہاں پر یہ شبد اپنے root کے لحاظ سے پشو پکشیوں وغیرہ کے لئے مستعمل ہوا ہے۔ چونکہ وہ بھی نشکام ہیں اُتم پدارتھ دے کر پالن کرتے ہیں۔ لہٰذا اُن میں بھی پتری بھاؤ ہے۔ جیسے شہد کی مکھی۔ اور کستوریا مرگ آدی۔ اُتم شہد اور کستوری آدی کے ذریعے ہم کو انیک روگوں سے مُکت کرتے ہیں۔ اسی لئے اُنہیں پتری ستھان میں نیکت کر کے پرتشٹھا پوروک اُسی پتری یگیت نیم ہیں بدّھ کر کے دکھشن کو مکھ کر کے بھاگ دینا چاہئے۔ پر کرن انوسار ہی پتر شبد کا ارتھ لینا چاہئے۔

نمبر ۹۔ شت پتھ براہمن میں پتروں کے آگے جلتی لکڑی رکھنی لکھی ہے اگر جیوتوں کو پتر مانیں تو تمہیں اپنے ماں باپ کے آگے جلتی لکڑی رکھنی پڑیگی۔

سمیکشا۔ آپ کے مت انوسار مرتکوں کے شرادھ کے نمت بھی تو جیوت براہمن ہی جمائے جاتے ہیں۔ پھر آپ کو بھی تو اُن کے سامنے دھونی سلگانی پڑیگی یتھارتھ میں وہاں جلتی لکڑی سے تات پریہ نہیں۔ بلکہ جیوت پتروں کو بھوجن کراتے سمے اگر رسوئی میں کسی کارن سے اندھیرا ہو تو جلتے دیپک آدی کے پرکاش سے بھوجن دیکھ لیا جاوے۔ اگر کوئی تنکا وغیرہ پڑا ہو تو نکال دیا جاوے۔ اب بھی ہوشیار نوکر اپنے سوامی کو جل وغیرہ روشنی میں دیکھ کر دیتے ہیں۔

نمبر ۱۰۔ جیوت پتروں کا شرادھ مانتے ہو۔ تو مردوں کا وداہ کرنا کیوں نہیں مانتے؟ اگر مُردوں کے وداہ کو اسمبھو اور فضول کہو تو ایسے ہی زندوں کا شرادھ فضول کیوں نہیں ہے؟

سمیکھشا۔ آریہ سماجیوں کے بوڑھے پتروں کو تو سنتان کی موجودگی کے باعث مکر شرادھ کی حاجت نہیں۔ پرانکوں کے مُردوں لئے دُوسرا جنم دھارا ہوگا۔ تب تُو رے پتروں کے بجھو پہنیٹ۔ دراہ آدی اور کبھی نام کرن آدی بھی کرادیا کریں۔ جب انہیں بھوجن پہنچ جاتا ہے۔ تو استری کا ہی پہنچگی ۔ کیا بیچ کو خالی رکھنا چاہیے ہو؟ سناتنی بھاتی پُرشوں کے مرنے پر شیا دان کے وقت اگر مرتک استری ہو تو اس کے خاوند کے لئے اور اگر پُرش ہو تو اُس کی پتنی کے لئے وہ چند سامان لحاف توشک برتن وغیرہ دیا کرتے ہیں۔ جوڑے میں سے کوئی جیتا بھی ہو تو بھی سب سامگری پہنچ جاوے گی۔ اگر مردے کا دواہ اسمبھو ہے۔ تو اُسے بھوجن پہنچنا بھی اسمبھو ہے۔ زندوں کا شرادھ سمبھو ہے۔ اور اگر ضرورت ہو تو اُن کا دواہ بھی سمبھو ہے۔ مہاراج بھیشم پتامہ نے اپنے باپ کا کرایا ہی تھا۔

عذر سوال۔ منوسمرتی کے شرادھ میں مانس و دیا یک شلوکوں سے ڈر کر اگر شرادھ چھوڑتے ہو تو سنسکاروں کو بھی تلانجلی دینی پڑے گی۔ کلیگ میں مانس کھانے اور اُس کے پنڈ دینے کی ممانعت تو سناتن دھرم بھی کرتا ہے۔

سمیکھشا۔ یہ بھی دروغ کہ سناتن دھرمی کلیگ میں مانس کو منع کرتے ہیں اگر ایسا اصل میں ہوتا۔ تو اب بھی "بلی" دینے کا دستور کیوں ہوتا؟ سانڈوں اور بھینسوں کو پہاڑوں کی چٹانوں سے گرا کر اُن کے خون سے فوارے کیوں چلائے جاتے؟ اور شرادھوں میں اس وقت بھی اکثر مقامات میں مانس کے پنڈ دینے کا رواج کیوں ہوتا ریاست کشن گڑھ کے سوم یگیہ میں بکرے کے مُکھ میں چنا بھر کے اُس کے گلے پر چھری کیوں چلائی جاتی؟ یہ بات بڑی عجیب ہے۔ کہ کل یُگ میں مانس منع کر دیا ہے اس سے تو صاف شبہ پڑتا ہے۔ کہ ست یُگ ترتیا دواپر وغیرہ میں جائز ہوگا۔ اگر آپ ایسا مانتے ہیں۔ تو ڈبل انرتھ کرتے ہیں۔ رہی سنسکاروں والی بات۔ وہ

عیاں ہے۔ کہ ہمارے آچاریہ مہرشی دیانند جی مہاراج نے سولہ سنسکاروں میں
سے مانس ودھایک ویدورُدھ انشوں کو نکال کر ہمارے لئے شُدھ سنسکار ودھی
بنادی ہے۔ جس کے انوکول ہی وواہ آدی سنسکار ہوتے ہیں۔ لہٰذا وواہ آدی اُتم سنسکاروں
کو ہم لوگ کیوں چھوڑیں۔ دشٹ کرموں کو چھوڑتے ہیں ؟

عذر ۱۲- اگر ہم اپنی پرمانک پُستکوں میں مانس کا ودھان بھی مان
لیں۔ تو بھی کچھ مضائقہ نہیں۔ سوامی دیانند نے بھی تو اپنے یجروید بھاشیہ کے ادھیائے
۱۳ کے منتر ۴۹ کا بھاشیہ کرتے ہوئے نیل گائے آدی کے ہلاک کرنے کی آگیا دی ہے۔

سمیکشا- سوامی جی نے منتر مذکور میں کہیں بھی نیل گائے کو جان
سے مار ڈالنے کی آگیا نہیں دی۔ یہ سراسر بہتان ہے۔ راجہ کو اُپدیش دیتے ہوئے منتر
میں کہا ہے۔ کہ "تیرے راجیہ میں جس بن میں رہنے والی گؤ کے سمان نیل گائے سے کھیتی
کی ہانی ہوتی ہے۔ تو اُس کو اُپدیش کرتا ہوں۔ کہ اُس کے مارنے سے سورکھشت انّ
بڑھی کو پراپت ہو"

اس منتر کا بھاوارتھ یہ ہے۔ کہ جو جنگل میں رہنے والے نیل گائے آدی
جانور کھیتی کی ہانی کریں۔ تو اُنہیں کھیتی سے ہٹاکر علیحدہ کر دیا جائے۔ کیونکہ اگر وہ
بدستور نقصان کرتے رہیں گے۔ تو فصل ویران برباد ہو جانے کا خوف ہے اس "مارنے"
کا یہ مطلب نہیں۔ کہ چھری لے کر اُن کا سرتن سے جدا کر دیا جاوے۔ بلکہ یہ ہے۔ کہ
کھیتی سے ہٹاکر اناج کی رکھشا کریں۔ جیسے کسی بنئے کی دوکان پر اناج کی ٹوکری
میں کوئی رہگذر گائے منہ ڈال دے اور وہ بیٹھا ہو۔ دکان سے فاصلے پر۔ تو کسی آدمی
کو دور سے پکار اُٹھے۔ کہ "ارے بھائی! ذرا اس گائے کو ماریو ماریو!" تو اس کا
مطلب "مارنے" سے پشو کو ہٹا دینا ہوگا۔ افسوس! ہمارے سناتن دھرمی بھائی
اپنے پکش کی صفائی کرنے کے لئے آریہ سماج پر بھی متھیا دوش لگانے سے نہیں چوکتے

پنڈت کالورام جی شاستری نے "دیانند کی وِدوتا" نامی پستک میں سوامی جی کے بھاشیہ پر "گئو بدھ" کا الزام تو تھوپ دیا۔ مگر اتنا نہ سوچا۔ کہ وہ شخص جس نے گئو کرونا ندھی پستک بنائی اور مختلف مقامات میں ایسے ویاکھیان دیئے "خوب جان لو کہ گئو ہتیا سے یہ دیش اجاڑ ہو گیا ہے۔ اور ہوتا چلا جاتا ہے۔ اب دیکھو کیسے افسوس کی بات ہے کہ اس قدر نقصان کو دیکھکر بھی ہمارے ملک کے حاکم ادھر توجہ نہیں کرتے۔ یہ قصور صرف اُن کا نہیں۔ بلکہ ہم لوگوں کا بھی ہے۔ کہ ہم لوگوں میں اتفاق نہ ہونے سے نقصان ہوتا چلا جاتا ہے۔ اگر اس ملک کے آدمی مل کر گورنمنٹ کو عرضی دیں۔ اور وہاں سے اسباب کو بند کرا دیں۔ تو کیا ہو نہیں سکتا ہے؟ ......" (از لکچر ۲۔ اکتوبر ۱۸۷۹ء فرخ آباد)

اور دہلی کے عظیم الشان دربار میں ہند کے مہاراجاؤں تک کو گئو رکشا کے لئے اپیل کرکے اور ایک عرضی پر کئی لاکھ آدمیوں کے دستخط کرا کر گئو ہتیا کے بند کرانے کی تحریک کی۔ گئو ہتیا کی آگیا دے بھی سکتا ہے یا نہیں۔ صاحب ممدوح نے اپنے آچاریہ مہی دھر کی طرح ہی مہرشی دیانند کو سمجھا ہوگا۔ مہیدھر جی یجروید ادھیائے ۳۵ کے منتر ۲۰ کا بھاشیہ کرتے ہوئے گل افشانی فرماتے ہیں کہ "اس یجروید کے منتر سے جوان گئو (गवां) کی چربی یا ماس ہون میں ہوم کرے"۔ یا پنڈت بھیم سین جی کے لیکھ کی یاد آ گئی ہوگی۔ جو وششٹھ سمرتی ادھیائے ۴ شلوک ۸ کا بھاشارتھ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں "...... آتے ہوئے براہمن یا کھشتری یا راجہ اور کسی اتتھی کے لئے بڑے بیل اور بڑے بکرے کو پکا دے"۔

لیجئے۔ سناتنی بھائیو! اب تو آپ کے قابل فخر پنڈت ہو دیئے آپ کی آتم ترپتی کے لئے سپشٹ آگیا دے دی۔ خوب خوش ہو جاؤ۔ اگر انکار کرو گے۔ تو وششٹھ سمرتی کے جرنیلی حکم کی تیغ جو تمہارے سر پر لٹکتی ہے۔ اس کی زد میں آ کر رہو گے۔

कृतौ श्राद्धे नियुक्तो वा अनश्नन्पतितो द्विजः

मृगको चार्जितं मांसमभ्यचरद्यपितृदेवता ॥

اس دشا میں پنڈت جوالا پرشاد جی سورگ باشی تو سب سے بڑھکر نمبر لے گئے۔ آپ اسی وید کے ادھیائے ۵۰ کا ترجمہ کرتے ہوئے خوب کھلے چوٹ گھوڑے آدی پشوؤں کو مار کر کھانے کا اعلان کرتے ہیں۔ بقول پنڈت جگیندر شرما جنہوں نے پنڈت کالورام کے دیانند وید بھاشیہ وشیک اعتراضات کے معقول و برجستہ جواب دینے کے لئے ایک زبردست کتاب ہرکالورام کی کالما، تصنیف کی ہے۔ اب تو سناتنیوں کی رگ رگ میں یہ تسلیم ہیں خوب...... پکنا چاہئے۔ کم از کم اُتسووں میں تو لپکا کر سناتنی اُپدیشکوں کا سمکار شردھا کے ساتھ اوشیہ کرنا چاہئے...... اس کام کو ہمارے سناتن دھرمی سجنوں کو پنڈت کالورام جی کو بلا کر اوشیہ سیکھ لینا چاہئے ÷

عذر ۱۳ جبکہ आत्मा वै पुत्र नामासि आत्मा वै पुत्रः जायते اتیادی شرتی اور भार्या पुत्रः स्वकातनुः اور शर्मो भूत्वेह जायते اتیادی سمرتیوں میں پتر سے پتا کا ابھید دکھایا ہے۔ تب تم چھوٹ روپ بھید یا انیہ انیہ ہونے کا جھگڑا کیوں کرتے ہو؟

سمیکھشا۔ یدی ان پرمانوں کے آدھار پر پتا پتر کو ایک ہی مانو گے۔ تو استری گمن میں ماتری گمن کا دوش آوے گا۔ کیا کوئی پرش بھی پتر کی ماتا (اپنی استری) کو ماں کہہ سکتا ہے؟ ان پرمانوں سے پتا پتر کا پریم مراد ہے۔ نہ کہ آتما کی ایکتا ÷

عذر ۱۴ چونکہ مرے ہوئے پتا آدی کو جنمانتر میں شرادھ ترپن کا پھل ملنے کا کوئی پرتیکش پرمان یا اُن کے ہاتھ کی رسید نہیں آتی۔ اس لئے پھل پہنچتا ہے یہ کیسے مان لیویں؟ ایسا اگر تم کہتے ہو۔ تو تم بھی اس بارے میں پرتیکش پرمان پیش کرو کہ اپنے کئے شُبھ اشُبھ کرموں کا پھل جنم جنمانتر میں مل جاتا ہے ÷

سمیکھشا۔ وید سمرتی سب میں یہی ورنن ہے۔ کہ اپنا کیا کرم اپنے آپ کو

ہی بھوگنا پڑے گا۔ چنز دارا بندھو کوئی بھی اُس پرک میں سہارا نہیں لگاویگا۔ ایسے
آرش پرمان سے اپنے کرم کی پھل پراپتی مانتے ہیں۔ شاستروں میں کہیں نہیں لکھا۔ ایک
کے کیئے کرم کا پھل دُوسرے کو بھوگنا پڑتا ہے۔ ایشور کا نیم انصاف پر مبنی ہے اگر
آپ کے کتھن انوکول مان لیا جاوے۔ تو کرت ہانی اور "اکرت ابھیاگم" دوش آویگا
فرض کرو۔ ایک مہاراج یا سیٹھ بڑا پاپی تھا وہ مر گیا۔ اُس کا پُتر لاکھوں روپے کی
سامگری سے شرادھ کرتا ہے۔ اگر اس شرادھ کے پھل سے اُس راجہ کی سدگتی
ہو جاوے۔ تو بڑا انیائے ہے۔ کیونکہ اُس نے جو پاپ کیے۔ اُن کے بدلے اُسے
کچھ دنڈ نہیں ملا۔ اور جو کرم اُس نے نہیں کیے تھے اُن کا پھل مل گیا۔

عذر ۵ کیا تمہارے مت میں جیوت پتروں کو "اپ سمیپ" ہو۔ یا
گھٹنا پرتھوی پر ٹیک کر دکھشن کو بھوجن دیا جاتا ہے؟ اور ایسا کیوں کرنا چاہیے۔ کیا اس
کا کچھ پھل یا پریوجن پرتیکش میں دکھا سکتے ہو؟ کیا اس پرکار بیٹھے ہوئے کو تمہارے
جیوت پتر کھا لیتے ہیں۔ اور کیا اشبھ نہیں مانتے۔ اور ایسا کرتے ہیں۔ پر یہ ایسا کیوں نہیں ہوتے

سمیکھشا - یہ پتری پوجا کا Etiquette رول ہے۔ مہاراجاؤں
کو راج تلک کے وقت بہت سی قواعد کرنی پڑتی ہے۔ ہمارے شہنشاہ ایڈورڈ
ہفتم کو تخت نشینی کے وقت پچاس سے زیادہ ایسی قواعد کرنی پڑی تھیں۔ پردھان
جن ستروں کے ملنے پر پرنام سمہ کسی دیش میں دونو ہاتھ جوڑنے کہیں ایک ہاتھ
ماتھے پر دھرنے۔ کہیں ایک اُنگلی مار سے سلام ہوتا ہے۔ کہیں پولیس یا فوج میں
چت ہاتھ مستک کے پاس کان پہ بخپیر سا کھڑا کرنا پڑتا ہے۔ تو کیا کوئی اُن کو بھی
نرارتھک کہہ سکتا ہے؟ ایسے ہی۔ سو یہ اپ سوہ کا برتاؤ ہے کیا درسے پتروں
کو سویہ بیٹھے ہوئے بھوجن کروا لگتا ہے؟ اس قسم کے سوالی ہم بھی بہت کر سکتے
ہیں۔ سول افسروں اور فوجی افسروں میں اختلاف سلام کے سبب ورتبہ انسانیہ

میں تو فرق نہیں آتا۔ وواہ سمیہ ورکے پاؤں دھونے اور اسے پور انکوں کے اُستا شُر
رُدپ تک کہہ دینے سے مُکش ہی رہتا ہے۔ ایسے ہی خاص موقعوں پر پتری پُوجا
کے وقت " اپ سویہ " آدمی بھید ہونے سے پتروں کے گُشتو (انسانیت) میں فرق
نہیں آتا۔ اگر یہ بھی مان لیا جائے کہ یہاں مرت ماتا پتا سے تات پر یہ ہے تو کیا
مُردوں کا اپ سویہ ہونا یا گھٹنے ٹیک کر بیٹھنا ممکن ہو سکتا ہے؟ پتر اگر مر کر پشو یونی
میں ہوں تو بتلائیے۔ وہ کس طرح گھٹنے ٹیکیں گے؟ اور اگر چیونٹی پشو آدمی کی
یُونی میں ہیں۔ تو شرادھ کا ان جیمنے کے لئے گھٹنے یہاں سے بھیجو گے؟ پتر یہ بھی
بتلائیے کہ وہ مت گھٹنے ٹیک کر پتر لوک میں بیٹھیں گے۔ یا بھوجن کرنے یہاں آئیں گے؟

محذر ۲۶ عطاء آریہ سماج کا شرادھ ہی مُردوں کا شرادھ ہے۔ جو چار
واک مت سے ملتا ہے۔ اور ہم لوگ موکھشم جوت آتما جیبت ماتر کا شرادھ
مانتے ہیں۔

سمیکشا۔ اگر آپ جیبت ماتر کا شرادھ کرتے ہیں تو
ये ऽ गिनदग्धा
اور ۳۵-۶۰
ये ऽ गिनष्वात्ताये अनग्निष्वात्ता। यजु॰ ۱۹۔
اتیادی منتروں میں اگنی سے واہ کیا۔ اس جیبت ماتر کا مانتے ہو یہ بات نوصاف
ظاہر ہی ہے۔ کہ آپ کے مت انوکول اگنی شواتہ آدی پتر سوگ میں رہتے ہیں
سو دہ اُروپ ان کا بھوجن کرتے ہیں۔ پھر یہ جیبت ماتر کا شرادھ کیسے ہُوا؟
ये निस्वाताये प्रेता اتیادی منتروں میں جو یہ ارتھ کرتے ہو کہ
مرنے پر جن کو کھود کے گاڑ دیا۔ جو بن یا جنگل میں چھوڑ دیئے گئے۔ جو اگنی
میں جلا دیئے گئے۔ کیا یہ بھی جیبت ماتر تھے؟ جن کو گاڑ دیا۔ جلا دیا گیا وغیرہ
اسباب کو تو معمولی سمجھ کا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے۔ کہ پرتھوی میں گاڑے ہوئے
اور اگنی میں جلائے مُردوں کو ہی آپ کا اگنی دیوتا اکٹھے کر کے لاتا ہے۔ اور نہیں

کو شرادھ کا بھوجن کھلاتا ہے - اب بتلایئے کہ مُردوں کا شرادھ یہ کہلائیگا - جو سناتن دھرمی کرتے ہیں - یا وہ جو آریہ سماجی کرتے ہیں ؟

عذر ۱۷ - جیوت پتروں کے - شرادھ کی آپ آگیا دیتے ہیں سو لاحاصل ہے - کیونکہ ماتا پتا سوئم پالک ہیں - وہ گھر کے خود ہی مالک ہیں - اُن کا دیا ہوا ہی تو بھوجن اولاد کو ملتا ہے - پھر اُن کا شرادھ کیسے ؟

سمیکھشا - جب برہمچاری گن سماورتن کر کے گھر آ کر وواہ کے پشچات گھر کا چارج لیں - تو بان پرستھ کا وقت آنے تک جتنا عرصہ میتر رہیں - وہ اُن کی ٹہل تواضع کریں - ماتا پتا کو پھر خانگی تفکرات سے لینا کیا ؟ یہی ریتی بگڑی ہوئی شکل میں اب بھی کثرت سے مروّج ہے - جہاں کسی کا لڑکا کاروبار سمبھالنے کے لائق ہو جاتا ہے - باپ گھر کا تمام کاروبار اُس کے ذمہ ڈال کر آپ ہلکا سا کام اپنے پاس رکھ لیتا ہے ۔

عذر ۱۸ - اجی جناب امرتکوں کے شرادھ کی رسم کم و بیش دُنیا کی ہر قوم میں پائی جاتی ہے - آپ ہی اپنے گریبان میں مُنہ ڈال کر دیکھیں - لاہور کا ڈی اے وی کالج کانپور کا مجوزہ آریہ کالج جالندھر کا نیا ڈی اے وی کالج - گنپتی بھون - لیکھرام میموریل فنڈ - اور کسی آریہ سماجی لیڈر کے سورگ باش پر پارتھنائیں شرادھ ہی تو ہیں - اگر کہو یہ سب کچھ یادگار کے طور پر کیا جاتا ہے - تو شرادھ کیا یادگار کی ایک قسم نہیں ہے ؟

سمیکھشا - یہ بھی خوب رہی - آریہ سماجک انسٹی ٹیوشنوں کو بھی آپنے مہرشی دیانند کا شرادھ بتلا دیا - کسی کے نام پر سکول یا پاٹھشالہ بطور یادگار بنانا اور بات ہے اور شرادھ اور شرادھ تو نتیہ یا نیمتک پانچ یگیوں میں سے ایک تھے اگر آپ کے کتھن انوکول اُسے بھی یادگار تصوّر کر لیا جائے - تو پھر وہ یگیہ نہیں

کھلا سکیگا - جو آپ یا اور سناتنی شرادھ کو یادگار سمجھے بیٹھے ہیں۔ یہ آپ کی بڑی بھاری بھول ہے۔ کسی کی یادگار میں آریہ سماج کوئی کالج یا گوروکل اس لئے نہیں بناتا کہ اُس کی دیواریں اُسے پرلوک میں ملیں۔ برخلاف اس کے شرادھ میں بھوجن پتروں کے پاس پہنچانے کے لئے براہمنوں کو کھلایا اور دان دیا جاتا ہے۔ اگر "مرتک کی آتما کی شانتی کے لئے پرارتھنائیں مُردوں کا شرادھ ہیں" ایسا دعوےٰ کرنا صداقت کے بعید نہیں۔ تو سناتن دھرمی کیوں مُردوں کے نام پر کھیر پوڑے کھلاتے ہیں؟ وہ بھی اسی طرح شرادھ کر چھوڑا کریں۔ سروگیہ اور سرودیاپک ایشور سے ہر انسان اپنے سنبندھی کے لئے پرارتھنا کر سکتا ہے۔ مرنے کے پیچھے جو اس کی اشٹ پراپتی کے لئے پرارتھنا کی جاتی ہے۔ وہ جیوت لوگوں کو سنمارگ درشانے کے لئے کی جاتی ہے۔ اور دوسری بات یہ ہے۔ کہ پرارتھنا کا پھل کرتا آتم نیوتا آدی ہیں یہ نہیں کہ وہ ضرور ہی بار آور ہو جاتی ہے۔ ورنہ سب پرارتھنا کرتا سب کام پرارتھناؤں سے ہی سدّھ کر لیا کریں۔ اب رہا یہ آکشیپ کہ آریہ سماج بھی پُرانک رَو میں بہ گیا ہے۔ یہ سراسر غلط ہے۔ ملاحظہ ہو آریہ سماج کے بانی مہرشی دیانند کی رائے مندرجہ ضمیمہ جیون چرتر کلاں مرتبہ لکھشمن نام نگری جو اُنہوں نے آریہ سنمارگ سندرشنی سبھا کلکتہ کے فتوے کے جواب میں دی۔ "ہاں مُردوں کی یادگاریں اگر کوئی رفاہ عام کا کام اس غرض سے کیا جاوے۔ کہ ہم کو موت یاد رہے اور ہم برائیوں سے بچے رہیں تو چنداں مضائقہ نہیں" ص ۱۳۴

علمدعا - بس جی بس سمجھ میں آگیا - آریہ سماج مُردوں کے شرادھ کا کھنڈن اس لئے کرتا ہے۔ کہ سنسار سے دان کی مریادا نشٹ ہو جاوے +

سمیکھشا - یہ آپ کو مغالطہ ہوا ہے - آریہ سماج دان کی مریادا توڑنا نہیں چاہتا اُس کا کام ہی بتلا رہا ہے کہ کسقدر روپے کا دان ہر ایک آریہ سماجی کو کرنا پڑتا ہے۔ اس

پھر سوال ہو سکتا ہے کہ جب دان تم بھی کرتے ہو اور سناتنی بھی کرتے ہیں۔ پھر سناتن دھرم کے دان پر اعتراض کیوں کرتے ہو؟ براہمنوں کو شرادھوں میں روٹی کھلانے پر چیں بہ جبیں کیوں ہوتے ہو؟ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ آریہ سماج دان کا مخالف نہیں۔ وہ صرف اُس کی موجودہ مریادا کا سُدھار کرنا چاہتا ہے۔ اور غلط طریقے سے دان لینے کا کھنڈن کرتا ہے۔ فرض کرو۔ ایک شخص کو دس روپے کی ضرورت ہے۔ وہ کسی دانی سے اپنی بے بسی اور غریبی کی حالت جتلا کر بغیر کسی چھل و کپٹ کے مانگے۔ تب تو ہیں جائز۔ برخلاف اس کے اگر یہ کہے کہ تمہارے فلاں رشتہ دار نے منگوائے ہیں۔ اور اس مکر و فریب سے روپے لے کر پاس رکھ لے تو یہ ہے ٹھگی یا مکاری۔ اسی طرح مُردوں کا نام لے کر روٹی کھلانا اور کھانا ہے۔ جو لوگ یہ غلط فہمی پھیلاتے پھرتے ہیں۔ کہ دان دینے کے مارے لوگ سماج میں داخل ہو جاتے ہیں۔ وہ ذرا تعصب اور خود غرضی کی پٹی کو چند لمحوں کے لئے آنکھوں سے اُتار کر آریہ سماجیوں کی کل تعداد۔ اُن کا کام ہر دو پر نظر مبذول فرمائیں۔ مسٹر گیٹ صاحب کی رپورٹ مردم شماری کے بموجب آریوں کی کُل موجودہ تعداد صرف دو لاکھ تینتالیس ہزار ہے۔ اور آریہ ڈائرکٹری ۱۹۱۳ء کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بھارت ورش اور اس کے بیرون آریہ سماج کے ۴۰ کے قریب اخبارات و رسالہ جات جاری ہیں۔ ۱۶ گوروکل۔ کان پور کے مجوزہ کالج کو شامل کر کے تین ڈی اے وی کالج ہیں۔ ۶۰ کے قریب آریہ سکول۔ پرائمری مڈل وہائی ۱۰۰ سے زائد لڑکوں کی پاٹھ شالائیں وغیرہ وغیرہ رفاہِ عام کے کام جن کا سالانہ بجٹ ایک کروڑ روپیہ سالانہ کے قریب ہوگا۔ زیادہ تر اُن ہی مُٹھی بھر آریہ سماجیوں کے بھروسے پر قائم ہیں۔ کم سے کم ۲۰۰ کے قریب اُپدیشکوں کے گذارے اور اُن کے سفر خرچ کا بار رہا۔ اس کے علاوہ سالانہ جلسوں کے

اخراجات۔ شدھی کا کام۔ ودھواؤں کی سہاتا وغیرہ وغیرہ دیگر خیراتی کاموں کے اخراجات کا ٹوٹل کیا جائے تو معلوم نہیں کہاں تک پہنچے؟ اب اس کے مقابلے پر آریہ سماجیوں سے تعداد میں ۱۰۰ گنے سناتن دھرمیوں کے رفاہ عام کے کاموں کا شمار بھی کیجئے گا۔ بخوبی معلوم ہو جائیگا کہ ترازو کا کونسا پلڑا بھاری ہے۔

فصل دوم

مرتک شرادھ کے متعلق جملہ دلائل کی حقیقت

دلیل ۱: جس طرح لیٹر بکس میں چھٹی ڈالی ہوئی مکتوب الیہ کے پاس پہنچ جاتی ہے اُسی طرح مرتک پتروں کے نمت براہمنوں کو کھلایا ہوا بھوجن بھی مرتک پتروں کو مل جاتا ہے۔

تنقید: فرض کرو دیودت شرما نام ایک شخص ہے۔ اُس کا باپ یگیہ دت شرما تجارت کے لئے امریکہ گیا ہوا ہے۔ دیودت اپنے باپ کے نام چھٹی بھیجنا چاہتا ہے۔ اُس پر ایڈریس لکھ دیتا ہے "یگیہ دت شرما۔ امریکہ" کیا محض "امریکہ" لکھنے سے چھٹی مکتوب الیہ کو مل جائے گی؟ آپ کہیں گے۔ کبھی نہیں جب تک کہ اُس کے رہنے کا شہر یا گاؤں۔ ڈاک خانہ۔ ضلع وغیرہ تمام امور درج نہیں ہونگے۔ ایسے ہی شرادھ میں کھلایا بھوجن محض "پترلوک" ایڈریس تحریر کر دینے سے پتروں کو نہیں مل سکتا۔ رہا مرتک ماتا پتا کے رہنے کا ٹھیک استھان اُس کا علم نہ یجمان کو ہے۔ نہ کسی پروہت جی کو۔ پھر بتلایئے

کہ اُن کے پاس سامان کیونکر پہنچ سکتا ہے؟ شرادھ میں پکمان سے جو سنکلپ
کرایا جاتا ہے۔ اُس میں (بھیجنے والے کا) تو ورن۔ گوتر۔ دیش مذکور ہوتا ہے
مگر جس کے نام بھوجن ارسال کیا جاتا ہے۔ اس کا نام ہی نام اور پتہ ندارد۔ پتر
لوک میں دُنیا بھر کے لوگوں کے بزرگ ہونگے۔ فرمائیے کس کے پاس پہنچے اور
اصل مالک کو کس طرح ملے؟ پاٹھک! شرادھ کے بھوجن پہنچانے کا ایڈریس
یعنی سنکلپ کا ضروری حصہ مندرجہ ذیل ہے:-

अद्येहेत्यादि भारद्वाज गोत्र देवदत्त शर्माहं अस्मत्पितः यज्ञ दत्त शर्मणः पार्वण श्राद्धे ब्राह्मण भोजनं करिष्ये॥

دیودت شرما اپنے مرت پتر یگیہ دت شرما کو بھوجن کا پارسل برہمن دیوتا روپی
پوسٹ مین کے حوالے کرتا ہے۔ اور اپنے پتا کا ستھان و دیگر ضروری کوائف
بتلانے کی جگہ مندرجہ بالا سنکلپ پڑھ دیتا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ "آج
بھاردواج گوتر اُتپن دیودت شرما اپنے پتا یگیہ دت شرما کے نمت پاروَن
شرادھ میں براہمن بھوجن ارپن کرتا ہے" کیا کوئی شخص کہہ سکتا ہے۔ کہ بھوجن
یا بندہ کو مل جائیگا؟ ہرگز نہیں۔ ایک امر قابل غور یہ بھی ہے۔ کہ اگر ہم کوئی پتر
بلا پتہ و ٹھکانے کے ارسال کر دیتے ہیں۔ تو ڈیڈ لیٹر آفس کی ضربیں کھا کر پھر
ہمارے پاس آ جاتا ہے۔ مگر براہمنوں دوارا بھوجن بھیجا ہوا گمنام پتہ ہونے کے
کارن کبھی کسی کو واپس نہیں ملا۔ ہاں وہ برہسپت جی مہاراج کے پیٹ میں ہضم
ہو جاتا ہے۔ اگر ایک دن میں کئی کئی دفعہ بھوجن کر لینے کے سبب براہمن دیوتا مثل
کے یاد نہیں رہتا۔ کر جس کے پتروں کا پتہ نہیں ملا۔ وہ کون ہے۔ جس کو لوٹا دیں

تو وہ Dead Letter office ڈیڈ لیٹر آفس کہاں ہے جس
میں وہ ارسال کیا جاتا ہے؟ امید ہے۔ ہمارے سناتن دھرمی دوست اس قسم کی
بوسیدہ دلیل دینے سے آئندہ احتراز کرینگے ۔

دلیل (۲) مہاراج اگر کچھ دان کرکے اُس کا ثواب مُردہ بزرگوں کے نمت بذریعہ
سنکلپ کے دیا جاوے۔ تو وہ بھی نہیں پہنچ سکتا کیا؟

تنقید۔ اگر پُن پہنچ سکتا ہے۔ تو اُن مردہ بزرگوں کے دشمن اپنے پاپ
بھی اُن کے نمت سنکلپ کرکے بھیج سکتے ہیں۔ کوئی وجہ نہیں۔ اگر اُن کو پُنیہ پہنچیں
تو پاپ نہ پہنچ سکیں ۔

دلیل (۳) اگر کسی کا کسی قسم کا روپیہ سرکار سے یافتنی ہو۔ تو وہ کسی شخص
کے نام منتقل کر سکتا ہے اور اگر میرے نام وکالت نامہ لکھ دے تو میں بھی
لے سکتا ہوں۔ برخلاف اس کے اگر کسی شخص کو سزائے جسمانی کا حکم ہو۔ تو وہ
کسی شخص کے نام منتقل نہیں ہو سکتی۔ وہ سزا اس کو خود بھگتنی ہوگی۔ اسی طرح
پُنیہ ہم سنکلپ کرکے کسی کو دے سکتے ہیں۔ پاپ نہیں۔ لہٰذا آپ کی تنقید صحیح نہیں

تنقید۔ آپ کا جواب الجواب غلط فہمی پر مبنی ہے۔ کیونکہ آپ جانتے ہیں
ایشور نیائے کاری ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ نیائے کے دو جز ہیں۔ ایک یہ
کہ بُرے فعلوں کی سزا دی جاوے۔ دوسرے یہ کہ نیک فعلوں کی جزا۔ جیسے
ایشور بھجن اور خلق خدا کی بھلائی کرنے والے کو جزا ملنی چاہیئے۔ اور ایشوری
حکم کی عدولی اور غریب مسکینوں پر ظلم کرنے والے کو سزا۔ پس اگر رام لال نے پاپ
کئے ہوں۔ کہ جن کے عوض میں وہ موجب تکالیف کا ہے۔ اُس کے بیٹے کشوری
لال نے کچھ پُنیہ کرکے اپنے باپ رام لال کے نام منتقل کر دیئے۔ چونکہ اُن

نیک کاموں کا مستحق کشوری لال تھا۔ اگر وہ پُنیہ رام لال کو مل جاویں۔ تو اُس کو سزا جب بُرے کاموں کا وہ متوجب ہے چھوڑنی پڑیگی۔ اور کشوری لال جو پُنیہ کا مستحق تھا محروم رہیگا۔ اس لئے نیائے کے دونوں جز بگڑ گئے۔ ایشور ایسا انیائے کبھی نہیں کرتا۔۔ ۔۔۔

۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔

۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ اس لیئے بفرض محال اگر کوئی مرتک کے نام اپنے پُنیہ سنکلپ بھی کردے۔ تو ایشوری نیم کا سلسلہ درہم برہم ہوتا ہے۔ جو کسی حالت میں بھی ممکن نہیں ہو سکتا۔

دلیل ۴ ۔ اچھا جانے دیجئے سنکلپ والی دلیل کو۔ یہ تو مانوگے کہ جس طرح کوئی شخص اپنی بیوی کے نام روپیہ بنک میں جمع کرتا ہے۔ اسی طرح شرادھ میں برہمن کو کھلایا ہوا ان پتروں کو مل جاتا ہے؟

تنقید ۔ اگر کوئی دلیل قابل تسلیم ہو تو چشم ماروشن دل ماشاد ہم صدق دل سے خوش آمدید کہنے کو تیار ہیں۔ مگر ایک مغالطے سے پُر دلیل کو صحیح کیسے تصوّر کرلیں؟ جس بنک میں روپیہ جمع کیا جاتا ہے وہ موجود۔ بیوی بھی موجود اس جمع کئے ہوئے روپے کی رسید بھی ملتی ہے۔ مگر شرادھ میں نہ تو پانے والے کا پتہ ہی معلوم ہوتا ہے۔ نہ کوئی رسید ہی ملتی ہے۔ ہاں بنک رُوپی پوپ جی کا پیٹ تو ضرور موجود ہوتا ہے۔ لیکن اس کا جلد دیوالہ نکل جاتا ہے۔ جس سے سب جمع کیا ہوا بنک میں ہضم ہوجاتا ہے۔ اور ایک کوڑی بھی وصول نہیں ہوتی۔ حالانکہ بنک فیل ہونے کی حالت میں کچھ نہ کچھ حصہ مل بھی جاتا ہے۔ غرضیکہ یہ دلیل بھی ناقص اور ناقابل سماعت ہے۔

دلیل ۵ ۔ براہمن لوگ پہلے کراماتی ہوتے تھے۔ یوگابھیاس کے ذریعے پتروں کو کھانا پہنچا دیا کرتے تھے۔ کیونکہ یوگی سمادھی میں دُور دُور تک ہوآتا ہے؟

تنقید - ایسا ہونا ناممکن ہے - کیونکہ یوگی بذریعہ یوگ دُور کے حالات تو معلوم کر سکتا ہے - لیکن کوئی چیز نہیں پہنچا سکتا - کیونکہ سوکھشم ہونے سے آتما کسی چیز کو نہیں اُٹھا سکتا - بفرض محال اگر ایک لمحے کے لئے یہ مان بھی لیا جائے - تو سوال پیدا ہوتا ہے - پہلے زمانے میں جب یوگی ہوتے تھے - تو پہنچ جاتا ہوگا - کیا آج کل کے براہمن بھی سب یوگی ہیں ؟ اگر نہیں تو شرادھ کیوں کرتے ہو ؟ جب تک یوگی کافی تعداد میں پیدا نہ ہو جائیں کم از کم اس وقت تو شرادھ کرنا بند کر دو ۔

دلیل ۶ - سمریزم سے لوگ دوسرے کے آتما پر اثر ڈال سکتے ہیں - اسی طرح شرادھ کا بھوجن بھی پہنچ سکتا ہے ۔

تنقید - یہ اور دلائل سے بھی انوکھی دلیل ہے - سمریزم کر کے کسی کو بیہوش کیا جا سکتا ہے - اس سے کوئی دوسری زبان بلوائی جا سکتی ہے - مگر مادی چیز بلا کسی ذریعے کے ایک جگہ سے دُوسری جگہ پہنچائی جا سکتی ہے - اگر کوئی مسمریزم کر کے گائے یا بھینس سے انگریزی بلوا دے - تو ہم سمجھیں کہ اسی طرح مُردے ماں باپ کو بھی کھانا پہنچایا جا سکتا ہے - چونکہ ایسا ہونا ناممکن ہے - اس لئے اس سائنس سے مرتک شرادھ کی پشٹی ہونا بھی ناممکن ہے ۔

دلیل ۷ - ہون کرنے سے دیوتاؤں کو پہنچا مانتے ہو - تو شرادھ میں برہمن کو کھلانے سے پتروں کو پہنچا کیوں نہیں مان لیتے ؟

تنقید - ہون کرنے سے ہون سامگری بھسم ہونے سے اتی سوکھشم ہو جانے کے کارن وایو آدی میں داخل ہو کر وایو آدی کو شُدھ کرتی ہے - خوشبو دار ادویات کے ذرات بذریعہ ہوا کے اُڑ کر آسمان پر جاتے ہیں - پھر سورج چاند وغیرہ جڑ دیوتاؤں تک پہنچتے ہیں - مگر برہمن کو کھلایا بھوجن تو ذرے ذرے بن کر آسمان میں اُڑ کر پتروں کو نہیں مل سکتا - کیونکہ خاص پتر کو

جا کر بھوجن دینا چیتن شکتی کا کام ہے۔ ذرے خود بخود اگر اڑیں بھی تو بتلائیے۔ اصلی مالک تک کس طرح پہنچیں؟ کیونکہ وہ ہیں جڑ۔ پوسٹ مین تو ہیں ہی نہیں کہ محلے والوں سے کسی کا پتہ دریافت کرینگے۔ بس شرادھ سدھی کی خاطر ہون کا پرمان دینا محض مغالطہ ہے ٭

دلیل ۸۔ پتا کا انش پتر ہے۔ کیونکہ وہ اُس کا انگ ہے۔ دیکھئے ہاتھ محنت کر کے روٹی بناتا۔ مکھ کھانے میں پرشارتھ کرتا پہنچتی پیٹ میں اسطرح کھانا ہے برہمن پہنچتی ہے پتروں کے پیٹ ہیں۔ لو اب تو سدھ ہو گیا ٭

تنقید۔ ہاتھ پاؤں پیٹ وغیرہ کا ادھشٹھاتا ایک ہی جیو ہے۔ اور جنم سے ہی ہاتھ کا کام روٹی بناتا ہے۔ کھانا نہیں۔ اور پیٹ کا کام ہضم کرنا ہے بنانا نہیں۔ اس سے خلاف کبھی نہیں ہو سکتا۔ اس لئے مذکورہ درشٹانت اس دشٹانت میں نہیں گھٹ سکتا۔ کیا پتا اپنے افعال سے حاصل شدہ پھل پاتا ہے۔ یا کیول پتر کے دئیے شرادھ پر ہی سدا کال رہتا ہے؟ ہم نے مان لیا۔ کہ پتر پتا کے ویریہ سے بنا ہے۔ کیا آپ اس سے یہ سمجھتے ہیں۔ کہ پتر کے کھانے سے پتا کا پیٹ بھر جاتا ہے۔ اگر ایسا سمجھتے ہیں۔ تو ٹھیک نہیں۔ کیونکہ جب زندہ ماں باپ ہی پتر کے کھانے سے پیٹ نہیں بھر سکتے۔ تو مر کر کیسے بھریں گے؟ کیا پھر ان میں کشش مقناطیسی آجاویگی؟

دلیل ۹۔ شرادھ کی پشٹی میں ایک اور درشٹانت ہے۔ وہ یہ کہ گربھ والی استری کے بھوجن کھانے سے پیٹ کے بچے کی پرورش ہوتی ہے۔ اسی طرح شرادھ کی صورت میں بھی سمجھ لو۔ کہ برہمن کے کھانے ہوئے پدارتھ پتر کے پیٹ میں پہنچ سکتے ہیں ٭

تنبیہ۔ استری کو کھانے سے پیٹ کے بچے کو اس لئے پہنچتا ہے

کو پراکرنا کہ سنبدھ "انالوہ" موجود ہے۔ "انالوہ" کہنے پر مال کا کھایا ہوا بیٹے کے پیٹ کو کبھی نہیں بھر سکتا۔ برہمنوں کا پیٹ کیا پتروں کا ہیڈ کوارٹر ہے جو انہیں کھلایا ہوا پتروں کو مل جائے؟

دلیل ۱۰ — جس طرح گالی پہنچ جاتی ہے۔ اسی طرح شرادھ میں کھلایا ہوا ان بھی پہنچنا ممکن ہے۔

تنقید — گالی تو زندوں کو چڑانے کے لئے دی جاتی ہیں۔ چونکہ اس میں خلاف تہذیب الفاظ ہوتے ہیں۔ اس لئے سمجھدار اور غیرت مند شخص ناراض ہو جاتے ہیں۔ موہن نامی ایک شخص کو کوئی اس کی ماں کی گالی دیتا ہے۔ اس کی ماں وہاں موجود نہیں ہے۔ کیا اسے از خود پتہ لگ جائے گا کہ میرے پتر کو کسی نے گالی دی ہے؟ ہرگز نہیں۔ مردہ ماں باپ کو پتر لوک میں تو گالی پہنچتا ہی کیا ہے۔ دو تین فرلانگ کے فاصلے پر اکثر سنائی نہیں دیتی۔ پس شرادھ سدھی کے لئے اس دلیل کا سہارا لینا بے سود ہے۔

دلیل ۱۱ — جی! کھیر حلوا وغیرہ تو پتر نہیں کھاتے ہیں۔ وہ تو صرف باسنا لے کر ہی پہنچ جاتے ہیں۔ پتر صرف یہ چاہتے ہیں کہ ہماری سنتان ہمارے نام پر کچھ دیتی رہے۔ کیا اس بھاؤ سے بھی شرادھ کرنا پاپ ہوا ہے؟

تنقید — کیوں نہیں ضرور ہے۔ ذرا سوچئے۔ کہ آخر ہم بھی تو کسی نہ کسی کے پتر ہیں۔ کیا آپ کہہ سکتے ہیں۔ کہ پچھلے جنم میں جو ہمارے سنتان تھی۔ ہم اسے دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔ کہ وہ ہمیں ان بھیج رہی ہے۔ کیا ہم بھی اپنی زندگی میں ان کی واسنا لے کر ترپت ہوتے ہیں؟ اس نقطے کو خاص طور سے سمجھنا چاہئے۔ یہ تو جیوا متموں کی حالت ہیں۔ فرض کرو ایک پتر اب گدھے یا ہرن کی یونی میں ہے۔ کیا وہ بھی خوش ہوتا ہے۔ کہ میں فلاں

کا پتر ہوں۔ جو مجھے آن پہنچا رہا ہے۔ ان باتوں سے صاف ظاہر ہے کہ یہ دلیل غلط ہے۔ ان گدھوں اور گھوڑوں کو اتنا تو پتہ ہے نہیں کہ واسنا ہے کس بلا کا نام؟ پھر وہ ترپت کیسے ہو سکتے ہیں؟

دلیل ۱۲۔ اچھا جناب واسنا کی دلیل بھی ہم نے واپس لی۔ مگر یہ تو فرمائیے۔ کہ بھاونا کر کے کھلایا ہوا بھی پتروں کو مل جاتا ہے یا نہیں؟

تنقید۔ اگر بھاونا کر کے پتروں کو پہنچا دیا جاتا ہے۔ تو اس طرح کی بھاونا سے اپنے رشتہ دار کو جو لکھنؤ میں ہے۔ دہلی سے کوئی چیز بلا پارسل کئے کیوں نہیں بھیج سکتے؟ کیوں لاکھوں روپیہ لوگ پارسل کے محصول پر خرچ کر دیتے ہیں۔ بلکہ رشتہ دار کا تو پتہ بھی معلوم ہے۔ وہاں تو پتہ بھی ندارد ہے۔

دلیل ۱۳۔ جو مرتکوں کا نام لے کر شرادھ ترپن کیا جاتا ہے۔ تو اس بات کا گیان ہوتا ہے۔ کہ جیسے وہ مر گئے مجھے بھی مرنا ہے۔ اس سے دھرم کرنے میں پریتی اور ادھرم کرنے میں بھے ہوگا۔

تنقید۔ منتھیا پکھنڈ کے رچنے سے اگر ستیہ کا گیان ہوتا۔ تو آج کل برہمن لوگ سارے قبیلے کے روتے ہوئے مرتکوں کے نام پر آنسوؤں کے دریا کو چھپکا چھپک نہ کرتے؟ علاوہ ازیں مرتکوں کے نِتیہ پنڈ دلاتے ہوئے گیا آدی تیرتھوں کے پنڈے شراب۔ مانس آدی بدفعلیوں کی نذر اپنے سب مال کو نہ کرتے۔ مہربان من! گیان تو ستیہ ودیا یکت وید شاستر آدی گرنتھوں کے تعلق سے وغیرہ سے حاصل ہوتا ہے۔

دلیل ۱۴۔ نہ سہی مرتیو سمرن کا لابھ پِتر[ا] لوک تو ترپت ہو جاتے ہیں۔

[ا] مسلمان بھی اس کے متعلق میں کہا کرتے ہیں کہ بزرگی اچھا

تنقید جیوت پتر سے لاتم لاتا - مرے پتر کو دال اور بھاتا
یہ کہاوت کسی نے سولہ آنے ٹھیک کہی ہے ۔ کیا عجب بات ہے - جیتوں کی
تو بات نہ پوچھیں - خندان پیشانی کے ساتھ کبھی روٹی تک نہ دیں - ہر وقت
رکھیں لڑائی جھگڑا - جیسے کہ ایک شاعر کا قول ہے ؎

کھٹ بیٹھ کوئی بات نہ پوچھے - مانگے نہ ملت دوائی
گھر کے باہر واسا ملیگا - ٹوٹی سی چارپائی

بقیہ صفحہ ۱۴۳ ہی اس واسطے کی جاتی ہے - کہ مرنے کے بعد پتا کو پنڈ دان کرے
अपुत्रस्य गति नास्ति ارتھات بغیر پتر کے گتی
نہیں ہوتی - اور مہابھارت کی ایک کہانی پیش کی جاتی ہے - کہ جرت
کارو" نام پرش نے وواہ نہیں کیا - اس کے کارن اس کے پتر سورگ
سے گر کر کسی کھائی میں منہ نیچے کئے ہوئے آلٹکے - کیول वीरण
نام گھاس کا ایک ہی تنکا اس کا سہارا تھا - ایسی دشا کو پراپت
پتروں کو دیکھ اُس نے وواہ کیا ۔

اس کہانی سے سوائے اس کے کچھ ظاہر نہیں ہوتا - کہ وواہ ضرور
کرنا چاہیے - کنوارا رہنا تمام عمر ٹھیک نہیں - یہ بہت حد تک درست
بھی ہے - کیونکہ ایک معمولی شخص کے لیئے اپنے حواس کو قابو میں کرنا
اور بغیر گرہستھ کئے سنیاس لے لینا نہایت مشکل ہے - اس بھاو
کو سرو سادھارن کے دل پر نقش کرنے کے لئے یہ کہانی بنائی گئی
ہے - ورنہ انسان میں نہ تو پتر سورگ سے اگر سکتے ہیں - نہ گرے
ہوئے دکھائی دے سکتے ہیں - اگر اس کو صحیح بھی تسلیم کر لیا جاوے
تو بھی اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا - کہ شرادھ مردوں کا کرنا چاہیئے

کپڑے ملیں تو کیسے ٹکے ۔ چیتھڑے لیف دولائی
ہو بربس پڑا کھٹیا پر رو رو دیت دہائی
کنبہ کہت ہوا بہتر برس کا بابا ہوا سودائی
بار بار پوچھت ہے اس سے دس کچھ دھری دھرائی
اور جب ہو جائے ان کا کال تو کرتوت کرے بغیر ناک کٹتی ہے براہمنوں

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۴ ۔ اور ان کا پنڈ دان کرنا چاہیئے ۔ نہ ہی
اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے ۔ کہ نجات کرو ۔ لئے شرادھ کیا۔*
بعض اصحاب اس نسبت میں ایک اور نرک کیا کرتے ہیں ۔ وہ یہ کہ پتر
کے لفظی معنی ہی یہ ہیں جو پت پुत نام کے نرک سے رکھشا پुत्र
کرے ۔ لیکن وہ یہ نہیں وچارتے ۔ سورگ اور نرک کوئی استھان وشیش نہیں
ہیں ۔ بلکہ سکھ دکھ کا ہی نام ہیں ۔ شاعروں اور مصنفوں نے عوام کو سمجھانے
کے لئے ان الفاظ کو ایسے پیرائے میں استعمال کیا ہے ۔ کہ عام طور پر خاص
ملک یا مقامات معلوم ہوتے ہیں ۔ ہر ایک شخص کو بردھاوستھا میں جس قسم
کی مصیبتوں اور تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے ۔ ان کو دور کرنے میں پتر
ہی مدد دے سکتا ہے ۔ جس کا پتر زندہ نہیں ہوتا اس کو بہت کشٹ ملتا
ہے ۔ اس لئے پت نام نرک بڑھاپے کو سمجھنا چاہیئے ۔ پانی جی پتر کا ارتھ
کرتے ہیں (पुञ्पवने دھاتو سے یہ شبد بنتا ہے)

पुनातीति पुत्रः पुवो ह्रस्वश्च उणादि सू०
४।१६४ جو گرہ کو پوتر کرے ۔ यास्क یاسک آچاریہ اس
کا مقصد ذیل ارتھ کرتے ہیں :-

पुत्रः पुरुत्रायते निरपणाद्वा पुं नरकं त

کو خوب کھلائیں۔ کرڑا کے دار دکھشنا دیں۔ پتری رن اگر دور ہو سکتا ہے۔ تو جیتے
بزرگوں کی سیوا کر کے اور سنتان اُتپتی کر کے۔ مرنے کے بعد نہ سیوا کی جا سکتی ہے
نہ ہی سنتان کے پیدا ہونے کی اطلاع مرت ماتا پتا کو مل سکتی ہے۔ ہاں دھن کا ستیاناش
ہے جتنا چاہو کر دو۔ پتری رن سے سُبکدوش ہونے کی خواہش ہے۔ تو کوئی ایسا بُرا کرم
نہ کرو۔ جس سے اُن کے نام پر دھبہ لگے۔ اُن کے ادھورے چھوڑے ہوئے کاموں
کو تکمیل تک پہنچاؤ۔ جیسا کہ وید بھگوان کا اُپدیش ہے:-

अनुव्रतः पितुः पुत्रो मात्रा भवतु संमनाः।
जाया पत्ये मधुमतीं वाचं वदतु शान्तिवाम्॥
अथर्व वेद

دلیل ۱۵۔ ہم شرادھ کے ذریعے ماتا پتا کی عزت مرنے پر بھی قائم رکھتے ہیں
تنقید۔ مرنے پر بھی اُن کی عزت قائم رکھنے کا سادھن یہ ہو سکتا ہے کہ
کوئی ایسا کام نہ کریں۔ جس سے اُن کے نام کو بٹہ لگے:-

دلیل ۱۶۔ وراثت کے بانٹنے میں آسانی رہتی ہے۔ کیونکہ چھ پشتوں

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۹

तस्मादयत इतिवा

ارتھات جو بہت رکھشا کرے یا برودھ اوستھا روپی پُنگ (पुं)
نرک سے بچاوے بہر حال رشی اور مُنیوں کا منشا اس سے زیادہ
کچھ نہیں معلوم ہوتا۔ کہ برودھ اوستھا کے لئے اور خاندان کو قائم
رکھنے کے لئے ہر شخص کو سنتان اُتپن کرنی چاہیئے۔ یہی پتری رن
کہلاتا ہے۔ پس جو لوگ پتری رن کی ادائیگی پنڈدان یا شرادھ کے
ذریعے مانتے ہیں۔ وہ سخت غلطی کرتے ہیں اور شاستروں کے آشے
کے وِرودھ عمل کرتے ہیں:-

تک کے نام زبانی یاد رہتے ہیں ÷

تنقید - کیا اس طرح سے ہی چھ پشتوں تک کے نام یاد رہ سکتے ہیں۔ اور کوئی طریقہ نہیں ہے؟ شجرہ نسب کا رواج بہت سے گھرانوں میں چلا آتا ہے۔ جو عین مناسب ہے۔ عالموں کو اپنی اَنیک پشتوں کے نام یاد رہتے ہیں۔ اگر یہ اعتراض اٹھایا جائے کہ مورکھوں کو یاد نہیں رہتے ....

تو سراسر لچر اور بے بنیاد ہے۔ کیونکہ انہیں تو شرادھ کرتے ہوئے بھی چھ پتروں کے نام معلوم نہیں۔ ان بیچاروں کو اس ڈھونگ کا کیا پتہ لگتا ہے کہ ہمارے سامنے کیا شلوک پڑھے جا رہے ہیں۔ اور ان کا کیا مطلب ہے؟

دلیل ۱۷ - شرادھ میں برہمنوں کو منتران دینے سے گیان کا لابھ تو ضرور ہوگا۔ پھر تم اسے فضول کیوں بتلاتے ہو؟

تنقید - ہم بھی تو یہی کہتے ہیں کہ مرتک پتروں کے ستھان میں وِدوان برہمنوں اور جیونت ماتا پتا کی تن دل سے خاطر تواضع کرے۔ تا کہ ان کے اپدیش سے اپنے جیون کو لابھ پہنچے۔ مگر یہ مُردوں کا شرادھ تو نہ ہوا۔ یہ تو جیونت (زندہ) کا ہی ہوا۔ آپ اپدیش مرت ماتا پتا کرتے تو کچھ بات بھی تھی ÷

دلیل ۱۸ - وِدوان شریشٹھ برہمنوں کو دیئے جانے سے وہ نشچنت جیوکا (روزگار) کی چنتا سے رہت ہو کر سوادھیائے میں لگے رہیں گے۔ مورکھوں کا شرادھ ہونے سے وہ ودیا میں تت پر ہونگے ÷

تنقید - جو تو وید ویدانگ کے گیاتا [illegible] برہمن ہیں۔ وہ تو جیونت شاستر ورودھ کھائیں گے کیوں؟ اور جو سوارتھی اور زبردستی نیوتہ قبول کرنے والے ہیں۔ انہیں خواہ پوری کچوری کا تھال کھلا دو۔ لابھ کچھ نہیں ÷

دلیل ۱۹ - اچھا صاحب سارے ہی لابھ جو ہیں نے گنائے نظر انداز

کر دیجئے۔ مگر شرادھ ترپن آدی ویدک کرموں کے لئے وید منتروں کو پنڈت لوگ حفظ رکھیں گے۔ یہ کیا کم بات ہے؟

تنقید۔ ہم مانتے ہیں۔ کہ ہریک کرم کے ساتھ منتر یاد رکھنا ضروری ہے۔ مگر مرتک شرادھ میں تو منتروں کا دینوگ نہیں आद्ये वेले पुण्यक्षेत्रे اتیادی من گھڑنت واکیوں کی بھرمار ہے۔ پھر हिमवत्पर्वतेकदक्षे جھوٹے منتروں کے یاد کرنے سے کیا لابھ ہے؟ اگر کوئی وید منتر پڑھ بھی دیا۔ تو اس کا استعمال ٹھیک موقعے پر نہیں ہوا۔ گنا نتر اتیادی سے شوجی کا ارادھن اور شنودیوی سے سنیچر کے روز نیل مانگنا مورکھتا نہیں تو اور کیا ہے؟

دلیل ۲۰۔ شرادھ میں دیا ان پہنچتا تو کیا ہے۔ ہاں اس بہانے سے ہاتھ سے کچھ دان پُن ضرور ہو جاتا ہے۔ ورنہ گرہستی کے گھر سے چار پیسے بمشکل ہی نکلتے ہیں ٭

تنقید۔ پُنیہ ہوتا ہے یا نہیں۔ اس نکتے کو چھوڑ کر اگر یہ سمجھا جائے کہ اس کاریہ کا مرتک پتروں کے ساتھ کوئی تعلق بھی ہے یا نہیں۔ تو پھر یہ مرتک شرادھ تو نہ ہوا۔ اس کی تو صورت ہیئت ہی اور کی اور ہو گئی سچے براہمنوں کو بھوجن دینا بیشک پُنیہ ہے۔ لیکن یہ علیحدہ کرم ہے۔ اس کا شرادھ سے کوئی تعلق نہیں۔ اب رہا پُنیہ اس کے بارے میں عرض ہے۔ کہ جیسی اندھا دھند اور سکھا شاہی آج کل شرادھ کے دنوں میں براہمن کو نمنترن دینے میں چلی ہوتی ہے۔ اس کو دیکھ کر یہی کہنا پڑتا ہے۔ کہ شاید ہی کسی خوش قسمت کی غرض پوری ہوتی ہو۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ ایک براہمن کے گھر پر نمنترن آیا۔ تو اس برہمن کے بالک نے کہا کہ

ऊर्ध्वं गच्छन्ति डकारा अधो वायुर्नगच्छति। निमंत्रणागतं द्वारे किं करोमि पितामह ॥

(ترجمہ) کھٹی ڈکاریں اُوپر کو آرہی ہیں نیچے کو اپان وایو نکلتی نہیں۔ نمنترن دوسرا دروازے پر آیا پتاجی کیا کروں؟ براہمن دیوتا جھٹ اُتر دیتا ہے کہ

बालकं वचनं श्रुत्वा निमंत्रनं मानते ध्रुवम्।
मृत्युर्जन्म पुनरेवा परान्नञ्च दुर्लभम्॥

بیٹا سنو! نمنترن کو نشچے مان لو۔ کیونکہ جنم تو مر کر پھر بھی مل جائے گا مگر پرایا ان سنسار میں درلبھ ہے۔ غرض ایک ایک دن میں پانچ پانچ گھروں میں نمنترن سویکار کرنے والوں کی پانچوں انگلیاں گھی میں ہیں۔ بے علم۔ مقدمہ باز خوشامدی جھوٹے شرابی۔ کبابی سنکلپ کرانے تک سے بے بہرہ صرف کھیر کے سڑپے لگانا جاننے والے برہمن کے نام کو ڈبانے والے لوگ خوب ٹھوس ٹھوس کر بھرتے ہیں۔ اور جن شخصوں کو دان دینا چاہیئے وہ کھڑے منہ تکتے ہیں۔ کسی شاعر نے ٹھیک فرمایا ہے کہ

کوڑھی۔ کنگلے۔ لنگڑے لُولے ایک ٹکڑا انہیں پاتے ہیں
بھارت کے اندھے اناتھ سب بلبل بلبل مر جاتے ہیں
زمیندار ساہوکار سیٹھ یہ جب کبھی پوپ جماتے ہیں
یجنیہ زنار کی سن پکار یہ اناتھ مانگن آتے ہیں
پوپ کریں اپدیش انہیں مت دو یہ کیا تر کہاتے ہیں

پیارے سناتن دھرمی سجنو! دان کرتے وقت دیش۔ کال پاتر کا تو خیال رکھنا چاہیئے۔ جیسے کہ شریمد بھگوت گیتا کا قول ہے:-

दातव्यमिति यद्दानं दीयतेऽनुपकारिणे॥
देशे काले चपात्रे चतद्दानं सात्विकं विदुः॥
अपूज्यः यत्र पूज्यन्ते पूज्यानान्तु व्यतिक्रम
श्रेणि तत्र प्रवर्तन्ते दुर्भिक्षं मर्णं मयं।

جس جگہ اپوجیوں کی سیوا اور پوجیوں کا ترسکار ہوتا ہے۔ وہاں کال مرن بھے تلبنون کا دورہ رہتا ہے ✤

دلیل ۲۱ - ہائے ہائے کیسا زمانہ آگیا۔ کہ لوگ براہمنوں کی اور شرادھوں کی نندا کرنے لگ پڑے یہ سب کچھ کلجگ کا پربھاو ہے۔ ورنہ ست یگ ترتیا آدی یگوں میں ہر ایک شخص شردھا پوروک اپنے مرتک پتروں کو جل دان دیتا ہی تھا ✤

تنقید - یہ خیال کہ ست یگ وغیرہ سابقہ یگوں میں لوگ مرتک شرادھ کرتے تھے۔ بالکل صداقت سے خالی ہے۔ خود تمہاری پرمانک پستکیں پُران اس کا کھنڈن کرتی ہیں۔ برہمنارد پُران کل یگ کے متعلق یہ بتلاتے ہوئے کہ اس میں کیا کیا ہوگا۔ کس طرح دھرم کا تنزل ہوگا۔ بیان کرتا ہے :-

द्विजाः कुर्वन्ति दम्भार्थं पितृयज्ञादिकाः क्रियाः
अपात्रेषु च दानानि कुर्वन्ति च तथा नराः

(ادھیائے ۳۸ شلوک ۴۷ چھاپہ کلکتہ)

ارتھات "اور برہمن پاکھنڈ جتانے کو پتری یگیہ آدی کرم ارتھات شرادھ آدی کرم کریںگے۔ تبھی برہمن کپاتر دوجوں کو دان دینے لگ جائیں گے۔ (ترجمہ پنڈت دیوی سہائے مندرجہ بھاشا برہمنارد پوران مطبوعہ نولکشور پریس لکھنئو)

یہ شلوک نہ صرف یہ ظاہر کرتا ہے۔ کہ یہ رسم کل یگ کے زمانے سے ہی شروع ہوئی ہے۔ پہلے نہ تھی۔ بلکہ یہ بھی بتلاتا ہے۔ کہ براہمنوں نے اپنے فائدہ کے لئے سے ایجاد کیا ہے۔ سناتن دھرمی بھائیو! تمہاری ہی کتابوں سے تمہارے سدھانتوں کا کھنڈن ہوتا ہے۔ اس سے زیادہ کیا طرفہ ہوگا؟

دلیل ۲۲ - سناتن دھرم کے ایک مشہور لیڈر نے شرادھ کے متعلق

ایک نئی تھیوری پیش کی ہے۔ جو بجنسہ ذیل میں درج ہے:-

Ceremonies performed on the anniversary of the death of of a dear relative, and during the second half of the month of भाद्रपद for all the near dead manes will go, it is believed to expiate to some extent their stock of पाप & hasten their release from hell" (Essentials of Hinduism article NO XVIII p. 70 - (91) by Rao Bahadur V.M. Mahajana.

ترجمہ۔ کسی عزیز رشتہ دار کی برسی کے موقعہ پر اور تمام قریبی فوت شدگان کے لئے ماہ بھادوں کے آخری نصف حصے میں رسومات ادا کرنے سے یہ یقین کیا گیا ہے۔ کہ وہ جلد ایک حد تک اُن کے پاپ کو دھونے میں ممد ثابت ہونگی اور اُن کو نرک سے جلد رہائی دلائینگی۔

تنقید۔ سناتن دھرم پینترے بدلنے میں بڑا کمال کرتا ہے۔ جب سناتن دہرم کے لیڈر مردوں کے شرادھ کی ضرورت کو کسی طرح بھی ثابت نہ کرسکے۔ تو اب کبھی تو فرماتے ہیں۔ کہ اثر پہنچتا ہے۔ اور کبھی گول مول الفاظ میں یہ بتلاتے ہیں کہ شرادھ میں کھلایا ہوا اَنّ پتروں کو نرک سے رہائی دلائیگا۔ کوئی ان بھلے مانسوں سے پوچھے۔ کہ اول تو تمہیں علم کس طرح ہوگا کہ تمہارا پتر سورگ میں ہے یا

نرک ہیں دوسرے اس طرح یہ شرادھ محض پاپی لوگوں کے لئے رہ جائیں گے۔ دھارمک لوگوں کے لئے اُن کی ضرورت ہی نہ رہیگی۔ کیونکہ نہ تو وہ بموجب اعتقاد سناتن دھرم نرک میں جائیں۔ نہ کسی کو انہیں وہاں سے رہا کرانے کی ضرورت۔ تیسرے نرک بتلانا چاہئے کہ کہاں ہے۔ اگر نرک سے چھڑانے سے مراد کسی یونی سے چھڑانا ہے۔ تو کرم انوسار یونی کا ملنا اور اس کی سزا و جزا کی مقدار کا سوال کس طرح حل ہوگا +

دلیل ۲۳۔ ہم تمہارے موافق مغز کہاں سے لادیں تمہارے آگے ہماری ایک پیش نہیں چلتی۔ جو دلیل ہم دیتے ہیں تم اسکی غلطی نکال دیتے ہو کیا ہمارے باپ دادا بیوقوف تھے۔ جو شرادھ کرتے تھے؟ پرم پرا سے چلی ہوئی رسم ہم کس طرح بند کر سکتے ہیں۔ ماں باپ کے راستے پر چلنا ہر ایک انسان کا فرض ہے۔ پھر ہم اُن کے خلاف چل کر پاپ کے بھاگی کیوں بنیں؟

تنقید۔ ادنا ماسی دھم۔ باپ پڑھے نہ ہم۔ یہ تو بڑی زبردست دلیل آپ نے دی معلوم ہوتا ہے۔ آپ کی علمی لیاقت لنڈوں تک محدود ہے۔ ورنہ اگر اپنے دھرم گرنتھوں سے کسیقدر خوشہ چین ہوتے تو ایسا نہ کہتے +

جب ہمارے گرنتھوں اور دلائل کی رُو سے مرتک شرادھ ایک پاکھنڈ ٹھیرتا ہے۔ تو بمقابلہ اُن کے اپنے باپ داداؤں کے کتھن کو پرمانک مان لیں یہ اگر ارتھ نہیں تو کیا ہے؟ منوجی مہاراج فرماتے ہیں کہ:-

येनास्य पितरो याता येन याता पितामहाः।
तेन यायात्सतां मार्गं तेन गच्छन्नरिष्यते॥ अ० ४
श्लो० १७८

ترجمہ " جس مارگ سے پتا۔ پتا مہا چلے ہوں۔ اُسی مارگ سے سنتان

بھی چلیں - پرنتو جو ست پُرش ماتا پِتا ہوں اُنھی کے مارگ پر چلیں،، اس سے صاف عیاں ہے - کہ دھرم سے ناواقف وِدیا سے ہین - غور و فکر سے خالی ماتا پِتا کے نقشِ قدم پر نہیں چلنا چاہیئے - سنتان کو اپنے بزرگوں کے نیک افعال و عمدہ رسوم کی نقل کرنی چاہیئے - نہ کہ بلا تمیز نیک و بد سب باتوں کی - تیتریہ اُپنشد کے پاٹھ سے واضح ہوتا ہے کہ پہلے زمانے میں آچاریہ تک وِدیا سماپتی کے پشچات اپنے شِشّوں کو صاف کہہ دیتے تھے کہ

यान्यवद्यानि कर्माणि तानि सेवितव्यानि नोऽइतराणि

جو جو ہمارے دھرم یکت کرم ہیں اُن کی پیروی کرو - اور جو ہمارے دُشٹ کرم ہوں اُن کی نہیں *

"پرم پرا سے شرادھ چلا آتا ہے،، یہ دعوےٰ تو شرادھ کے سنبندھ میں جو کتھائیں زبان زدِ خلائق ہیں - اُن ہی سے باطل ٹھیرتا ہے - اگر شرادھ قدیم سے ہوتا - تو ممی اپنے پتر کا شرادھ کرکے اظہارِ افسوس نہ کرتا اور براہمنوں کے سرا سے نہ ڈرتا - یہ تو زیادہ سے زیادہ پانچ ہزار برس کا ہے - سرشٹی کو ہوئے تقریباً ایک ارب ستانوے کروڑ انتیس لاکھ انچاس ہزار برس - اب آپ ہی انصاف کریں - جو رسم ابتدائے سرشٹی سے ایک ارب ستانوے کروڑ انتیس لاکھ ننیانوے ہزار برس تک مروج رہی ہو - یعنی زندہ پتروں کی سیوا وہ سناتن ہے یا وہ جو صرف چند ہزار برس سے جاری شُدہ ہو - یعنی مردوں کا شرادھ ؟

دلیل ۲۴ - تمہاری باتوں سے ہیں کچھ کچھ وشواس ہوتا جاتا ہے - ہم بزرگوں سے سنتے چلے آئے ہیں کہ گو داوری میں پنڈ دینے سے ماتا وغیرہ جو کہ استری کی یونی میں ہوتی ہیں - اُن کا اُدھار ہو کر پرش بن جاتی ہیں - کیا یہ بھی

بات غلط ہے ؟

تنقید - सत्यमेव जयते नानृतम् - سچائی ہی فتح پاتی ہے نہ کہ جھوٹ - اب سنئے اپنے سوال کا جواب - اگر سب استریوں کے پتروں نے گوداوری میں ہی پنڈ دئیے - تو پھر استری جاتی کا تو خاتمہ ہی سمجھئے اور جب استری جاتی ختم ہو گئی - تو سرشٹی کہاں سے ہوگی ؟ علاوہ ازیں ایک اور بڑا بھاری دوش ہے - فرض کرو کہ کسی کی ماں کو مرے ہوئے بیس سال کا عرصہ ہوا ہے - پتر اس کا گوداوری میں جاکر پنڈ دیتا ہے - اور وہ پرش کی یونی میں چلی جاتی ہے - لیکن بیس سال کی اوستھا میں اس کے دو چار بچے ضرور ہو گئے ہونگے گوداوری پنڈ دینے کے پھل سے وہ سب یتیم ہو جائینگے کیونکہ ان کی ماں تو مرکر پرش بنجائیگی - اور پتنی کو پتنی دیوگ کا دکھ علیحدہ رہا - اصل بات یہ ہے - کہ گوداوری کے قریب بسنے والے پنڈوں نے سوچا ہوگا - کہ سب لوگ گیا میں پنڈ دان کرانے کے لئے جاتے ہیں جس سے وہاں کے پنڈوں کی پانچوں انگلی گھی میں ہیں - ہم کیوں نہ اس لوٹ میں حصہ بٹائیں - انہوں نے یہ گپوڑہ ہانک دیا ہوگا - چلو بھاگتے چور کی لنگوٹی ہی سہی - یہ وہ جانتے ہی ہونگے - کہ یجمان جی ست نچنے میں کہنے کی دیر ہے - فوراً وشواس کر لیں گے *

دلیل ۲۸ - گوداوری میں پنڈ دان کرنے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا ایسا ہم مان لیتے ہیں - مگر گیا میں شرادھ کرنے سے پتروں کا پاپ چھوٹ کر وہاں کے شرادھ کے پنیہ پربھاوسے پتر سورگ میں جاتے اور پتر اپنا ہاتھ نکال کر پنڈ لیتے ہیں - کیا یہ بھی بات جھوٹی ہے ؟

تنقید - یہ بھی بالکل جھوٹ ہے - جو وہاں پنڈ دینے کا وہی پھل ہے تو جن پنڈوں کو پتروں کے نمت لوگ ہزاروں - لاکھوں روپیہ - وستر سورن آدی

دان دیتے ہیں۔ اور وہ اُسے شراب نوشی۔ ویشیا گمن وغیرہ وغیرہ فضولیات میں ضائع کر دیتے ہیں۔ وہ اپنا پاپ کیوں نہیں چھڑا لیتے؟ اور ہاتھ نکلتا آج کل کہیں نہیں دیکھنا۔ پنڈوں کے ہاتھ تو ضرور نظر آتے ہیں۔ یہ کبھی کسی دھورت نے پرتھوی میں گڑھا کھود کر اس میں ایک منش بٹھا دیا ہوگا۔ اور اس کپٹی نے اٹھا لیا ہوگا۔ کسی آنکھ کے اندھے۔ گانٹھ کے پورے کو اس پرکار ٹھگا ہو تو آشچریہ نہیں ٭

رہی یہ بات گیا وہاں پنڈ دان کئے سے مکتی ہوتی ہے۔ یہ بھی سروتھا متھیا ہے کیونکہ مکتی سوائے برہم گیان کے کسی طرح نہیں ہو سکتی ملاحظہ ہو یجر وید ادھیائے ۳۱

वेदाहमेतं परमं महान्तं आदित्यवर्णं तमसः परस्तात्। तमेव विदित्वाति मृत्युमेति नान्यः पन्थाः विद्यतेऽयनाय॥

یہ اور اس قسم کے ڈھکوسلے سوارتھی اور ٹکہ پنتھیوں نے محض لوگوں کو ٹھگنے کے لئے بنائے ہیں ٭

دلیل ۲۶ ۔ اگر کسی کا باپ قرضہ اٹھا کر مر جاوے۔ تو پتر کے قرضہ ادا کرنے پر باپ قرض سے سبکدوش ہو جاتا ہے۔ اسی طرح بیٹے کے شبھ کرم باپ کی سدگتی کے کارن ہو سکتے ہیں ٭

تنقید ۔ اس کی بابت یہ بات قابل غور ہے۔ کہ منش یونی اُبھے بھوگ یونی ہے یعنی اس میں منش اگلے جنم کے لئے کرم کرتا بھی ہے۔ اور پچھلے جنم کے بھوگتا بھی ہے۔ ہو سکتا ہے۔ کہ باپ جو کسی سے قرضہ اٹھا کر مرا ہے وہ اس نے لینا ہی تھا۔ اور پتر نے جو قرضہ ادا کیا ہے۔ وہ باپ کا نہیں کیا۔ بلکہ اپنا قرض ادا کیا ہے۔ کیونکہ باپ کے مرنے پر قانونی طور پر وہ اُس کی جائداد کا وارث

بن جاتا ہے۔ اور اس جائیداد میں سے جو لینی دینی ہو اُس کا بھی وہ ذمہ دار ہوتا ہے۔ اس لئے اگر وہ قرضہ ادا کرتا ہے۔ تو باپ کا قرضہ ادا نہیں کرتا۔ بلکہ اپنا قرضہ ادا کرتا ہے۔ جو کہ اُس کا فرض تھا۔ باپ جو قرضہ لینا چھوڑ گیا تھا۔ اُس کو بھی پتر ہی وصول کرتا ہے۔ باپ کو اس کا بھی پھل نہیں پہنچ سکتا *

دلیل ۲۷۔ جیسے مرتک کے نام پر بنوائے ہوئے کنوئیں تالاب آدی کرموں کا یش روپی پھل مرتک کو ملتا ہے۔ اسی طرح شرادھ کا پھل بھی ملتا ہے*

تنقید۔ کنوئیں تالاب آدی کا یش روپی پھل اس کو نہیں ملتا۔ بلکہ یش بھی تبھی ہوتا ہے۔ جب وہ اپنے ہاتھ سے بنوا جائے۔ اور یدی اس کا کوئی سمبندھی اُس کے پیچھے اُس کے نام کے لئے بنوا دیتا ہے۔ اور وہ تا حیات کنوئیں رہتا ہے۔ تو اس سے اُس کا یش نہیں رہتا۔ بلکہ بنوانے والے کا یش ہوتا ہے رہی نام کی پرسدھی سو پرلوک میں اُس سکھ دُکھ کا کارن نہیں ہو سکتی *

دلیل ۲۸۔ جیسے اس لوک میں دُوسرے کے کرموں کا پھل دُوسرے کو مل جاتا ہے۔ اسی پرکار پرلوک میں بھی مرتک کے پیچھے کئے ہوئے شرادھ آدی کرموں کا پھل اورشٹ دوارا یا کسی ایشوری نیم دوارا پتروں کو ملتا ہے شاستر کا کتھن ہے کہ۔

शास्त्र दीर्षतं फलमनुष्ठानकर्तरी त्युत्सर्गं इति॥

تنقید۔ اِس لوک میں بھی دُوسرے کے کرموں کا پھل دوسرے کو نہیں ملتا۔ بلکہ دوسرے کے پراربدھ کرموں میں دُوسرا نمت مانتر ہو جاتا ہے ورنہ اگر انیہ کے کرموں کا پھل انیہ کو مل جاوے۔ تو جس سمیہ کسی سنبندھی کو کوئی دُکھ ہوتا ہے۔ یا قریب المرگ ہوتا ہے۔ تو اس سمیہ بہت سے اشٹ متر ایسی پرارتھنا کرتے ہیں کہ میرے شُبھ کرم اس کو لگ جائیں اور میری آیو اس

کہ پتر بھی ترپت ہو گئے۔ اور برہمن بھی ترپت ہو گئے یہ سراسر سچائی اور معقولیت کا
خون کرنا ہے۔ کسی کوی نے کیا خوب کہا ہے ؎

मृतानामिह जन्तूनां श्राद्धं चे तृप्ति कारणं
म। गच्छतामिह जन्तूनां वृथा पाथेय कल्पनम् ॥

ارتھ۔ جو مرے ہوئے منشوں کی ترپتی کے لئے شرادھ اور ترپن ہوتا ہے تو
ودیش میں جانے والے منشیوں کے لئے مارگ یعنی راستے کا خرچ کھانے پینے کے لئے باندھنا
بے فائدہ ہے ؛

دلیل ۲۹۔ مرتے وقت جسم کے اندر سے پران اور اندریاں اور آتما کے نکلنے کی
لیکن من سوکشم ہے۔ اس لئے اس کی کوئی شکل نہیں ہوتی۔ لیکن امریکہ میں اس نکلنے والی
چیز کا فوٹو لیا گیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ من پران اور آتما کے ساتھ جسم کے ستھول ذرے
بھی ساتھ جاتے ہیں۔ اس کا سایہ پڑتا ہے۔ اور فوٹو لیا جا سکتا ہے۔ یہ من بمعہ پران
و آتما کے نکل کر وہاں جاتا ہے۔ جہاں اس کی پرکرتی ہو۔ کیونکہ ہر ایک جنس اپنی ہم جنس
کی طرف جاتی ہے۔ من سوم سے تعلق رکھتا ہے۔ اس لئے چندر لوک کو جاتا ہے اور بہتر ہے
بھی چندر لوک میں ہی ہیں۔ لیکن چندر لوک تک پہنچتے پہنچتے جو ستھول چیز ساتھ گئی ہے
وہ کم ہونے لگتی ہے۔ اس لئے اگر اسے مدد نہ پہنچائی جاوے۔ تو وہ چندر لوک میں نہ پہنچ سکیگا
اور ہوا میں ہی بھٹکتا رہے گا۔ اس مدد کے پہنچانے کے لئے جو کرم کیا جاتا ہے۔ وہی
شرادھ ہے ؛

تنقید۔ جب من چندر کی طرف جانے کی خصوصیت رکھتا ہے اور من سوکشم
ہے پھر اس بات کی کیا ضرورت ہے۔ کہ من کو کوئی ستھول چیز بھیجی جائے۔ چندر لوک
میں تو من سوکشم بمعہ آتما و پرانوں کے جاتا ہی ہے۔ اگر راستے میں ستھول چیز کم بھی ہو
جائے تو کیا بگڑا؟ من نے تو چندر لوک میں پہنچ ہی جانا ہے کیونکہ اس کی پرکرتی

اُسی کی طرف ہے۔ لہٰذا یہ دلیل بھی بعض کم فہم اصحاب کے لئے مغالطے سے بڑھ کر
وقعت نہیں رکھتی ؎

دلیل ۳۱ ۔ جس طرح تار کے حروف تار بابو ہی جانتا ہے۔ دوسرا شخص
کو تار بھیجنے کا طریقہ معلوم نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح شرادھ کا بھوجن بھی براہمنوں کے
ذریعے پتروں کو بھیجا جاتا ہے۔ اصل مقام پر پہنچنے کا حال صرف براہمنوں کو ہی
معلوم ہو سکتا ہے۔ اوروں کو نہیں ؎

سمیکشا ۔ واہ واہ کیا النفیس دلیل ہے۔ کیا عمدہ فلاسفی ہے۔ مگر
کیا کریں۔ منطق کے ہاتھوں اس کی بڑی گت بنتی ہے۔ سوال ہو سکتا ہے۔ کیا وہ
تار بابو اس تار کو بلا پتہ ہی روانہ کر دیتا ہے۔ اور کیا اگر تار دینے والا اس کی رسید
یا جواب منگانا چاہے نہیں منگا سکتا۔ اور کیا تار کے علم کو سوائے خاص اس تار بابو
یا خاص جاتی کے لوگوں کے اور کوئی سیکھ اور جان نہیں سکتا۔ جب ایسی حالت ہے
کہ بلا پتہ تار بھیجی نہیں جا سکتی۔ اور اس تار بابو کی خاص قوم کے علاوہ اور قوموں
کے لوگ بھی یہ علم سیکھ سکتے ہیں۔ تو ان کو حق الشمس یا اجارہ کیوں ملنا چاہئے ؎

دلیل ۳۲ ۔ جس طرح ایشور کرموں کا پھل دیتا ہے۔ اور وہ پھل مجسم
نہیں بلکہ لطیف نظر نہ آنے والا ہوتا ہے۔ اسی طرح شرادھ بھی ایک کرم ہے
اس کا پھل بھی پرماتما ضرور دے گا۔ سوائے ناستک کے ایشوریہ راجیہ میں بھیجنے
کی رسید کی ضرورت یا بالفاظ دیگر ایشور پر بے اعتباری کوئی اور نہیں رکھتا
جبکہ نیم بھی ہے۔ اگر کوئی اپنے نیک کرم کا پھل دوسرے کو دینا چاہے تو دے
سکتا ہے۔ جیسے اگر کوئی ایک ہزار روپیہ کما کر پانچ شخصوں میں تقسیم کر دے
تو کیا ان روپوں سے ان کو آرام نہیں پہنچ سکتا؟ جب ہماری کمائی کا عوض یعنی
ہمارا روپیہ دوسروں کو آرام پہنچا سکتا ہے۔ تو یقیناً جواب ہاں ہوتا ہے کیونکہ

باپ کو مرنے کے بعد سکھ نہیں پہنچا سکتا؟

سمیکشا - بیشک پرماتما کرموں کا پھل دیتا ہے - لیکن اسی کو جو کرم کرتا ہے - نہ کہ دوسرے کو - پرماتما کا موٹا اصول یا اٹل نیم یہی ہے - کہ فاعل کو ہی اُس کے فعل کا پھل ملتا ہے - پرماتما کے ہاں یہ اندھیر گردی نہیں - کہ احمد کی پگڑی اُتار کر محمود کے سر پر رکھدی جاوے - عیسائی اور مسلمان اگر ایسا یقین رکھیں - تو بجا ہو سکتا ہے - کیونکہ انہیں تعلیم ہی ایسی ملی ہے - کہ ایشور نے بلا لحاظ کرموں کے جس کو جیسا چاہا ویسا بنا دیا - مگر کوئی ہندو پرماتما پر ایسا بے انصافی کا الزام ہرگز نہیں لگا سکتا - جب تک کہ وہ آواگون پر یقین رکھتا ہو - اور آواگون ہے کرموں کا پھل بشکل رنج و راحت بذریعہ مختلف قالبوں کے فاعل کو ملنا - اسی دنیا میں جیسا کوئی سرائے وغیرہ بنواتا ہے - یا یگانوں اور بیگانوں کو فائدہ پہنچاتا ہے - تو اس نیکی کا پھل بھی اس بنوانے والے یا فائدہ پہنچانے والے کو ہی ملتا ہے - اگر شرادھ کا آپ کچھ ثواب بھی مان لیویں - تو شرادھ کرنے والے کو ہی اُس کا پھل مل سکتا ہے نہ کہ ماں باپ کو جو اپنے کرموں کا پھل ایشور کے حکم کے مطابق مختلف جسموں میں یا بحالت مکتی بھگت رہے ہیں - اور ایشور کے انتظام سے ہر جاندار کے لئے حسب ضرورت اس کی زندگی کے واسطے سامان موجود ہے اور بعد میں سوائے برہمنوں کے سناتن دھرمیوں کے پاس اور کوئی ذریعہ شرادھ کا پھل پہنچانے کا نہیں اور برہمنوں دوارا پہنچ جاتا ہے - اس پر پبلک کو اعتبار نہیں - اسی لئے جھٹ یہ آواز بلند ہو جاتی ہے - کہ یہ برہمنوں کی خود غرضی ہے ۔

باب چہارم

مرتک شرادھ کی چھان بین

فصل اوّل

"پتر" شبد ہی جیوت "ماتا پتا" کیلئے آتا ہے

حقیقت ہو گئی سب آشکارا پتری تربن کی
کیا ہے پتر کے معنے نے عقدہ وا شرادھوں کا

شرادھ کے لئے شاستروں میں بالعموم پتری یجیہ شبد آتا ہے جس کے اصطلاحی معنی ہیں۔ پتروں کی پوجا سیوا وغیرہ۔ پتر کون؟ (زندہ) ماں باپ گورو وغیرہ۔ جن اصحاب کے دل میں یہ خیال راسخ ہے۔ کہ پتر شبد "جیوت" کے لئے شاستروں میں کہیں مستعمل نہیں ہوا۔ بلکہ "مرت" کے لئے آیا ہے۔ وہ ذرا تعصّب و تنگ نظری سے کنارہ کشی کر کے ذیل کے چند منتروں پر غور فرمادیں۔ بخوبی طشت ازبام ہو جاویگا کہ وہ راستی پر ہیں۔ یا غلطی پر۔

उदीरतामवर उत्परास उन्मध्यमाः पितरः सोम्-
यासः। असुं यईयुरवृका ऋतज्ञास्ते नोऽवन्तु पितरो
हवेषु॥

یہ یجر وید کے ادھیائے ۱۹ کا ۴۹ واں منتر ہے۔ اس میں سپشٹ ہی پتروں

کے لئے श्रासुं यईयुः شبد پڑے ہیں جن کا مدعا پران دہاری جیوت سے ہے کیا مردہ پتر پران والے ہو سکتے ہیں؟ اگر نہیں تو کیا یہ پتر شبد جیوت اسکے لئے یہاں مستعمل ہوا صاف عیاں نہیں؟

स्वादुषः सदः पितरो वयोधाः कृच्छ्रे श्रितः शक्तिवंतो गंभीराः। चित्र सेना इषु बला अमृध्राः सतो वीरा उरवो व्रातसहाः॥ यजु अ० २९ मंत्र ४६

اس منتر میں آیودہ دھارن کرنے والے پتر سیناؤں والے بان چلانے والے پتر بتلائے ہیں۔ ہمارے معترض اس پرمان پر غور فرمادیں۔ یا تو پتر شبد کا پریوگ زندہ کے لئے مانیں۔ ورنہ متذکرہ صفات مرتک پتروں میں ثابت کر کے دکھلائیں۔ تیسرا پرمان سب سے زبردست ہے۔ اس پر غور کرنے سے ہر کسی کی غلط فہمی بھی کافور ہو جاوے گی +

य इह पितरो जीवा इहवयं स्मः। अस्मां स्तेनुवयं तेषां श्रेष्ठा भूयास्म॥ अथर्व वेद १९-४-८७

متذکرہ بالا منتر میں جیو اور پتر صفت اور موصوف ہیں۔ تھوڑی سی سنسکرت جاننے والے بھی خط کشیدہ الفاظ کا مطلب سمجھ سکتے ہیں۔ جیو اور پتر شبد قریب قریب ہی آئے ہیں۔ ایسے صاف ثبوتوں کی موجودگی میں سناتن دھرمی دوستوں کا یہ دعوے کرنا کہ پتر شبد جیوت کے لئے نہیں آتا۔ پبلک کی آنکھوں میں دھول جھونکنا نہیں تو کیا ہے؟

پیارے احباب اکثر جگہ مرتک شرادھ پر بحث ہوتی ہے۔ تو بجائے یہ ثابت کرنے کے کہ برہمنوں کو کھلایا ہوا بھوجن مردہ ماتا پتا کو مل جاتا ہے۔ پتر شبد کی اوٹ میں چھپنے کی کوشش کیجاتی ہے۔ مگر سچ امر کا سچ ہے اتنے میں کھرتی کی طرح اسکی ہی جگ ہنسائی ہوتی ہے

فصل دوم

پروفیسر میکس مولر اور مرتک شرادھ کا ابہم

انگلینڈ کے پروفیسر میکس مولر کا نام بوجہ سنسکرت علم ادب کی چھان بین کرنے کے چار دانگ عالم میں روشن ہے۔ آپ کا کیا وید بھاشیہ مشرقی و مغربی سکالر بڑی دلچسپی سے مطالعہ کرتے ہیں۔ لیکن چونکہ اُن کا آدھار زیادہ تر سائن و مہیدھر بھاشیہ تھا۔ اس لئے لازمی تھا کہ آپ شاستروں کے گوڑھ تتو کو سمجھنے سے قاصر رہتے۔ چنانچہ اپنے ترجمہ کی نسبت آپ خود اعتراف کرتے ہیں۔ کہ میں نے اپنا ترجمہ سائنیا بھاشیہ سے کیا ہے "....میرا ترجمہ ممکن ہے پچاس برس کے عرصے تک غلط اور غیر مکمل ثابت ہو جائے"۔

اخباری دنیا اور بحث مباحثوں کے شائق پرانے سناتن دھرمی فخریہ صاحب ممدوح کی رائے پیش کیا کرتے ہیں۔ جو انہوں نے شاستر ارتھ وزیر آباد (منعقدہ ۱۹ اپریل ۱۸۹۵ء) مابین آریہ سماج و سناتن دھرم سبھا کے فیصلے کے لئے منتری سناتن دھرم سبھا کے تقاریر فریقین ارسال کرنے پر اپنی چٹھی مورخہ ۲۱ نومبر ۱۸۹۶ء دوارا اظہار فرمائی ہے۔ نامناسب نہ ہوگا۔ اگر صاحب ممدوح کی بیش قیمت رائے کا ضروری حصہ ناظرین کی دلچسپی اور واقفیت کی خاطر حوالہ قلم کیا جاوے۔ کیونکہ یوروپین تہذیب سے متاثر ہونے کے سبب آج کل کے اکثر تعلیم یافتہ اصحاب یوروپین عالموں کی رائے بڑی قدر کی نگاہ سے ملاحظہ کرتے ہیں۔ تحت رائے احقر کے نوٹ بھی نظر اندازی کے مستحق نہیں ہیں۔

ترجمہ چٹھی میکس مولر صاحب بہادر (چیدہ اقتباسات)

"(۱)...... درحقیقت مرے ہوئے بزرگوں کی تعظیم ان قوموں میں بھی پائی جاتی ہے۔ جو آریہ بھاشا سے واقف نہیں ہیں (۲) اس کا باعث یہ ہے کہ انسان کا قدرتی

طور پر یہ سوچا جاتا ہے کہ جو چیزیں ہمیں پیاری ہیں ان کو بھی ملے جن کو ہم پیار کرتے تھے
جواب زندہ نہیں ہیں۔ (۳) یہ سوال کہ مردہ روحیں واپس آ کر پنڈوں کو گرہن کرتی ہیں
اور کھاتی ہیں۔ کبھی نہیں پوچھا جاتا تھا۔ یہ کافی تھا کہ پنڈ دان کیا جاوے .... چونکہ
یہ پنڈ دان ایسے موقعہ پر کئے جاتے تھے۔ جبکہ خاندان کے دیگر ممبران بھی بھوجن کے لئے
جمع ہوتے تھے۔ لہٰذا زندہ رشتہ دار بھی اس بھوجن کا حصہ لیتے تھے۔ جو پتروں کے
لئے ارپن کیا جاتا تھا .... اس طرح پر شرادھ گویا مردہ پتروں اور زندہ رشتہ
داروں کے لئے کام دیتے تھے۔ (۴) جلد ہی تعصب کا زمانہ آ گیا۔ اور لوگوں نے
اعتقاد کرنا شروع کیا کہ مردہ روحیں شریر دھارن کر کے زمین پر آتی ہیں۔ اور پنڈوں
کو گرہن کرتی ہیں۔ اور اس وقت کچھ ایک معترضوں نے کہنا شروع کیا کہ شرادھ
بالکل فضول ہیں۔ کیونکہ مردہ بزرگوں کی روحیں ان کو کھاتی ہوئیں یا لاتھ اٹھاتی
ہوئیں آنکھوں سے دکھائی نہیں دیتیں .... (۵) شرادھ کی عمدہ تشریح آپ کو برنے
سمندھ میں ملتی ہے۔ اور وہیں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ یجر ویدی شرادھوں کو پنڈ دان مانتے
ہیں۔ رگویدی اس کو دو جا رچن یعنی برہمن پوجن خیال کرتے ہیں۔ سام ویدی دونو
مانتے ہیں یعنی پنڈ دان بھی اور دو جارچن بھی .... میرے خیال میں اس معاملے میں
سام ویدی راست خیال پر ہیں۔ شرادھ دونوں اغراض سے ہیں۔ یعنی مردہ
پتروں کے لئے تعظیم کے ساتھ بھینٹ اور زندوں کی عزت و توقیر ....
(دستخط انگریزی ایف میکس مولر) *

رائے پر رائے

پروفیسر صاحب ممدوح کی قابلیت اور ان کی ویدک لٹریچر کی ریسرچ کے
لئے دماغ سوزی قابل داد ہے۔ اگر افسوس ہے۔ تو اس امر کا کہ آپ کی رائے دقیانوسی
اور عجیب قسم کی گول مال معلوم ہوتی ہے۔ تمام رائے کو پڑھکر بھی یہ شک بدستور قائم

ہوتا ہے۔ کہ صاحب موصوف نے ان دونوں بکشوں کو سمجھا بھی ہے یا نہیں مضمون
بکشیہ ہے۔ کہ مرتک ماتا پتا کے لئے کھلایا ہوا انہیں پہنچ سکتا ہے یا نہیں ؟
آئیے ناظرین دیکھیں پروفیسر صاحب کتنی لغزشوں کے بعد اس منزل تک
پہنچتے ہیں !!

(۱) ودھتا۔ مرے ہوئے بزرگوں کی تعظیم (ماناکہ) کسی نہ کسی شکل میں کم و بیش
سب اقوام میں پائی جاتی ہے۔ مگر تعظیم کا مفہوم وہی ہونا چاہئے۔ جو ممکن ہو۔ اُن کے
نام پر ودیالے۔ گوروکل ہسپتال۔ سڑک۔ کنواں بنانا اور اس طرح اُن کی یادگار
قائم کرکے اُن کے نام کو چرستھائی رکھنا۔ اُن کے شروع کئے ہوئے دھرم انوکول
کاریوں کی سماپتی کرنا اپنے اقوال و افعال کی خوبی سے اُن کے نام کو مشہور و معروف
کرنا وغیرہ وغیرہ طریقے ہیں۔ جن کے ذریعہ کسی نہ کسی حد تک ہم اُن کی تعظیم کر سکتے ہیں
اگر آپ کی غرض مندرجہ بالا طریقوں کی تائید سے ہے۔ تو انکار کون صاحب فہم کر
سکتا ہے۔ اور اگر مُردوں کے شرادھ کی طرف اشارہ ہے۔ تو سراسر مبرّا از
صداقت ہے۔ فرض کیا ہم پروفیسر صاحب موصوف کی عزّت و تعظیم کرنا چاہتے
ہیں۔ اور اس مطلب کے لئے اپنے گاؤں سے ایک حضرت خورسے ما کو (یا بان لیجئے
بصد تلاش کسی بڑے بھاری وِدوان پنڈت کو) بلاکر خوب پیٹ بھر کر کھانا کھلا
دیتے ہیں۔ کیا آپ اُس سے سیر ہو کر خوش ہوجاوینگے ؟ خوش ہونا تو درکنار۔ آپ
کو تو اتنا بھی پتہ نہ لگیگا۔ کہ آپ کی خوشنودی مزاج کے لئے ہم نے کیا کیا ہے ؟ نہ تو
ہمارے پاس ہی ٹیلیفون کا سلسلہ ہے۔ کہ جس سے ہم اپنے پتروں کو اطلاع
دے دیں۔ نہ ہی تام نہاری براہمن دیوتاؤں کے پیٹ میں ہی ٹیلیگراف آفس
ہے۔ جس سے وہ خود بخود انہیں پتہ کرادیں۔ ان وجوہات کے سبب شرادھ
کے ذریعے مرتک پتروں کی تعظیم ماننا سچائی سے کوسوں دور ہے۔ اور مغالطے سے

بھرپور ہے *

(۱۲) اپنے مردہ بزرگوں کی بھینٹ اچھی چیزیں کرنے کو دل کثیر التعداد لوگوں کا چاہتا ہے۔ لیکن ہو کیا سکتا ہے؟ قانون قدرت کو توڑنے کی شکتی کس میں ہے؟ بعد مردن انکو کسی ذریعے سے کوئی شے پہنچ ہی نہیں سکتی۔ مثال کے طور پر فرض کر لیجئے۔ ایک شخص پٹیالے میں رہتا ہے۔ اُس کا باپ امریکہ میں متمیم ہے۔ وہ اپنے باپ کو ہندوستان کے تحفہ جات بھیجنا چاہتا ہے لیکن جہاز کسی خاص وجہ سے بمبئی سے آگے جانے بند ہیں۔ کیا اُسے یہ جانتے ہوئے بھی بٹھنڈی سٹیشن پر جاکر گرا دینی چاہئے۔ اور پارسل کلارک کے ہاتھ میں پارسل دے کر یہ سمجھ لینا چاہئے کہ مال میرے باپ کو ضرور مل جائے گا۔ میرا فرض بھیجنا تھا۔ وہ میں نے پورا کر دیا۔ خواہ یا بندہ کو ملے یا نہ ملے؟ آپ کہیں گے۔ نہیں ایسا کرنا اُس کی سراسر حماقت ہوگی۔ اسی طرح تصور کر لیجئے کہ جو شخص اپنے مردہ بزرگوں کے لئے پیاری چیزیں براہمن دیوتاؤں کے ارپن کرتا ہے۔ اُس کا حال ہے۔ اس وقت تک تو پہنچنے کا کوئی انتظام نظر نہیں آتا۔ آئندہ کی ایشور جانے۔ اگر کوئی کولمبس ثانی پیدا ہو جائے یا مسٹر پیری جیسا جو اندر سنسار کو مل جائے۔ تو ممکن ہے۔ سناتن دھرمیوں کے پترلوک کا بھی راستہ دریافت ہو جائے۔ اور ریل۔ تار برقی کی بدولت وہاں آنے جانے کی آمد و رفت کا آغاز ہو جائے۔ لیکن اگر کبھی ایسی صورت ہوئی۔ تو مفت خوروں کا رزق تو رہا سہا بھی مارا جائے گا۔ جیسے کہ ریل کے جاری ہونے پر یکہ بانوں اور سرائے کی بھٹیاروں کا قافیہ تنگ ہوا ہے *

(۱۳) ان الفاظ سے تو آپ نے صاف ظاہر کر دیا ہے۔ کہ اندھا دھند کام ہوتا تھا۔ نہ کوئی پنڈا ان کے پہنچنے کے متعلق سوال کرتا تھا۔ نہ کوئی اقرار کرتا تھا۔ سب نے کلوروفارم کی شیشی سونگھی ہوئی ہوگی *

(۴) جادو وہ جو سر پر چڑھ کے بولے۔ آپ لکھتے ہیں۔ کہ تعصب کے زمانے میں لوگوں نے مُردہ رُوحوں کے شریر دھارن کر کے زمین پر آنے اور پنڈوں کے پہنچنے کا دعوے کیا۔ سناتن دھرمی سجن ان سطور کو آنکھیں کھول کر پڑھیں اور آئندہ سے پنڈدان کے پہنچنے سے بحث میں صاف انکار کر دیا کریں۔ ورنہ تعصب کے شکار قرار دیے جائینگے۔ پروفیسر صاحب کی لیاقت کی داد دینی چاہئے کہ اُنہوں نے ہمارے سناتن دھرمی بھائیوں کے سدھانت کا نہایت عمدگی سے کھنڈن کیا۔ آگے آپ فرماتے ہیں۔ کہ اُسی وقت سے معترضوں نے پنڈدان کے خلاف کہنا شروع کر دیا۔ خلاف کہتے تھے۔ تو کیا حق میں کہتے؟ جب کوئی قوم ایک سدھانت غلط بناتی ہے تو کھنڈن کیا جائے۔ یا منڈن کیا جائے..؟

(۵) ہم تو نہیں مانتے کہ رگ وید یجروید سام وید وغیرہ کے کہنے میں بہ سدھانت رشی میں مت بھید ہے۔ سناتن دھرمی اگر اُن کے قول سے اتفاق کرتے ہیں۔ تو بتلائیں کیا کہ چاروں ویدوں میں کچھ مت بھید ہے؟ اگر ہے۔ تو وہ کس طرح پر ہلک رہ گئے ہیں؟ معلوم نہیں یہ سطور لکھتے وقت پروفیسر صاحب پر غنودگی نے غلبہ پا لیا تھا یا راقم الحروف ہی اُن کی منشا سمجھنے سے قاصر ہے۔ ابھی تو پنڈدان پہنچنے کے خیال کو تعصب یاد کرتے تھے ابھی پنڈدان جائز ماننے والوں کے ساتھ ہمراہ ہو گئے۔ کہیں سناتن دھرمیوں کے آنسو پونچھنے کا خیال تو نہیں آگیا؟

آپ کی رائے کے نفس مضمون میں گول مال کی جھلک جھلکتی ہے۔ اور آپ کے کتھن کا خیال کر کے ہمیں بیساختہ کسی شاعر کے مندرجہ ذیل شعر کا اعادہ کرنا پڑتا ہے

غوطے کھلاتی ہے ترے رمز میں تری اے بحر حسن!
تھاہ اک اک بات کی وہ وہ پھر ملتی نہیں

تاہم سچائی سچائی ہے۔ لاکھ چھپاؤ مگر چھپتی نہیں طبیعت پر غلبہ پا کر کسی نہ کسی طرح دیتا

میں ظاہر ہو ہی جاتی ہے۔ پروفیسر صاحب نے بنڈ دان کے ڈھکوسلے کا تو صفایا کر دیا۔ چلو یہی غنیمت ہے۔ سناتن دھرمیوں کو ہندوستان کی سرزمین کے اندر اندر تو کوئی ثالث بھی ملا۔ بیچاروں نے پروفیسر میکس مولر صاحب کی سنڑن لی تھی۔ مگر قسمت کی سیاہی دیکھئے۔ ان سے بھی جھاڑ ہی برداشت کرنی پڑی۔ سناتنی بھائیو مورتی پوجن اور ورن ویوستھا کا بھی کسی یوروپین سے فیصلہ کراؤ گے؟

فصل سوم

(۱) پتر اور دکھشنائن۔ کرشن پکش۔ راتری کال وغیرہ

वसन्तो ग्रीष्मो वर्षाः ते देवा ऋतवः शरद्धे-
मन्तः शिशिरस्ते पितरः य एवाऽऽपूर्यतेऽर्धमासः
स देवाः योऽपक्षीयते स पितरः अहरेव देवाः रात्रिः
पितरः पुनरह्नः पूर्वाह्णो देवाः अपराह्णः पितरः।
स यत्रोदगावर्तते।: पितृषु तर्हि भवति पितॄंस्त
र्ह्यभि गोपायति। शतपथ का० २ ब्राह्मण ३

ارتھ۔ بسنت۔ گرمی اور برسات یہ تینوں دیو رتو۔ سردی ہیمنت اور ششر یہ تینوں پتر رتو ہیں۔ شکل پکش۔ دیو پکش ہے۔ اور چندرماں جس میں گھٹتا جاتا ہے۔ ارتھات کرشن پکش پتر پکش ہے۔ دن ہی دیو۔ راتری ہی پتر ہے۔ پھر دوپہر سے قبل کا نصف حصہ دیو اور بعد از دوپہر کا نصف حصہ پتر ہے۔ وہ سوریہ جب اُتر کو لوٹتا ہے۔ تو دیووں کے لئے ہوتا ہے۔ اور جب دکھشن

کو ڈٹتا ہے۔ تب پتروں کے نمت ہوتا ہے۔ (شتپتھ براہمن) ۔

منوسمرتی میں لکھا ہے کہ

यथा चैवा परः पक्षः पूर्वपक्षा-
द्विशिष्यते न दर्शनं विना श्राद्ध माहिताग्ने र्द्विज-
न्मनः ॥३।२८२॥

جیسے شرادھ میں پوروپکش ارتھات شکل پکش کی نسبت کرشن پکش بڑھ کر ہے۔ ویسے ہی دن کے پوروبھاگ سے پچھلا بھاگ ترجیح کے قابل ہے۔ اگنی ہوتر کرنے والی دوج جاتی کا شرادھ اماوسیہ کے بغیر نہیں ہونا چاہئے ۔

اب ناظرین! باب اس امر پر وچار کریں۔ کہ پتروں کا سوریہ کے دکشنائن کرشن پکش وہ اترائن وغیرہ سے کیا سمبندھ ہے؟ نیز اگر پتر سے مراد زندہ ماتا پتا گورو آدی سے لی جاتی جیسا کہ آریہ سماج کا سدھانت ہے۔ تو یہ تمام باتیں ٹھیک ان میں کہاں تک گھٹتی ہیں؟ اس کے خلاف اگر پتروں سے مراد مردوں سے لی جائے تو کہاں تک درست ثابت ہو سکتا ہے؟

اپروکت پرمانوں کو غور سے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دیوتوں کا سمیہ اگر اترائن ہے تو پتروں کا دکشنائن یدی دیوتوں کا شکل پکش ہے۔ یعنی چاندنی کا پکش ہے۔ تو پتروں کا کرشن پکش یعنی اندھیرے کا پکش ہے ۔

اگر دیوتوں کا دن تو پتروں کا راتری۔ اگر دیوتوں کا دن کا پوربھاگ جس میں سوریہ کا تیج دم بدم بڑھتا جاتا ہے۔ تو پتروں کا اپر بھاگ۔ جس میں سورج کی جیوتی اور گرمی دم بدم کم ہوتی جاتی ہے۔ علیٰ ہذا القیاس ۔

ان تمام باتوں پر گہری نظر ڈالنے کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ پتروں کے لئے ایسے وقت رکھے گئے ہیں۔ جو گرنے اور گھٹتے ہوئے ہیں۔ ارتھات نراشا کے ظاہر کرنے والے ہیں۔ مگر دیوتوں کے لئے وہ وقت ہیں جو بڑھتے ہوئے

اور اُنتی کی طرف جا رہے ہیں۔ نیز یہ امر بھی صاف عیاں ہے۔ کہ پتروں کے وقت دیوتا
کے ذنت کے بالکل خلاف ہیں۔ اس سے ذیل کے سبق ملتے ہیں۔ اول لیجئے کرشن پکش
(اول) بڑھتے ہوئے کو دیو اور گرتے ہوئے کو پتر کہنا چاہئے۔ بڑھنا اور گھٹنا
بھی دو پرکار سے ہوتا ہے۔ ایک تو شریر سے دوسرا گیان سے۔ اس سے یہ معلوم ہوگا
کہ دیو اور پتر دو پرکار کے ہیں۔ جنم سے لے کر جوانی کی عمر تک شریر کا ہر ایک حصہ
بڑھتا ہے۔ پھر گھٹنے لگتا ہے۔ پس سب ہی شخص جوانی کی عمر تک دیو اور اس کے بعد
پتر کہادیں گے۔ اسی پرکار جو گیان ستیہ آدمی شبھ گنوں کے پالتے ہیں بڑھتے چلے
جاتے ہیں۔ وہ دیو اور جو آگے کو بڑھتے نہیں بلکہ گھٹتے ہیں۔ وہ پتر کہادینگے *

(دوم) پتروں کا جو تعلق سوریہ کے دکشنائن سے بتلایا گیا ہے۔ وہ اس لئے
ہے۔ کہ جیسے سب کے پران داتا سب کے جیون سہایک سوریہ دیو بھی جنہیں شٹھ تک اپنی
پورن اوستھا کو بھوگ کے اب آہستہ آہستہ گھٹ رہے ہیں۔ سانپ نیز اوستھا میں سوریہ
نے سینکڑوں ندی نالے سکھا ڈالے۔ اب پوش کے ماہ میں لیٹے نظر آتے ہیں۔
گویا کہ مرتیو کے مکھ میں اب گرنا ہی چاہتے ہیں۔ اسی طرح اے پترو! آپ کی بھی دشا
ہوگی۔ بال اوستھا سے لے کے جوانی تک تم نے بہتیرے کھیل کھیلے۔ کام کئے۔ اب
دکھشنائن سوریہ کی طرح شریر کے بل ہیچ۔ پرتاپ۔ بدھی سب ہی کم ہو رہے ہیں۔ سوریہ کا
گشت ظاہر کرتا ہے۔ کہ ہر کمالے را زوالے۔ اس لئے اب اپنے قیمتی وقت سے فائدہ
اُٹھاؤ اور پرماتما کی بھگتی کر لو۔ جتنی ہو سکتی ہے *

پتر اور شکل پکش۔ اسی طرح چاند کے شکل پکش دوارا بھی پتروں کو اُپدیش
دیا گیا ہے۔ کہ جیسے شکل پکش میں چاند کی ہر روز ایک کلا بڑھتے بڑھتے پورنماشی کو پورا
چاند بن جاتا ہے (یہی اس کی یوبن اوستھا ہے) اور پھر ایکم سے ہر روز ایک ایک کلا گھٹنے
لگتی ہے۔ یہاں تک کہ اماوسیہ کو چاند بالکل است ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اب یوبن

اوستھا کے پشچات تمہاری طاقتیں بھی و سپیم زوال پر ہیں۔ جب چاند بھی ایک دن ضرور استھ ہوتا ہے۔ تو بیچارہ منش تو کس گنتی میں ہے۔ اس لئے موت سے پہلے پہلے برہم دھیان میں لگ جاؤ۔ سمے کو نشپھل نہ گنواؤ۔

پتر اور راتری ۔ راتری کو اگرچہ چاروں طرف اندھیرا ہوتا ہے۔ مگر ستاروں کی موجودگی کے سبب کچھ کچھ روشنی کی جھلک بھی نظر آتی رہتی ہے۔ پتروں کو اس کے ذریعے اپدیش دیا گیا ہے۔ جس طرح دن کی طرح رات کو روشنی نہیں ہوتی۔ اسی طرح اب تمہارے اندر وہ پرتاپ اور وہ گیان نہیں ہے جو یوبن اوستھا میں تھا۔ مگر راتری میں ستاروں کی روشنی کی طرح ابھی کچھ جیون باقی ہے۔ اب بھی وقت ہے سمجھنے کا اور پرماتما کی بھگتی اور اتم کرم کر کے منش جنم کو سپھل کرنے کا۔ اس سے فائدہ اٹھاؤ۔ اور اپنے سدھار کا پربندھ کرو۔

پتر اور اماوشیہ ۔ اماوشیہ کو شام سے اگلے دن کی صبح تک اندھیرا ہی اندھیرا رہتا ہے۔ آج چندرماں بھی نہیں وہ بھی استھ ہو گیا۔ اسے پترو! یہی حالت تمہاری ہونیوالی ہے۔ وہ اتم روپ چندر بھی استھ ہونے والا ہے۔ ارتھات اس شریر کو چھوڑ دیگا۔ آپ اب صرف پرماتما کے ہی دھیان میں ہی مشغول ہو جاویں۔

پیارے پاٹھک گن! آپ ہی ذرا غور و فکر سے کام لے کر بتلائیں۔ کہ اگر پتر شبد مردوں کے لئے سمجھا جاوے۔ تو یہ اپدیش انہیں کیا لابھ پہنچا سکتے ہیں؟ ان سندر اپدیشوں سے وہ کیا شکشا گرہن کر سکتے ہیں؟ جیوت پتر ہی وچار سکتے ہیں۔ کہ سہ پہر کے سورج کی طرح میرا بل کم ہو رہا ہے۔ چندرماں کی طرح میرے شریر کی ایک ایک کلا گھٹ رہی ہے۔ اماوشیہ کے چندر کی طرح آتما استھ ہو جاویگا۔ اس لئے جہاں تک ہو سکے۔ اپکار کر لیں۔ مرت پتر نہیں۔

علاوہ متذکرہ بالا بھاؤ کے ایک بھاؤ اور بھی ہے۔ رجود کرشناشٹن کرشن پکھش

وغیرہ سے مدنظر رکھا گیا ہے۔ جو ذیل میں درج ہے:۔

پتر شبد کا مکھیارتھ پالک یا رکھشک ہے۔ پرتھوی پر کے جتنے رکھشک ہیں اُن کو پتر کہہ سکتے ہیں۔ جیسے آج کل دُنیا میں نیک و بد لوگ ہیں۔ اسی طرح زمانہ قدیم میں تھے۔ جن کو آریہ و دسیو۔ سبھیہ اور اسبھیہ۔ آستک اور ناستک۔ اُپکاری اور اپکاری وغیرہ۔ دُشٹ لوگوں سے عوام النّاس کو بچانے کے لئے سرشٹی آدی میں رشیوں نے دیش رکھشک پر اُتم آپتن کئے۔ جن کا نام پتر رکھا گیا۔ اب فرداً فرداً ہر ایک پر غور کیا جاتا ہے:۔

پتروں کا تعلق راتری سے ہے۔ اس امر سے کون ناواقف ہے۔ کہ دن کی نسبت راتری کو پرجا کی رکھشا کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ ہماری سرکار لاکھوں روپے چوکیداروں پولیس مینوں۔ کوتوالوں کی تنخواہ پر خرچتی ہے۔ تاکہ وہ رات کو پہرہ دیں۔ اور چوروں اور ڈاکوؤں کو اپنی شرارتیں کرنے سے روکیں۔ شہروں میں میونسپل کمیٹیاں روشنی کے انتظام پر پانی کی طرح روپیہ بہاتی ہیں۔ بہت سے دولتمند لوگ بجلی کے لیمپ جلانے پر زر کثیر خرچ کرتے ہیں۔ بندوقوں کا لائسنس حاصل کر کے راتری کو اپنے آدمیوں کو نگہبانی پر مقرر کرتے ہیں۔ اتنے پر بندھ ہونے پر بھی اخبارات میں چوروں اور ٹھیگوں کی نت نئی وارداتیں سُننے میں آتی ہیں۔ آج کل کی طرح زمانہ قدیم میں بھی جب کہ سرشٹی پیدا ہوئی کو تھوڑا تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا۔ راکششوں اور دُشٹوں سے رکھشا کے لئے رشیوں نے کچھ لوگوں کو راتری رکھشا کے لئے ہی مقرر کر دیا تھا جو کہ پتروں کے نام سے موسوم ہوئے:۔

رکھشا کرتے پتر کہے جاتے ہیں یا نہیں؟ آپ سویم وچار کریں:۔

پتروں کا تعلق دکھشائن سے ہے۔ جس طرح سے راتری کو رکھشا کی زیادہ ضرورت ہے۔ اسی طرح [illegible]

دکھشن دِشا کی طرف لوٹتا ہوا نظر آتا ہے۔ عام لوگوں کی رکھشا کے لئے رکھشک گروہ کی خاص ضرورت ہوتی ہے۔ کیونکہ:-

(۱) موسم برسات کے آغاز کے سبب گرہستی لوگ اپنے اپنے کھیتوں میں کام کرنے کے لئے چلے جاتے ہیں۔ پیچھے عورتیں اور بچے ہی رہ جاتے ہیں جس سے گھروں میں چوری ہو جانے کا خوف رہتا ہے۔ (۲) زمینداروں میں غلّے کی تقسیم کے وقت جھگڑا نہ ہو جائے اور کوئی کسی کا حق نہ دبائے۔ یا سوارتھی اور آلسی لوگ کھیتوں میں لوٹ مار کا بازار نہ گرم کریں۔ (۳) جہاں سیلاب آ جائے کھیتوں کو نقصان پہنچے۔ (۴) اسوج ماس سے سردی شروع ہو جانے پر بخار ہیضہ وغیرہ کا [illegible] زور ہو جاتا ہے۔

اسوج اور پتر پکھوا۔ جو لوگ ان دنوں میں سنسار کی رکھشا کا کارج کریں پرجا کی طرف سے لازم اور ضروری ہے کہ اس کے صلے میں اُنہوں کی خاطر تواضع کی جاوے۔ چونکہ موسم برسات میں بوجہ بارش کے آمد و رفت تقریباً بند رہتی ہے اسوج میں موسم سرما کا آغاز ہونے پر آسمان صاف نظر آتا ہے۔ بارش کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔ راستے کھل جاتے ہیں۔ اس لئے یہ ماس پتری میوا کے لئے نیت کیا گیا ہے۔ جس کو بگاڑ کر آج کل ہمارے سناتنی بھائیوں نے اُن دنوں میں مرتک شرادھ کرنا آرمبھ کر دیا۔

ایک اعتراض کا جواب۔ مذکورہ بالا بیانات پر اگر کوئی شخص یہ شنکا کرے کہ ماس کا نیت کیا جانا کوئی خاص غرض نہیں رکھتا۔ بلکہ ایک دھارنا بات ہے۔ تبھی تو ماس تو آسانی کے لئے نشچت کرنے ضروری ہی تھے۔ تو اُس کا اُتر یہ ہے کہ کیا کبھی پتروں کے لئے شکل پکش یا اترائن میں کوئی [illegible] کی کمی ہوتی۔ اگر آسانی کا خیال ہی رشیوں کو مدنظر تھا۔ تو انہوں نے یہ کیوں نہ اُپدیش دیا کہ جب جب سہولیت ہو۔ پتری یگیہ کر لو؟

۲- سودھا شبد پر وچار

جس طرح ہون یگیہ میں سواہا شبد کا زیادہ پریوگ ہوتا ہے۔ اسی طرح پتر یگیہ میں سودھا۔ "स्वधा" شبد کا زیادہ ذکر آتا ہے۔ مثال کے طور پر لیجیے پرمان

पितृभ्यः स्वधायिभ्यः स्वधा नमः० (اول) یجو ۱۹/۳۶

ये समानाः सम नसः पितरो यमराज्ये। (دوم) یجو ۱۹/۴۵
तेषां लोकः स्वधा नमो यज्ञो देवेषु कल्पताम्॥

"अस्मिन यज्ञे स्वधया मादयन्ता" (سوم) یجو ۱۹/۵۸

स्वधा पितृभ्यो: पृथिविषद्भ्य: (چہارم) گوبھل گرہیہ سوتر
स्वधापितृभ्योऽन्तरिक्षसद्भ्य:
स्वधा पितृभ्यो दिविषद्भ्य्च

(پنجم) منوسمرتی کے تیسرے ادھیائے کے شلوک ۲۵ میں منوجی مہاراج کہتے ہیں۔ کہ بھوجن کے بعد جاتے سمئے براہمن لوگ شرادھ کرانے "स्वधा-" "سُستُ" کہیں کیونکہ سب پتری کرموں میں سودھا شبد کا اچارن ہی سریشٹ ہے۔

(ششم) دیوی بھاگوت کے شلوک ذیل میں کہا ہے۔ کہ سودھا کو پوج کر شرادھ کرے کیونکہ بغیر سودھا کو پوجے منش شرادھ ترپن کا پھل نہیں

स्वधां संपूज्य यत्नेन ततः श्राद्धं समाचरेत्
स्वधां नाभ्यर्च्य योविप्रः श्राद्धं कुर्य्याद् मदि।
नभवेत फलभाव सत्यं श्राद्धस्य तर्पणस्यच

(ہفتم) مہاکوی کالی داس جی رگھوونش میں ورنن کرتے ہیں۔ کہ دلیپ مہاراج وششٹ جی سے کہتے ہیں۔ کہ ہے گورو میرے بعد میرے پتر جو سودھا کے سنگرہ کرنے میں تت پر ہیں۔ وہ شرادھ میں پورا حصہ نہیں لیں گے +

مگدھ بودھ دیاکرن میں لکھا ہے۔ کہ "स्वाहाग्नये" ارتھات اگنی آدی دیوتاؤں کے ساتھ سواہا "स्वधापितृ" پتروں کے ساتھ سودھا شبد کا پریوگ ہوتا ہے۔

"سودھا کا پریوگ پتری سمبندھ میں عام ہے"۔ یہ تو آپ پر روشن ہو چکا۔ آئیے اب ذرا اس بارے میں تحقیقات کریں۔ کہ اس شبد کے ارتھ کیا ہیں؟ اور اس سمبندھ میں اس کے زیادہ مستعمل ہونے کا کیا سبب ہے؟ پرانوں میں سودھا کو کس طرح سمجھایا گیا ہے؟

ارتھ - (۱) स्व سو کے معنے ज्ञाति گیاتی - دھن آتما آتمیہ آدی اور دھا کے معنی دھارن۔ ارتھات جس شکتی کے دوارا اپنے کُل - پریوار - دھن - دھرم دیش ویشا نتر کا اچھے پرکار دھارن پوشن اور رکھشن ہو۔ اُسے سودھا کہتے ہیں۔ پتروں کے ساتھ یہ اس لیے جوڑا گیا ہے۔ کہ جو لوگ ہر طرح سے ارتھات ودیا دان سنتان اُتپتی سے پَرتھ آدک دیا پار دل سے پر ڈپکار کرنے اور انیک پرکار کی رکھشا سے لابھ پہنچاتے ہیں۔ وہ بھی پتر سنگیا والے ہوتے ہیں۔

(۲) دُوسرا ارتھ اس شبد کا اَنّ اور جل ہے۔ جیسے اَنّ اور جل جگت کے جیووں کا پالن پوشن کرتے ہیں۔ اسی پرکار جو لوگ جگت کا پالن پوشن کرتے تھے اُن کو سودھا کی پدوی دی جاتی تھی۔

(۳) تیسرا ارتھ سودھا کا سوبھاو دسو دھرم آدی ہیں۔ ارتھات منشیتا کیا تھا جو لوگ ودیمان ہوتے تھے۔ وہ بھی سودھا پدوی کے یوگیہ ہوتے تھے کیونکہ جن میں "انسانیت" نہ ہو وہ دیش کی رکھشا کے یوگیہ کیسے ہو سکتے ہیں؟

یہ تو ہوئے واستوک ارتھ۔ اب لگے ہاتھوں ذرا یہ بھی سن لیجئے۔ کہ پران والوں نے "سودھا" کو کس پرکار ورنن کیا ہے؟

شریمد دیوی بھاگوت کے اسکندھ ۹ - ادھیائے ۴۴ میں نارائن نارد سے سودھا کی تشریح کرتے ہوئے کہتے ہیں - کہ سرشٹی کے آدمیں برہما نے چار مورتی مان اور تین تیج سوروپی سات پتری گن اُتپن کر کے اور اُن کے آہار کے لئے شرادھ اور ترپن کا سلسلہ قائم کر کے ایک پرم سُندری سوشیل کنیا سودھا نام رچی جیسا کہ شلوک ذیل میں کہا ہے :-

ब्रह्मा च मानसी कन्या ससृजे च मनोहराम्।
रूप यौवन सम्पन्नां शतचन्द्र निननां ॥

اور اُس کنیا کو برسن مورتی پتروں کے ساتھ بیاہ دیا ۔

पितृभ्यश्चददौ ब्रह्मा तुष्टेभ्यस्तुष्टिरूपिणीम्।

یہی ویاکھیان کسی قدر تفاوت کے ساتھ شریمد بھاگوت میں بھی آئی ہے :-

"دکش جی کا وواہ پرسوتی سے ہوا کر اُس سے سولہ کنیائیں اُتپن ہوئیں اُن میں سے تیرہ کنیا دھرم کو - اگنی کو ایک کنیا - سواہا نام اور پتروں کو ایک کنیا - سودھا سی اور رودر کو بھی ستی کنیا دی - دھرم کی بیٹیوں کے نام شردھا - میتری - دیا - شانتی - تشٹی - پشٹی - کریا - اُنتی - بدھی - میدھا - تتکشا - لجا - اور مورتی ہیں اس کے بعد پھر اسی کو زیادہ صاف الفاظ میں بیان کرتے ہیں کہ اگنی شوات - برہی شد - سومپہ - آجیپ - ساگنی اور اناگنی اتیادی جو پتر ہیں - اُن سب کی استری سودھا ہے - جو دکش کی کنیا ہے شریمد بھاگوت اسکندھ ۴ - ادھیائے ۱ - شلوک ۶۳ ۔

अग्निष्वात्ताः बर्हिषदः सौम्याः पितर आज्यपाः
साग्नयोऽनग्नयस्तेषां पत्नी दाक्षायणी स्वधा

اس پرکرن پر غور کرنے سے [illegible] ہے کہ پتروں کی استری جو سودھا نام بتلائی گئی ہے - وہ النکار روپ [illegible]

...نی اور پتی کا باہم اٹوٹ سنبندھ ہوتا ہے۔ اسی طرح سے پتروں اور سودھا کا ہے۔ تات
...ہے۔ کہ رکھشا کرنا پتروں کا سب سے بڑا فرض ہے ورنہ اگر مذکورہ بالا شاکوں
...رکھشا رکھ لیں۔ تو کبھی بھی بالسی نہیں ہوگا۔ کیا پرانوں کا یہ منشاء ہے۔ کہ جس طرح
...پُرش کے استری ہوتی ہے۔ اسی طرح پتروں کی استری ہے۔ پھر طرفہ یہ ہے کہ پتر
ایک نہیں دو نہیں۔ دس نہیں بیس نہیں بلکہ ان کی تعداد بیشمار ہے:

सहस्राणां चतुः षष्टि रग्निष्वात्ताः प्रकीर्त्तिताः
षडशीति सहस्राणि तथा बर्हिषदो द्विजाः॥

اگنی شواتا آدی پتر چونسٹھ ہزار ہیں۔ اور برہی شد پتر ۸۶ ہزار ہیں
...پرانوں کے انوسار دو قسموں کی تعداد ہے۔ باقی قسموں کی تعداد شامل کرنے پر
...معلوم ٹوٹل کہاں تک پہنچے؟ کیا اس قدر کثیر التعداد پتروں کی صرف ایک استری
سودھا ہوتی ہے؟ پھر اگنی کی استری کا نام سواہا بتلایا ہے۔ کیا اگنی دراصل کوئی
شریر دھاری پُرش ہے جو اس کی استری ہے؟ مزید برآں دھرم کی تیرہ استریاں بتلائی
ہیں۔ کیا دھرم بھی کوئی شریر سہت وستو ہے۔ جس کے منشوں کی طرح استریاں
ہیں۔ اور پھر استریاں بھی کون۔ شردھا۔ دیا۔ شانتی آدی؟ کیا شردھا وغیرہ صاف
...گن کے نام نہیں ظاہر ہو رہے ہیں؟ حقیقت یہ ہے کہ سودھا کو "استری" النکار یعنی
استعارے کے طور پر بتلایا ہے۔ پتروں کا رکھشا کے کاریہ سے رشتہ ظاہر
کرنے کے لئے پُرانکاروں نے اس قسم کے النکار بنائے ہیں۔ مگر افسوس عام لوگ
اس کی حقیقت کو نہ سمجھ کر کچھ سے کچھ مطلب نکال رہے ہیں:

یم راج کی حقیقت

عام ہندوؤں کا خیال ہے۔ کہ یم پوری ہیں جن گپت آدی پُرش منشوں کے

پُن دیا پ پرچار کرتے ہیں اور مرنے کے وقت یم راج کے دُوت آتے ہیں وغیرہ
وغیرہ۔ اس لیکھ میں اختصار سے اس وشے پر وچار کیا جاتا ہے۔ تاکہ پاٹھکوں کو معلوم
ہو کہ اصلیت کیا ہے۔ اور آج کل اگیان وسوارتھ کے کارن اس کے سنبندھ میں
کیا کیا توہمات پھیل رہے ہیں۔ سب سے اول یم کے وشے میں وید اور پرانوں کی
کیا سمتی ہے؟ اس پر غور کیا جاتا ہے:-

یم کا ارتھ سوریہ پتر کیوں؟ شریمد بھاگوت ۶-۶-۴۰

विवस्वतः श्राद्ध देवं सं संज्ञाऽसूयत वै मनम्।
मिथुनञ्च महा भागा यमं देवं यमी तथा॥

سوریہ پتنی سنگیا نے سوریہ سے شرادھ دیو منو کو اور یم یمی کو بھی
اُتپن کیا۔ یہی مضمون وشنو پران میں اس پرکار لکھا ہے۔ کہ سوریہ کی پتنی کا
نام سنگیا تھا۔ جو وشوکرما کی پُتری تھی۔ اُس سنگیا سے منو۔ یم اور یمی تین سنتان
ہوئے۔ ایک سمے یہ سنگیا سوریہ کے تیج کو نہ سہہ کر پتی سیوا کے لئے ایک چھایا روپی
استری چھوڑ کر گھوڑی کے رُوپ میں بن کو چلی گئی۔ پھر ایک دن اس چھایا نے
یم کو شاپ دیا۔ یم اور سوریہ کو شراپ کا حال معلوم ہوا۔ تب سوریہ بھی اشو
یعنی گھوڑے کا جسم دھارن کر کے سنگیا سے جا ملے۔ وہاں دو اشونی کمار اُتپن
ہوئے۔ یہی کتھا کسی قدر تفاوت کے ساتھ وستار پُوروک پدم پُران میں درج
ہے۔ جسے بخوف طوالت مضمون ہم یہاں درج کرنے سے احتراز کرتے ہیں
یم کے بارے میں یہ کتھائیں کیا بھاو ظاہر کرتی ہیں۔ کیا واقعی یہ سوریہ
منشوں کی طرح دیہ دھاری ہے یا یہ النکار کے طور پر ورنن ہے؟ ناظرین آپ
اس کی تحقیقات کریں۔ رگ وید ۱۰۔۱۷۔۱و۲

त्वष्टादुहित्रे वहतं कृणोती तीदं विश्वं भु-

वनं समेति। यमस्य माता पर्युह्यमाना महो
जाया विवस्वतो ननाश॥१॥

अपागूहन्नमृतां मर्त्येभ्यः कृत्वी सवर्णामद
दुर्विवस्वते उताश्विनावभरद् यत्तदासीदजहा
दु द्वा मिथुना सरण्यूः॥२॥

یہ دو وید منتر ہیں۔ جو کہ غلط فہمی کا باعث ہوئے ہیں۔ لفظی ترجمہ حسب ذیل ہے
پرکرتی ندیو شٹا ارقات کنیا کا ووداہ کرتا ہے۔ اس کارن سمست بھون اکٹھا ہوتا
ہے۔ پشچات سوریہ سے ووداہ ہونے پر وہ توشٹا کی کنیا یم ارقات یمل (جو
دو سنتان ساتھ ہی اتپن ہوتے ہیں) سنتان کی ماتا ارقات بنانے والی ہوتی ہے یم کو
اتپن کر مہان وسوان کی جایا ارقات پتنی نیز ست باہر چھپ گئی (منتر ۱)
دیوگن منشیوں سے امرتا ارقات سرنیو کو چھپا لیتے ہیں۔ اور اس کی جگہ میں
"سورنا" کو بنا سوریہ کو دیتے ہیں۔ اور وہ سرنیو دو اشوی کماروں کو اتپن کرتی ہے
جب وہ سرنیو بھاگ جاتی ہے۔ تو دو متھن (ایک جوڑی) چھوڑی جاتی ہے (۲)
ان منتروں کی ویاکھیا کرتے ہوئے مہرشی یاسک آچاریہ اپنی لاثانی تصنیف نرکت
میں فرماتے ہیں۔ کہ "سوریہ کی پتنی رات ارقات اُشا ہے۔ وہ اُشا سوریہ کے طلوع
ہونے پر انترہت یعنی غائب ہو جاتی ہے "سورنا" نام روزانہ شوبھا کا ہے۔ جو پراتہ
کال کے بعد نظر آتی ہے۔ "توشٹا" نام برہم مہورت کے درشیہ کا ہے۔ اسی برہم
مہورت میں اُشا ارقات قدرے پرکاش ہست پربھا اتپن ہوتی ہے۔ اسی کارن
پربھا کو النکار کے طور پر توشٹا دیو کی کنیا کہا ہے۔ پربھات ہوتے ہی سب پرانی
جاگ اٹھتے ہیں۔ یہی ایک پرکار سے گویا تمام پرانیوں کا ملنا ہے۔ اور تھوڑے کال کے
لئے اُشا اور سوریہ کا جو میل ہوتا ہے۔ وہ اُشا کا سوریہ سے ووداہ ہونا ہے...

مہرشی موصوف نے بتلایا ہے - کہ دوشتر سورج - چاند - دن رات اُوشا وغیرہ کا بھید ظاہر کرتے ہیں - افسوس! پرانن بنانے والوں نے اصل مطلب کو نہ سمجھ کر عوام کو من گھڑت کہانیاں بنا کر غلط راستے پر ڈال دیا +

تات پریہ اوپر کہنے کا یہ ہے - کہ یم نام دن اور رات کا ہے - سورگ لوک کے کسی جیو دھشیش کا نہیں +

یم راج - چتر گپت - یم دوت - یم کے دو کتے - ان الفاظ کے آج کل پیدا ایک حقیقت قائم کیا ہے - وہ سراسر جھوٹا قسمت کے بھید تصور کئے جانے کے قابل ہیں +

اگر یہاں سے جیو جو وہاں جاتے ہیں - ان کا دھرم راج چتر گپت وغیرہ نیائے کرتے ہیں - تو یم لوک سے جو اگر پاپ کریں - ان کے لئے دوسرا یم راج چاہیئے - اور پربت کے سمان اگر یم دوتوں کے شریر ہیں - تو وہ نظر کیوں نہیں آتے ؟ اور مرنے والے جیو کے دوار میں اُن کا جسم تو در کنار ایک انگلی بھی نہیں آسکتی - پھر وہ سڑک و گلی میں کیوں نہیں اٹک جاتے ؟ اگر آپ کہیں کہ وہ سوکشم دیہہ کو دھارن کرتے ہیں - تو اول تو پربت سمان شریر کے بڑے بڑے ہاڈ بیہادی مہاراج بغیر اپنے گھر کے کہاں دھرینگے ؟ علاوہ ازیں جب جنگل میں آگ لگ جاتی ہے - اور ایک دم چیونٹیوں کے شریر چھوٹتے ہیں - ان کے پکڑنے کے لئے بیشمار یم دوت آویں تو وہاں اندھیکار ہو جانا چاہیئے - اور جب آپس میں جیووں کو پکڑنے کے لئے دوڑیں گے - تب کبھی اُن کے شریر پر ٹھوکر کھا جائینگے - تو جیسے پہاڑ کے بڑے بڑے شکھر ٹوٹ کر پرتھوی پر گر پڑتے ہیں ویسے اُن کے بڑے بڑے انگ گرڑ پوران کے باچنے والے کے صحن میں گر پڑینگے - تو کیا وہ نہ دب مرینگے ؟ (ستیارتھ پرکاش) +

جو لوگ کرموں کا پھل دینے کے لئے یم راج کا محکمہ ضروری سمجھتے ہیں - وہ پریشو

کی ہتک کرتے ہیں۔ کیونکہ ایجنٹ یا پیغمبر یا دُوت کا ماننا پرماتما کو محدود ظاہر کرتا ہے۔ چونکہ پرمیشور کو یہ بیماری نہیں۔ اس واسطے اُس کے ایجنٹ یا یم دُوت وغیرہ کوئی نہیں کیونکہ پرماتما سرو دیاپک ہیں۔ وہ سوئیم سب کے پُن پاپ کو دیکھ رہے ہیں۔ بہی کھاتے کا لکھنا بھول کی بیماری کا علاج ہے۔ چونکہ پرماتما کو بھُول کی بیماری نہیں۔ اس واسطے اُن کے دربار میں لکھنے کا کوئی کام نہیں۔ اس کی صرف دُنیوی بادشاہوں کو جو تھوڑے گیان والے اور محدود ہیں۔ ضرورت ہے۔ چترگپت جس کے ذمے پُورانکوں نے بہی کھاتہ لکھنے کا کام سپرد کیا ہے۔ محض فرضی ہستی ہے۔ دراصل انتہ کرن کا نام ہی چترگپت ہے جو کچھ ہم بھلے بُرے کرم کرتے کرواتے سنتے سُناتے دیکھتے دکھاتے سوچتے اور وچار کرتے ہیں۔ سب کا عکس انتہ کرن رُوپی تختی کے اوپر جا پڑتا ہے۔ اور پتھر کی لکیر کے سمان اُس پر سب باتیں نقش ہو جاتی ہیں۔ جیسے فونوگراف ہمارے شبدوں کو اپنے پر نقش کر لیتا ہے۔ جیسے فوٹوگراف میں عکس پڑتا ہے۔ ویسے ہی ہمارے انتہ کرن پر باہر کی باتوں کا عکس پڑتا ہے۔ وہ کبھی نہیں مٹ سکتا۔ چونکہ یہ اگیات رُوپ سے پرانیوں کے شبھ اشبھ کرموں کا چتر کھینچتا ہے۔ اس لئے اس کا نام چترگپت ہے ٭

جس طرح سے یم راج یا دھرم راج کوئی شریر دھاری جیو نہیں اسی طرح چترگپت اور یم دُوت بھی کوئی مجسّم شئے نہیں ٭

یم راج کے جو دو کتے بتلائے جاتے ہیں۔ وہ بھی النکار کے طور پر ہیں۔ اگر ان کا کچھ بھاؤ ہو سکتا ہے تو یہی ہو سکتا ہے۔ کہ یہ سمیہ جو گزر رہا ہے۔ اُس میں لگاتار دو گھٹنائیں ہوتی ہی رہتی ہیں۔ ایک دن۔ اور دُوسری راتری یہ ہی علیحدہ علیحدہ یم کے دو کتے ہیں۔ کتا کہنے کا کارن یہ ہے۔ کہ یہ راتری اور دن دونوں وقت پرانیوں کی پریم رکھشا کرتے رہیں۔ بشرطیکہ ان کا پالن پوشن یعنی استعمال ٹھیک طریقے پر ہو

ورنہ بھی وہ کتے پاگل ہوکر اس پرکار منشوں کو کاٹتے ہیں۔ کہ اس روگ سے نورت ہونا بہت مشکل ہو جاتا ہے ۔

گرڑ پوران میں یم پوری کا جو نقشہ کھینچا گیا ہے۔ وہ کبھی بھی حقیقی نہیں ثابت ہو سکتا۔ اخیر میں چار سوالات درج کر کے مضمون ہٰذا سماپت کیا جاتا ہے ۔

(۱) چار ہزار کوسوں میں، رتنوں سے بنا ہوا سو کوس اونچائی کا پرکا شمان دھرم راج کا گرہ ہے۔ تو بتلانا چاہئے کہ کہاں ہے ؟

(۲) یم کے مارگ میں پرانی کو بھوجن کے لئے ان جل اور سائے کے لئے درکھش وغیرہ نہیں ہیں۔ اور سوریہ کا تیج پرلے کے سمان ہوتا ہے۔ اور پرانیوں کے بھکشن کے لئے شیر۔ گدھ وغیرہ رہتے ہیں،" یہ کتھن اگر گرڑ پوران کا لوگوں کو محض خوف دلانے کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ سچا ہے تو بتلانا چاہئے۔ کہ ان جل وسائے کے بغیر یہ پرانی وہاں زندہ کیسے رہتے ہونگے ؟

(۳) یم اگر ساکار دان کوئی دیوتا ہے۔ تو اس کی اُتپتی کس پرکار ہوئی؟ اگر ساکار نہیں تو صاف اقرار کرو کہ گرڑ پران میں جو یم راج کا سوروپ بیان کیا ہے وہ فرضی ہے۔ نیز یمراج کی اگر مرتیو ہوتی ہے۔ تو اُن کا جیو کس یم کے پاس جاتا اور کہاں نیائے ہوتا ہے ؟

(۴) وید میں یم نام والو۔ اگنی کال پرمیشور آدی کا پرتی پادن کیا ہے کسی شریر دھاری جیو کا نام نہیں لکھا۔ پھر تم وید کے خلاف کلپنا کیوں کرتے ہو۔ ملاحظہ ہو یجروید ادھیائے ۸ منتر ۵۷ ۔

(۵) اجی چاہتا ہے توڑ دوں شیشہ فریب کا

پھر شبد مرت ماتا پتا آدی کے لئے مستعمل نہیں ہوتا

زبردست شہادتیں

ناظرین! سناتن دھرم کا پتر شبد کے متعلق یہ دعوےٰ ہے۔ کہ یہ مُردہ ماں باپ دادا پڑدادا وغیرہ کے لئے ہی پریوگ میں آتا ہے۔ زندوں کے لئے نہیں۔ مضمون ہذا میں اس دعوے کی وید۔ درشن۔ براہمن گرنتھ۔ اُپنشد۔ نرکت سمرتی پوران کوش وغیرہ وغیرہ گرنتھوں کی بنا پر پڑتال کر کے دکھلائی جائے گی۔ تاکہ راستی کے متلاشی اصحاب کو معلوم ہو کہ سناتن دھرم کا دعوےٰ کہاں تک معقول و قابل تسلیم ہے؟

یہ امر ظاہر ہی ہے۔ کہ اگر پتر شبد کا اطلاق ہی مردوں پر ثابت نہ ہو تو مردوں کے شرادھ کا صفایا صاف ہوا پڑا ہے۔ کیونکہ شاستروں میں پتر لفظ آنے پر سناتن دھرمی سجن فوراً مُردوں کے شرادھ کا شور مچا دیتے ہیں۔ اور عوام کو یہ کہہ کر گمراہ کر دیتے ہیں۔ کہ یہ دیکھو پتر شبد صاف لکھا ہے۔

لیجیئے ناظرین باتمکین! اب شہادتوں کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ ذرا سماعت کے لئے تیار ہو جائیے۔ اور ان پر دت چت ہو کر وچار کیجئے۔

سب شاستروں میں پرم پرمان یا مستند بالذات چار وید ہیں۔ منو جی مہاراج فرماتے ہیں:- धर्म जिज्ञासमानानां प्रमाणं परमं श्रुतिः-

دھرم کے جگیاسوؤں کے لئے سب سے زیادہ پرمان شرتی یعنی وید ہے۔

(۱) اتھرووید- देवाः पितरो मनुष्या गन्धर्वाप्सरसश्च ये उच्छिष्टाज्जज्ञिरे सर्वे दिवि देवा दिविश्रितः।११।९।२७॥

(ارتھ) اُس پرماتما کی کرپا کٹاکش سے کوئی دیو۔ کوئی پتر۔ کوئی سادھارن منش کوئی گندھرو کوئی اپسرائیں ہوتے ہیں۔

(نوٹ) اس منتر میں پتروں کو منشوں کے بھیدوں میں سے ایک بھید بتلایا ہے

نہ کہ مُردوں کا نام پِتر ہے ۔

(۲) رگ وید

अरु रूचदुषसः पृश्निरग्रियउक्षा
बिभर्ति भुवनानि वाजयु। मायाविनो ममिरे अस्यमा-
यया नृचक्षसः गर्भमादधुः॥

नृचक्ष- اس منتر میں سُوریہ کے گُن اور اُپکار ورنن کرتے ہوئے کہا ہے کہ
गर्भमादधुः منشوں کے نیتر سوروپ جگت پالک سوریہ کرن सः पितरः
दधुः گربھ ارتھات ورشا روپی گربھ دھارن کرتے ہیں۔ اس منتر کے ارتھ کرتے ہوئے
سائن آچاریہ کہتے ہیں کہ
पितरः पालका देवाः पितरो। जग-
द्रक्षका रश्मयः
پِتر شبد کے پالک دیو اور کرن دو ارتھ ہیں ۔

(۳) اتھروید

ये वो देवाः पितरो ये च पुत्राः स-
चेतसो मे श्रृणुतदेवसुक्तम् ॥

ارتھات آپ لوگوں کے مِتر ہیں دیو، پِتر اور پُتر ہیں۔ وہ سب ہی ساودھان ہو کر میرے اس بچن کو سُنیں ۔

اس منتر میں صاف ہی ظاہر ہو رہا ہے کہ پِتر زندوں سے مراد ہے۔ "پتروں" لفظ ساتھ آیا ہے۔ نیز آپ ہی وچار کریں۔ کہ بچن کو جیتے سُنیں گے یا مُردے ؟

(۴)

यां मेधां देवगणाः पितरश्चोपासते
तया मामद्य मेधयाग्ने मे धाविनं कुरु स्वाहा

ارتھات پِتری گن ہمیشہ میدھا ارتھات بدھی کی اُپاسنا کرتے ہیں ۔

بدھی کی اُپاسنا مرت پرش کر سکتے ہیں یا جیوت ؟

(۵) رگ وید

कत्यग्नयः कति सूर्यासः
कत्युषासः कत्यु स्विदापः। नोपस्पिजं वः पितरो
वदामि पृच्छामि वः कवयो विद्मने कम्।१०।८८।
१८।

ہے پترو! آپ کو دُکھدائی وچن نہیں کہتا ہوں۔ कवय: ہے پرم گیانی آچاریو! اگیان ہونے سے مجھے سُکھ پراپت ہو۔ اس کارن آپ سے پُوچھتا ہوں "اگنی کتنے پرکار کی ہوتی ہے؟ سوریہ کتنے ہیں؟ اُشائیں کتنے پرکار کی ہیں؟ اور جل کتنے پرکار کے؟"

اس منتر میں جو پرشن پُوچھے گئے ہیں۔ کیا اُن سے صاف ظاہر نہیں ہوتا کہ یہ آچاریہ یا گورو سے مخاطب ہوکر پُوچھے گئے ہیں؟ کیا مرت پُرشوں سے اس قسم کے سوال کرنے سے کوئی فائدہ ہوسکتا ہے؟ پاٹھک نرپکش ہوکر فیصلہ دیں۔

(۶) رگ وید:

यदुदाजन् पितरो गोमयं वसु-
ते नाभि न्दन परिवत्सरे बलम। दीर्घायुत्वमंगि
रसो वो अस्तु प्रतिगृभ्णीत मानवं सुमेधस:॥

१० म० اس منتر میں پتروں کے لئے दीर्घायुत्वमस्तु الفاظ کے ذریعے پتروں کی درازیٔ عمر کے لئے پرارتھنا کی گئی ہے

درازی عمر کے لئے پرارتھنا جیتوں کے لئے کی جاتی ہے یا مردوں کے لئے یہ سوال ہے۔ جس کا جواب ہم سناتن دھرم سے مانگتے ہیں۔

(۷) براہمن گرنتھ۔ شت پتھ براہمن میں بسنت گرمی وغیرہ رتوؤں یعنی موسموں کا نام پتر آیا ہے۔ سناتن دھرم کے پرمانک بھاشیہ کرتا مہیدھر جی بھی اس کی تائید کرتے ہیں۔ دیکھئے اُن کا بھاشیہ یجروید ادھیائے ۲ منتر ۳۲۔

(۸) درشن شاستر۔ سانکھیہ अष्टविकल्पो दैवस्तै-
र्यग्योनश्च पञ्चधा भवति इत्यादि कारिका।
اس کی دیاکھیا کرتے ہوئے واچسپتی مشر کہتے ہیں۔ کہ براہم۔ پرجاپتی۔ اندر پتریہ۔ گندھرو۔ یکش۔ راکھشس اور پشاچ یہ آٹھ پرکار کے دیو سرگ اور پشو

ہی پرکار کا سرگ ہے۔ اس سے بھی سدھ ہوتا ہے کہ جیسی دیو آدمی سرشٹی ہے۔ ویسے ہی پتر سرشٹی بھی ہے۔

(۹) اپنشد۔ تیتری "स एक: पितृणां चिरलोकलोकानामानन्द:" میں پتری لوک کی بھی چرچا آئی ہے۔ یہاں پتری لوک ویاکرن کی گن بردھی۔ اتیادی پاری بھاشک سنگیا انتر ہے۔

(۱۰) برہدارنیک "देवाः पितरो मनुष्या एत एव वाग व देवा मनः पितरः प्राणो मनुष्या" یہاں ادھیاتمک ارتھ میں پتری شبد ہے۔

(۱۱) چھاندوگیہ اپنشد میں وسو، رُدر، آدتیہ برہمچاریوں کی مختلف اقسام کے لئے آئے ہیں۔ اس کے بارے میں پنڈت لکھشمی چندر کی بار اول کی تحریر کے حاشئے میں فٹ نوٹ تفصیل سے لکھا گیا ہے۔

(۱۲) نرکت یعنی ویدک لغات۔ "गन्धर्वाः पितरो देवा असुर रक्षांसि" کہتی ہے کہ گندھرو۔ پتر۔ دیو۔ اسر اور راکھشس یہ پانچ پرکار کے منش ہیں۔

سناتن دھرمی دوستو! کیا مہرشی یاسک آچاریہ مصنف نرکت کا پرمان مندرجہ بالا صریح تمہارے دعوے کا کھنڈن نہیں کرتا۔ نیز کیا اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ پتر منشوں کا صفاتی نام ہے۔ جیسے پڑھانے کی وجہ سے آچاریہ مردوں کا نہیں۔

(۱۳) امرکوش میں پتر شبد کے ارتھ یہ لکھے ہیں کہ "तावस्तु जनकः पिता" پتر جنک یعنی پیدا کرنے والے کا نام ہے۔ یہ نہیں لکھا کہ مرے ہوئے ماں باپ کا نام ہے۔

(۱۴) منوسمرتی "यक्षरक्षः पिशाचांश्च गन्धर्वा स-"

ارتھات مریچ اتری آدی رشیوں نے یکش راکھشس پشاچ रक्षो सुरान् گندھرو۔ اپسرا۔ اسُرکو اُتپن کیا اور नागान् सर्पां सुपर्णांश्च पि- ناگ۔ سرپ۔ سُپرن اور پتروں کے तृणां च पृथग् गणान् علیحدہ علیحدہ گروہوں کو پیدا کیا (ادھیائے اول شلوک ۳۷)۔

اگر یہاں مرتک پتروں سے مطلب ہوتا تو یہ ذکر نہ ہوتا۔ کہ سرشٹی کے آدمیں پیدا کئے گئے؛ پھر اس شلوک سے اگلے شلوکوں میں بتلایا ہے کہ وہ پتری گن کتنے ہیں۔ ان کے کیا کیا نام ہیں اور وہ کس کس رشی کے پتر ہیں "ہرنیہ گربھ منو کے جو مریچ آدی پتر ہیں۔ ان ہی سب رشیوں کے پُتر پتری گن ہیں" اس لیکھ کی کیا ضرورت تھی۔ اگر پتر مرت ماتا پتا کا نام ہوتا؟

वसून् वदन्ति वै पितॄन् रुद्रांश्चैव (۱۵) منوسمرتی - पितामहान्। प्रपितामहांस्तथादित्यान्छ्रुतिरेषा- सनातनी منوجی وسوؤں کو پتر رُدروں کو پتا مہا اور آدتیوں کو پرپتا مہا کہتے ہیں۔

اس پرمان سے بھی یہی عیاں ہوتا ہے کہ مرت ماتا پتا آدی کا نام پتر نہیں۔

वसुरुद्रादितिसुताः पितरः श्रा- (۱۶) یاگیہ ولکیہ سمرتی- वसु रुद्र देवता وسو۔ رُدر۔ آدتیہ نام کے پتر بھی شرادھ کے دیوتا ہیں۔ یہ الفاظ سپشٹ بتلا رہے ہیں۔ کہ شرادھ میں مرت ماتا پتا کا کوئی کام نہیں۔ بلکہ وسو۔ رُدر وغیرہ پتر کا ہی پوجن[1] کرنا چاہئے۔ اس مقام پر ہمارے بعض سناتن دھرمی بھائی کہا کرتے ہیں۔ کہ یہ وسو۔ رُدر آدتیہ۔ تینوں دیو پتروں کو اپنے اپنے بھاگ پہنچایا کرتے ہیں مگر وہ یہ سوچنے کی تکلیف گوارا نہیں

[1] پوجن سے مراد پالن پوشن سیوا اور خاطر داری ہے۔

کرتے - کہ سوریہ - چندر - وایو آدی - اور آنکھ ناک - کان آدی دیوگن سیوا کے لئے بنائے گئے ہیں - یہ اچیتن یعنی بے جان ہونے کے سبب ہماری باتوں کو نہیں سُن سکتے - ہمارے سناتن دھرمی دوست معلوم کب اس قسم کی بے سیدہ دلائل سے احتراز کرنا سیکھیں گے ؟

سولہ شہادتیں پیش کرنے کے بعد اب ہم سناتن دھرم کے لٹریچر پرانک گرنتھ پورانوں سے بھی کچھ اقتباس ہدیہ ناظرین کرتے ہیں - تا کہ انہیں اپنی رائے قائم کرنے میں سہولیت ہو ۔

(۱۷) پوران وشنو - सत्वमात्रात्मिकामेव ततोऽन्यां जगृहे तनुम् पितृवन्मन्यमानस्य पितरस्तस्य जज्ञिरे ॥ २-६-३३ ॥

..... تب برہما جی نے اپنے ساتوک تنو (شریر) دھارن کی - منن کرتے ہوئے اس سے پتری گن اتپن ہوئے - اگر پتر نام مرت پرش کو ہوتا تو برہما جی کے سرشٹی کی ابتدا میں اُتپن کرنے کا ذکر نہ ہوتا - سناتن دھرمیو! تمہارے سدھانت تمہارے مانیہ گرنتھوں سے ہی غلط ثابت ہو رہے ہیں - ہمیں کیا ضرورت ہے اپنے پر پرشرم کریں ۔

(۱۸) وشنو - पितरो ब्रह्मणा सृष्टा व्याख्याता ये मयातवा अग्निष्वात्ता बर्हिषदोऽन्यः सानय- ॥ ६२५ ॥ (?) اِنکات میں پہلے دکھلا آیا ہوں - کہ برہما نے پتروں کو اُتپن کیا - وہ اگنی شوات - برہشد - ان - اگنی - ساگنی ہیں ۔ کیا وشنو پران کے ان دلیلوں سے سناتن دھرم کے سدھانت کے کھنڈن کرنے میں کچھ کسر رکھی ہے ؟

(۱۹) نندی پوران विष्णुः पिताऽस्य जगतो दिव्यो यज्ञस एव च। ब्रह्मापितामहो ज्ञेयो ह्यहस्च

प्रपितामह ॥ پتا وِشنو۔ پتامہا۔ برہما اور پرپتامہا کا نام رُدر ہے +

(۲۰) آدتیہ پوران - मासापूर्वापितरो ज्ञेया ऋतव- पूर्व पितामहाः। सम्वत्सरः प्रजानाश्च सुष्ठकेक:प्र पितामहः

ماس پتا۔ رتو پت مہا اور سموتسر پتامہا ہے +

(۲۱) وایو پران पितृवन्मन्यमानस्तु पुत्रान

— प्रध्यायता प्रभु:

ارتقائی پتروں کے لیے ملن کرتے ہوئے پرجھو برہما جی نے اپنے دونوں پہلوؤں سے ساتوں کال کو پتروں کو پیدا کیا +

اس پرمان سے بھی یہ ظاہر نہیں ہوتا۔ کہ پتر شبد کا اطلاق مُردوں پر ہوتا ہے ناچار کہنا پڑتا ہے۔ کہ سناتن دھرم کا پکش ہی اس بارے میں حد درجہ کمزور ہے

(۲۲) گرُڑ پوران - پتر سمتر ادھیائے ۸۹ एकत्रिंशत पितृ-

गणास्तथा विपूवो विप्व सुगाराद्यो धर्मो ध्यर्म: पुभानन:

پتروں کے اکتیس سموہ کہے گئے ہیں۔ وِشو۔ وِشوبھگ آرادھیہ دھرم۔ دھنیہ۔ شبھانن وغیرہ۔ اس کے آگے تمام قسمیں بیان کی ہیں۔ اور آخر میں کہا ہے۔ کہ میرے پتری گن ترپت ہو پرسن ہوئیں اور سداہت کا اُپدیش کریں +

پیارے پاٹھک گن! آپ ہی اس پر غور کریں اور پھر بتلائیں۔ کہ کہیں مُردے بھی اُپدیش کر سکتے ہیں؟ سناتن دھرمی بھائی عرصہ دراز سے شرادھ کرتے ہیں وہ ہی ازراہ انصاف پکش پات کو چھوڑ کر اس سوال کا جواب دیں۔ اگر یہ کہیں کہ مُردے یوتہ جیمنے والے برہمنوں دوارا اُپدیش دیتے ہیں۔ تو اُن سے ہی تصدیق کرا دیویں۔ اگر نہیں کرا سکتے۔ تو اس غلط سدھانت کو ہمیشہ کے لئے تلانجلی دینے میں تامل نہ کریں +

(۲۳) **شبد کلپ درم** - ناظرین کسی دوسری جگہ شبد کلپ درم کے اِس شلوک کو پڑھ چکے ہیں - جس میں بتلایا ہے کہ اگنی شواتت پتر ۳۴ ہزار اور برہی شد پتر ۳۶ ہزار ہیں - یہ تعداد صرف دو قسم کے پتروں کی ہے ؞

کیا پتروں کی یہ تعداد اس قول کی صریح کھنڈن نہیں کر رہی کہ پتر مُردوں کا نام ہے - اگر مُردوں کے لئے یہ نام مخصوص ہوتا - تو اُن کی گنتی کیوں بتلائی جاتی اور تعداد کس طرح شمار ہو سکتی ؟

(۲۴) **مارکنڈے پران** - میں بھی گرڑ پران کی مانند پتروں کے اَنیک سموہ لکھے ہیں - اس کے علاوہ اس پران میں پتر سمبندھی ایک بڑا استوتر ہے اور انیک پرکار کے پتروں کی چرچا آئی ہے ؞

یہ پرمان خود پکار پکار کر بآواز بلند منادی کر رہے ہیں کہ پتر شبد کا اطلاق مُردہ ماتا پتا آدی پر نہیں ہوتا - نہ ہی پراچین شاستروں سے مُفت خوروں کا حلوا مانڈا سِدّھ ہوتا ہے ؞

ہمارے ناظرین دریافت کریں گے کہ پھر کیوں ان لوگوں نے یہ مایا جال پھیلا رکھا ہے ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ؎

مجبور کر رہا ہے جنہیں اُنہیں زباں کا
اندیشہ سود کا ہے اُن کو نہ غم زیاں کا

(۵) پتر - پتر لوک اور چندر لوک

چند غلط فہمیوں کا ازالہ

(۱) سناتن دھرمیوں کا خیال ہے کہ پتر لوک اور چندر لوک ایک ہی لوک ہیں ارتھات مر کر تمام لوگوں کے آتما چندر لوک میں پتروں کی حیثیت سے رہتے ہیں - ...

خیال بوجوہات ذیل سراسر غلط ہے:-

(اول) اگر پتر چندر لوک میں نواس کرتے ہوتے۔ تو انہیں چندر پرست ہونا چاہئے تھا۔ اور اس کے مطابق شکل پکش اور پورن ماشی پتروں کی ہوتی۔ مگر کرشن پکش اور اماوشیا تتھی پتروں کے لئے مخصوص ہے۔ اس سے پایا جاتا ہے۔ کہ چندر لوک کا خیال صحیح نہیں۔

(دوم) آپ کے اصول کے انوسار چندر میں امرت پان کرنے والے پتروں کو پرتھوی لوک سے پنڈوں کے پہنچانے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ اگر یہ کہا جائے کہ چندر امرت تو دیوتوں کے لئے ہے پتروں کے لئے نہیں۔ تو ایسی صورت میں اُن کا وہاں ٹھہرنا ہی بے فائدہ ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ کرشن پکش میں امرت پیتے پیتے اماوشیہ کو بالکل گھٹ جاتا ہے۔ اس لئے اُس دن پرتھوی لوک پر شرادھ کرنا چاہیئے۔ تو یہ بھی صحیح نہیں۔ کیونکہ جب راہو اور کیتو نام راکھشس تمہارے عقیدے کے بموجب امرت کا ایک گھونٹ پینے سے ابناک امر ہیں۔ تو پتر ہی ایک دن بغیر امرت زندہ نہیں رہ سکتے؟

(سوم) جب تمہارا سدھانت یہ ہے کہ جو چندر میں رہتے ہیں۔ انہیں دیوگن کہا جاتے ہیں۔ تو اس صورت میں تمہارا یہ کتھن کہ "اگنی شواتہ" آدی پتر امر ہیں۔ کیونکر کسوٹی پر پورا اُتر سکتا ہے۔

اصل میں اس غلط فہمی کا سبب یہ ہے۔ کہ پتروں کے ناموں میں سے ایک نام "سومیہ" ہے۔ سوم نام ہے چندرماں کا اور سوم لتا کا۔ سوم لتا ودیا اور سوم یگیہ میں جو ماہر ہوتے تھے۔ وہ سوم یگیہ کے بڑے پریمی ہوتے تھے۔ اس لئے گرہستی انہیں سوم رس بہت پلایا کرتے تھے۔ سنسکرت میں لکھا ہے۔ کہ جیسے چندرماں شکل پکش میں ایک ایک کلا سے بڑھتا اور کرشن پکش میں ایک ایک کلا گھٹتا ہے

اسی طرح سوم لتا کا بھی شکل پکش میں ایک ایک پتر پیدا ہوتا جاتا ہے۔ اور کرشن پکش میں گرتا جاتا ہے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ چندر مان اوشدھیوں کی اُتپتی کا کارن ہے۔ پس ان خیالات کے سبب عام طور پر یہ زبان زد خلائق ہو گیا ہے۔ کہ پتر بغیر سوم لتا کے نہیں جی سکتے۔ اور چونکہ سوم لتا کا دارو مدار چاند پر ہے۔ اس لئے آہستہ آہستہ یہ مشہور ہو گیا کہ پتر چندر لوک پر جیتے ہیں۔ یا چندر لوک پر رہتے ہیں ÷

(۲) چندر لوک میں پتر امرت پان کرتے ہیں۔ یہ دوسری غلط فہمی ہے۔ جس کا سمادھان مندرجہ ذیل سطور کا بغور مطالعہ کرنے پر آسانی سے ہو جائیگا÷

پراچین زمانے میں یجیوں کے وقت سوم لتا کا ادھک پریوگ ہوتا تھا۔ سوم لتا ہی گویا چندر لوک ہے۔ اس لتا کے رس کا پان کرنا ہی امرت پان کہا گیا ہے یجیہ میں ایک وچتر اور آشچریہ آنند دائک رس تیار کیا جاتا تھا۔ اس میں سوم لتا کی بڑھتا رہی تھی۔ اس کارن اس کو سوم رس کہتے تھے۔ پرنتو یہ سینکڑوں پدارتھوں کے رس سے سنیکت ہوتا تھا۔ اس لئے "امرت دھارا" کی طرح اس کی چند بوندیں ہی ایک نربل پُرش کو طاقتور بنانے میں غضب کی سہائتا دیتی تھیں جب یہ رس پینے کے لئے پتروں کو بلاتا تھا۔ تو وہ کہتے تھے अयाम सोममृता अपाम - ارتھات سوم پان کر لیا۔ اب امرت ہو گئے۔ یہی سوم رس روپ امرت پان پورانک چندر لوک امرت پان ہے ÷

اس قدر عرض کے بعد فیصلہ پاٹھکوں پر چھوڑ کر اس مضمون کو ختم کیا جاتا ہے ÷

(۶) معجون مرکب

(۱) مرتک شرادھ کی قسمیں:-

(اوّل) अन्वाहार्यक - انواہاریک جو ہر مہینے کی اماوسیہ کو کیا جاوے۔
(۲) ماسک شرادھ - جو ہر ماہ مرنے کی تاریخ کو کیا جاوے۔
(۳) آدتیہ شرادھ - جو مرنے کے گیارہویں دن کیا جاوے۔
(۴) کھشیاہ شرادھ - جو ہر سال مرنیوالے کے مہینے اور تاریخ کو کیا جاوے۔
(۵) ایکودشٹ " - جو ایک ہی پتر کے لئے کیا جاوے۔
(۶) پاروَن شرادھ - جو انیک پتروں کے لئے کیا جاوے۔
(۷) ناندی مکھ " - اس میں گنیش کے سہت سولہ ماترکاؤں کا پوجن ہوتا ہے۔

(۲) شرادھوں میں تلوں کا مہاتم کیوں؟

جب کوئی مرتا ہے۔ تو اس کے سمبندھی اُس کے نام پر تلانجلی دیتے ہیں۔ اور پتر کرم میں تل کو زیادہ استعمال کرتے ہیں۔ ایسا کیوں کیا جاتا ہے؟ اس کی مفصلہ ذیل اغراض ہیں:-

(۱) اول تو شوک یعنی غم کے ظاہر کرنے کے لئے - کیونکہ تل عموماً کالے رنگ کے ہوتے ہیں۔ اور کالا رنگ نہ صرف ہندوؤں کے ہاں غم کے ظاہر کرنیوالا مانا گیا ہے۔ بلکہ اور بھی بہت سی قوموں کے ہاں۔ انگریز بھی کسی معزز شخص یا رشتہ دار کے مرنے پر کالی ڈریس پہنتے ہیں۔ اخبارات میں بھی کسی مشہور شخص کی موت کی خبر سیاہ لباس پہنا کر ہی دی جاتی ہے۔ اسی بھاؤ کو مدنظر رکھکر سمبندھیوں میں تلانجلی کے بانٹنے کا دستور چلا ہوا معلوم ہوتا ہے۔

(۲) جیسے تل سینہ یعنی تیل کو دھارن کرتا ہے۔ ایسے ہی آپ لوگ بھی سنیہ یعنی پریم کو دھارن کریں۔ جو شخص گذر گیا ہے۔ اُس کے چتر اور شبھ کرموں سے سدا محبت رکھیں۔

(۳۴) رکھشک اندروان پر مستی دونوں اقسام کے پتروں کو راتری میں روشنی کے لئے تیل کی ادشیکتا ہوتی تھی۔ اور تیل زمانۂ سابق میں تلوں سے ہی حاصل ہوتا تھا اس لئے پتروں کو تل بانٹے جاتے تھے۔ جب شرادھ زندوں کے بجائے مردوں کا شروع ہوا تو تلوں کے استعمال کا موقع تبدیل ہو جانا معمولی بات تھی ٭

(۳۵) ترپن۔ ہمارے سناتن دھرمی بھائی مرتکوں کے لئے جہاں بھوجن پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہاں اُن کے لئے جل دان بھی کرتے ہیں۔ جس کو ترپن کہتے ہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ جب پانی انجلی لے کر یہیں زمین پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔ تو پتروں کو کیوں کر مل سکتا ہے؟ اگر کہو کہ سوریہ دیوتا اپنی کرنوں دوارا پہنچا دیتے ہیں۔ تو بالکل غلط ہے۔ جڑھ سورج کس طرح چیتن کا سا کام کر سکتا ہے۔ نیز کیا ایسی صورت میں جبکہ تمام پانی جو سورج بخارات کی شکل میں کھینچ لیتا ہے۔ بارش کی شکل میں واپس زمین پر آجاتا ہے۔ کیونکر تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ کہ کچھ پانی پتروں کے نمت پتر لوک میں چلا جاتا ہوگا؟ مزید برآں ایک سوال اور بڑے معرکے کا پیدا ہوتا ہے۔ کہ جب بھوجن ایک دفعہ کھلانے سے پتروں کی سال بھر کی ترپتی رہتی ہے۔ تو جل روزانہ دینے کی کیا ضرورت ہے وہ بھی ایک دفعہ کا دیا ہوا سال بھر کے لئے کافی ہو سکتا ہے۔ علاوہ ازیں جب براہمنوں کو پتروں کے نمت بھوجن کھلاتے وقت جل بھی پلایا جاتا ہے۔ تو پھر علیحدہ کیوں دیتے ہیں۔ اگر کہا جائے۔ کہ وہ نہیں پہنچتا۔ تو سوال غور طلب یہ ہے کہ کیا اس وقت پتروں کو بھوجن کے بعد پانی کی ضرورت نہیں ہوتی؟ نیز کیا یہ پانی نیوتہ جیمنے والوں کے ہی نمت دیا جاتا ہے؟

کیا یہ ایک تمسخر کی بات نہیں کہ روٹی تو کھائے موہن اور پانی پلایا جائے اس

کی جگہ سوہن کو ؟ ہمیں تو اس کریا کی تہ ہیں یہ راز معلوم ہوتا ہے۔ کہ پہلے زمانے میں پتروں کو سوم رس خوب پلایا جاتا تھا۔ اور اُن بردھ پتروں کے نمت چھہ رسوں سے یکت بھوجن اور پدارتھوں سے اچھے اچھے رس نکال کر دیا کرتے تھے۔ جب سوم لتا کا استعمال اور سچی پتری یگیہ بھول گئے۔ تو جہاں زندوں کے بجائے مُردوں کا شرادھ کرنے لگے۔ سو وہاں سوم لتا کے رس کے استھان میں جل دان کرنے لگے ؛

ناظرین! یہ نوٹ غیر مکمل رہیگا۔ اگر ہم اس منتر کی حقیقت نہ ظاہر کریں جو کہ ترپن کے وقت پڑھا جاتا ہے :-

मनो मे तर्पयत वाचं मे तर्पयत प्राणं मे तर्पयत चक्षुर्मे तर्पयत प्रजां मे तर्पयत पशून्मे तर्पयत गणान् मे तर्पयत गणा मे मा वितृषन्। यजु

یجروید کے اس منتر کا ارتھ یہ ہے۔ کہ میرے من۔ بانی۔ پران۔ چکشو شروتر۔ آتما۔ پرجا۔ پشو آدی کو ترپت کرو۔ اس منتر کے دوارا اگیان پراتھنا کرتا ہے۔ یہ نہیں کہتا۔ کہ پتروں کے من کو ترپت کرو۔ بلکہ یہ کہتا ہے کہ میرے من کو ترپت کرو۔ نہ معلوم اس کے ذریعے سے پتروں کو کیا اثر پہنچیگا ؟

اُف! بدھی کے اندر سوارتھ اور تعصبات ہونے کے سبب ویدک منتروں کی کیسی دُردشا کی جا رہی ہے۔ اُن کا نام لے لے کر ہمارے ہندو بھائیوں نے کیا کیا پاکھنڈ رچے ہیں۔ اور کیسی کیسی مضحکہ خیز وہمات کی نذر کر دی ہیں۔

(۴) پتروں کی اقسام اور اُن کی تعریف

(۱) اگنی شواتّ۔ جس نے اچھے پرکار اگنی کو گرہن کیا ہے۔ ارتھات اگنی ہوتر

श्रोत्रं मे तर्पयत आत्मानं मे तर्पयत

آدی کرموں میں جو ماہر ہو۔ یا اگنی ودّیا میں جو خوب ہوشیار ہو ؛

(۲) اگنی وگدھ۔ کے ارتھ بھی اگنی شوات سے ہی ملتے جلتے ہیں۔ ارتھات اگنی ہوتر و اگنی ودّیا میں جو ماہر ہوا ہو۔ اگنی وا جیہ ایشوری گیان میں اپنا تن من دھن لگا دیا۔ تپ سے جس نے اپنے شریر کو جلا دیا ہو۔ وگدھ کے معنی گیانی اور پنڈت کے ہیں

(۳) انگھات۔ جس نے شبھ کرم کرنے میں اپنے کو گاڑ دیا ہے۔ اتھوا جو رشیوں ودوانوں دوارا کہشبتر میں گاڑا گیا ہو ؛

(۴) پرویت۔ جس نے اچھے پرکار ودّیا روپی بیج کو بویا ہے۔ اتھوا جو اچھے پرکار چھینٹا گیا ہے ؛

(۵) وگدھ۔ جس نے تپ آچرن میں شریر جلا دیا ہے۔ اتھوا جو ویدادی شاستر روپ اگنی میں وگدھ کیا گیا ہے ؛

(۶) اُدھت۔ جس نے گرتے ہوئے کو اُٹھایا ہے۔ اتھوا جو سب کے ہت میں لگا ہوا ہے ؛

(۷) سومیہ۔ سوم رس کا پینے والا۔ اور سوم یجیہ کرنے والا ؛

(۸) سوکالی۔ ودّیا کے اُپارجن میں جس نے اپنا سمے اچھی طرح صرف کیا ہے۔

(۹) نوگو۔ جو نئی نئی ودّیاؤں کا موجد ہے ؛ नवगव

(۱۰) برہی شد۔ سبھا میں بیٹھنے والے ؛

پتروں کی یہ اقسام ہی صاف بتلا رہی ہیں۔ کہ پتر زندہ ہو سکتے ہیں مُردہ نہیں کیونکہ ان میں یہ اوصاف ہی نہیں پائے جاتے۔ پس اس لحاظ سے بھی مرتک شرادھ ناجائز ٹھیرتا ہے۔ اور مجبوراً ہمیں یہ کہنا پڑتا ہے کہ

کرو بدنام مُردوں کو کرا کر شرادھ تم ان کا
کچوری کھیر اور حلوہ اڑالو جتنا جی چاہے ؛

فصل چہارم

منوسمرتی کے چند شلوکوں پر وچار

رجیوت پتروں کا شرادھ

तासां क्रमेण सर्वासां निष्कृत्यर्थं महर्षिभिः।
पंच क्लृप्ता महायज्ञाः प्रत्यहं गृहमेधिनाम्॥ मनु० अ० ३.०६९

ترجمہ - ان پانچوں کے پراشچت کے لئے مہرشی گن نے پنچ مہا یگیہ گرہستھی کو نتیہ کرنے بتلائے ہیں جن میں سے ایک پتری یگیہ بھی ہے *

ناظرین! اِس شلوک میں پتری یگیہ کو نتیہ کئے جانے والے یگیوں میں شمار کیا گیا ہے - نتیہ پتری یگیہ زندہ ماتا پتا کی صورت میں ہی ممکن ہے .... مُردوں کا شرادھ بتلانے والے اپنے ماتا پتا کا شرادھ اُنکی زندگی میں تو کرینگے نہیں - ہاں گھڑیاں گنتے رہیں کہ کب اُن کی آنکھ بند ہو اور کب ہم اپنے فرض سے سُبکدوش ہوں - لُطف تو یہ ہے کہ بعد مُردن گھر سے چیز جاتی ہے - مگر پتروں کو نہیں ملتی - دوسرے اس صورت میں سال میں ایک یا دو دفعہ سیگیہ کر سکتے ہیں - نتیہ تو نہیں کر سکتے - اگلا شلوک اور بھی فیصلہ کُن ہے - ادھیائے ۳ - شلوک ۸۲ *

कुर्यादहरहः श्राद्धमन्नाद्येनोदकेन वा।
पयो मूल फलै र्वापि पितृभ्यः प्रीति मावहन्॥

ترجمہ - پرتی دن پریتی پُوروک آن جل دودھ پھول اور پھل سے حتی الامکان شرادھ کرے *

تبلائیے پاٹھک! اب بھی آپ کو اپنا انتم فیصلہ سُنانے میں تامل ہے کہ ستیہ شاستروں منوسمرتی آدی میں شرادھ کا جہاں ذکر آیا ہے۔ وہ جیوت پتروں پر ہی گھٹتا ہے۔ مرتکوں پر نہیں۔ کیونکہ روزانہ بلا ناغہ سیوا جیوت کی ہی ہو سکتی ہے۔ منوسمرتی میں آگے چل کر جو مرتک شرادھ کا ودھان ہے۔ وہ کسی گُرو برگیش کی کارستانی ہے۔ کتنے افسوس کا مقام ہے۔ کہ جیتے جی تو اپنے والدین کو کھانے پینے تک سے دق رکھیں اور مرے ہوؤں کا پھیریں گندوڑا

جیتے مات پتا کو بھوجن بن ترسائے مرے ہوؤں کے سُکھ کے ہتو پھلگو پنڈ بھرائے

اماوشیہ شرادھ کا پھل

प्रथिता प्रेतकृत्यैषा पित्र्यं नाम विधुक्षये।
तस्मिन्युक्तस्यैति नित्यं प्रेतकृत्यैव लौकिकी॥

ترجمہ:- اماوشیہ میں شرادھ کرنے سے پتروں کا اُپکار ہوتا ہے۔ بعوض اس کے پتر لوگ شرادھ کرنے والے کو گُن رہیتا۔ پوتا اور دولت وغیرہ سب کچھ دیتے

ناظرین! اماوشیہ شرادھ کی پرچا منوسمرتی کے علاوہ اور بھی گئی گرنتھوں میں پائی جاتی ہے۔ نامناسب نہ ہوگا۔ اگر ناظرین کی ضیافت طبع و غور و فکر کے لئے اس دشہ پر ذرا تفصیل سے لکھا جاوے:-

اول سُنئے پرمان:-

(۱) آپستمب دہرم سوتر۔

अमावस्यायां यदहश्चन्द्रमसं न पश्यति तदहः पिण्डपितृयज्ञं कुरुते।१।अपराह्णे ऽधिवृक्ष सूर्येवा पिण्डपितृयज्ञेन चरन्ति।२।
पिण्डपितृयज्ञे ऽ पराह्ण..ऽमावस्यायाम् (۲) شُنکھیاین شروت سوتر

ہیں۔ اس لئے شرادھ ضرور کرنا چاہئے ۔
جب برہمچاری برہمچریہ آشرم کی سماپتی پر گھر کے کاروبار کا چارج اپنے ہاتھ

بقیہ حاشیہ ص ۲۰۲ ۔

(۳) کا تیاین شروت سوتر ۔ अपराह्णे पिण्डपितृयज्ञ-श्चन्द्रादर्शनेऽमावस्यायाम् ॥

(۴) منوسمرتی ۔ पितृ यज्ञन्तु निर्वर्त्य विप्रश्चेन्दुक्षयेऽग्निमान् । पिण्डान्वाहार्यकं श्राद्धं कुर्यान्मासानुमासिकम् । पितॄणां मासिकं श्राद्धमन्वाहार्यं विदुर्बुधाः ॥

(۵) منڈک اپنشد ۔ यस्याग्निहोत्रमदर्शमपौर्णमासमचातुर्मास्यमनाग्रयणम् ॥

(۶) شت پتھ براہمن ۔ मासि मास्येव पितृभ्यो ददतो यदैवैष न पुरस्तान्न पश्चाद् ददृशे-ऽथैभ्यो ददाति ॥ इत्यादि

اور अथैनं पितरः प्राचीनावीतिनः सव्यं जान्वाच्योपासीदं स्तान् ब्रवीन् मासि मासि वोऽशनं स्वधा ।

(۷) اتھرووید ۔ तस्मात् पितृभ्यो मास्युपमास्यं ददाति प्र पितृयाणं पन्थां जानाति एवं वेद ।

مذکورہ بالا تمام پرمانوں میں پتروں کو اماوشیہ کے دن ماس ماس کے
بعد بھوجن کھلانے کا ودھان ہے ۔ بحث طلب بات صرف یہ ہے کہ

ہیں لے لیتا ہے۔ تو اول تو اُسے ہر روز ہی اُتّم اُتّم بھوجنوں سے اپنے ماتا پتا کی آتما کو سنتشٹ رکھنا چاہئے۔ ایک ماہ کے بعد تو خاص طور پر عمدہ عمدہ پداریتھ کھلا کر اُنہیں پرسن کرنا چاہئے۔ یہ شلوک جیوت پتروں کے شرادھ کو

بقیہ حاشیہ صہ ۲۰۳

پتروں سے مطلب یہاں زندوں سے ہے یا مُردوں سے؟ دھیان سے غور کرنے اور نہ پکش چھان بین کے بعد یہی کہنا پڑتا ہے۔ کہ جیوت پتروں سے ہی یہاں مطلب سمجھنا چاہئے۔ جو ماتا پتا آدی بان پرستھ آشرم میں ہیں۔ اُن کو کم سے کم ماس میں ایک دن بلا کر بھوجن کھلانا چاہئے۔ اس کا یہ ابھپرائے نہیں۔ کہ وہ مہینے میں ۲۹ دن بھوکے رہتے تھے۔ وہ ہماری طرح ہر روز بھوجن کرتے تھے بن میں اُن کی خوراک اور پوشاک وغیرہ کا سب پربندھ ہوتا تھا گرہستھیوں کے ہاں ماسک ہی آنا جانا ہوتا تھا۔ کبھی کبھی آنے کا ایک تو یہ فائدہ ہوتا تھا۔ کہ وان پرستھیوں کی گرہستھیوں سے کم راہ و ربط ہونے کے سبب گرہستھ میں ادھک پربتی نہ ہوتی تھی۔ اور نہ ہی گھر سے علیحدہ ہونے کا انہیں کچھ رنج محسوس ہوتا تھا۔ دوسرے گرہستھیوں کی بھی اُن میں محبت رہتی تھی۔ ہمارے سناتنی بھائی اکثر اس موقعہ پر سوال کیا کرتے ہیں۔ کہ بھارت ورش میں شروع سے ہی سعلت فیملی پرتھا رہی ہے۔ یعنی ماں باپ لڑکے۔ لڑکیاں تمام پریوار کے لوگ ایک گھر میں ہی رہتے رہے ہیں۔ پھر ایک ماہ کے بعد بلا کر بھوجن کرانے کے کیا معنے؟ اس کا جواب بھی سطور بالا میں آگیا ہے۔ وان پرستھ میں تو بہرحال ماتا پتا کو پتروں سے علیحدہ

ہتی یادن کرتا ہے۔ کیونکہ گن بیٹا۔ پوتا۔ دولت زندہ ہی دے سکتے ہیں۔ مردوں نے دینا کیا ہے؟ ننگی نہائے گی کیا اور نچوڑیگی کیا؟ وہ خود ہی پترلوک رُوپی صحرائے اعظم میں وانے اور پانی کے گھونٹ تک کو ترستے ہیں۔ دولت بھی زندہ ہی بخش سکتے ہیں۔ اور بخشتے ہیں۔ مگر مردے بیچارے دینگے کہاں سے؟

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰۴۔

آبادی سے دور ڈیرہ لگانا پڑتا تھا۔ اس سے یہ امر ظاہر ہی ہے۔ کہ ماس ماس کے بعد بُلانا کس قدر عقل کے موافق ہے +

ایک امر یہ بھی مدنظر رکھنا چاہئے۔ کہ پتروں سے مراد صرف ماتا پتا ہی نہیں ہے۔ بلکہ منو مہاراج کے شلوک ذیل کے مطابق پیدا کرنے والا۔ جنیئو دینے والا۔ وِدّیا پڑھانے والا۔ انّ داتا۔ بھے سے بچانے والا۔ یہ پانچوں پتّر کہلاتے ہیں۔ اگر ماتا پتا کو نظر انداز بھی کر دیں۔ پھر بھی پچھلی چار قسموں کے پتر پالن پوشن و سیوا کے مستحق ہیں +

जनकश्चोपनेता च यश्च विद्यां प्रयच्छ-
ति। अन्नदाता भय त्राता पञ्चैते पितरः
स्मृताः ॥

خلاف ازیں یہاں مرتک سے تات پریہ لیا جاوے۔ تو مندرجہ ذیل چار سوال پیدا ہوتے ہیں:۔

(۱) اگر پتروں سے مراد مُردوں سے لیتے ہو تو انتیس دن پتر کہاں سے کھائیں گے؟ اگر کہو کہ جس طرح سے جیتوں کی صورت میں تم مانتے ہیں۔ اسی طرح یہاں سمجھ لو تو یہ صحیح نہیں۔ کیونکہ تم خود مانتے ہو کہ پترلوک میں انّ جل وغیرہ کچھ نہیں ملتا۔ اگر یہاں سے نہ پہنچائیں۔ تو

پتر لوک میں سکہ چہرہ شاہی ہی ندارد ہے۔ ہاں اگر یمراج کا چلایا ہوا کوئی نرالا سکہ ہو تو وہ جانے یا اُس کے ایجنٹ! اُن کی معرفت آتا ہوگا۔ حیرانی ہے تو اس بات کی کہ آج تک تو کسی پادھے جی نے پتر لوک سے منی آرڈر آنے کی کسی یجمان کو اطلاع تک نہ دی۔ روپیہ نہ دیتے یجمان کو ہاں رسیدیں تو جلاتے دیکھے جاتے

بقیہ حاشیہ ص ۲۰۵

وہ بھوکے مر جائیں اور

(۲) اگر یہ کہو کہ ایک دن کے کھلانے سے اُنہیں تمام ماہ بھوک نہیں لگتی تو اس امر کے حق میں کوئی شاستری یا عقلی ثبوت پیش کرو۔ پینڈوں کا اُدھار تر ایک ماہ کا کس پرمانک شاستر کے آدھار پر مانتے ہو؟

(۳) جب منوسمرتی کے انوسار براہمنوں کو ایک دفعہ کھیر کھلانے سے سال بھر پتر تریپت رہتے ہیں۔ تو ماہ کے بعد اُنہیں بھوک کیونکر لگیگی؟ کیا اس صورت میں اُن کے نمت برہمنوں کو بھوجن کھلانا نرارتھک نہیں؟

(۴) اگر ایک دفعہ کے بھوجن کھلانے سے ایک سال کے ستھان میں ایک ماہ کے لئے ترپتی مانو تو تمہیں تل۔ دھان اور جو براہمنوں کو کھلانے چاہئیں کھیر کیوں کھلاتے ہو؟ اگر کوئی سجن یہ وجہ بیان کریں۔ کہ چونکہ اماوشیہ تتھی ماس کے انت میں ہوتی ہے۔ اس لئے مہینے کے سنسکار ارتھ یہ قاعدہ رکھا ہے۔ کہ اماوشیہ کو پتری یگیہ کرنا چاہئے تو بھی قابل تسلیم نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اگر ماس کے انت کا خیال وچار ہوتا۔ تو چندر ماس کی نسبت सौर ماس بہت پرسدھ ہے اور بھارت ورش میں ابھی تک جس قدر حساب सौर ماس کے انوسار ہوتا ہے اس قدر چندر ماس کے انوسار نہیں۔ تب پرتیک سنکرانت کے دن ہی شرادھ کی ودھی ہوتی جو نہیں ہے۔ لہٰذا یہ شنکا کچھ معقولیت نہیں رکھتی

مگر ایسا بھی کہیں مشاہدے میں نہیں آیا۔ ہماری رائے میں اماوشیہ کے روز براہمنوں کو بھوجن کھلا کر اُس سے کچھ عرصہ بعد اُن سے دریافت کرنا چاہیئے کہ "ہمارا مال کچھ پتر لوک سے آیا ہوگا۔ لائیے"۔ پھر تو آپ دیکھیں گے یہ لوگ شرادھ کے نام سے کان پر ہاتھ رکھتے ہوئے چلتے بنیں گے۔ جو لوگ اس شلوک کو مرتک شرادھ پر لگاتے ہیں۔ اُن سے عرض ہے۔ کہ منوسمرتی کے وہ شلوک یاد کریں۔ جن میں کھیر و دودھ کے کھلانے سے پتروں کی ایک سال کی ترپتی لکھی ہے۔ اور پھر یہ بتلائیں۔ کہ جب بھوک ہی اُنہیں سال کے بعد لگیگی۔ تو مہینے در مہینے کھلا کر کیا انہیں بیمار کرنا چاہتے ہو؟ پتر لوک میں تو ڈاکٹر یا ویدکی بھی دقت ہے۔ علاج کون کرے گا؟ کیا چورن بھی یہاں سے مفت خوروں کی معرفت پہنچاؤ گے؟

مرتک شرادھ کرنیوالوں کو الارم

اندھکاری کو بھوجن کھلانے سے پاپ لگتا ہے

"بنجر زمین میں بیج بونے والا پھل نہیں پاتا۔ اسی طرح مورکھ براہمن کو دیوتا کی چیز بھوجن پانے سے داتا پھل کو نہیں پاتا" (شلوک ۱۴۲) ۔

شرادھ کے شردھالوؤ! براہمنوں کے ہمدردو! سناتن دھرم کا پکش رکھنے والو جب مورکھ برہمن کو بھوجن کرانے کا پھل نہیں ملتا۔ تو تم نے کیوں ایسی اندھیر گردی مچا رکھی ہے؟ نہ گُن دیکھتے ہو نہ ودیا۔ نہ سوبھاؤ کی پریکھشا کرتے ہو۔ نہ آچار کی۔ بلا کر جھٹ سے پاؤں دھونے کی کرتے ہو۔ اور اُن کے پاؤں کے دھون کو فی الفور حلق کے اندر کرتے ہو۔ اگر پھل نہ ملنے پر ہی بس ہوتی۔ تو بھی چنداں مضائقہ نہ تھا۔ مگر یہاں تو اُلٹا صلہ ملتا ہے۔ اگر معلوم نہ ہو تو سن لو۔ منوجی مہاراج کا صاف لفظوں میں اُپدیش ہے کہ "دیوتا پتروں کے جتنے لقمے مورکھ براہمن بھوجن کرتا ہے۔ اُتنی ہی بار شرادھ

کرنے والا آگ سے گرم کئے ہوئے لوہے کے پنڈ اور دو دھارے شستر کو بھوجن کرتا ہے"
تمہارے بڑھوں کی قابل رحم حالت کس کی ہوگی۔ جو گھر سے کھوئیں دام۔ اور اگلے جنم کا
جائے آرام۔ اگر تمہارا یہ خیال ہے۔ کہ صاحب! ہم نے تو دان دینا ہے۔ مورکھ کو دیا
یا عقلمند کو۔ یکساں ہی ہے۔ اس کا جواب منوجی دیتے ہیں کہ "دیوتا پتروں کو دینے
کی چیز گیانی برہمن کو دینی چاہئے۔ جس طرح سے خون سے بھرا ہوا ہاتھ خون سے دھونے
پر صاف نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح مورکھ برہمن کے سنکار سے مورکھتا دور نہیں ہوتی"

منوجی اسی پر اکتفا نہیں کرتے۔ بلکہ اور بھی ارشاد فرماتے ہیں :-

"دیو کرم و پتر کرم میں ننزک براہمنوں کو جو بھوجن کراتے ہیں۔ وہ راکشس
بھوجن کرتے ہیں" (شلوک ۱۶۹-۱۷) ✣

"جو براہمن پنگت میں بٹھانے کے لائق نہیں ہیں۔ ان کو دان دینے سے داتا
سنیہ کا گوشت دخون وہڈی کھانے والا جانور بنتا ہے" (شلوک ۱۸۲) ✣

"جو براہمن پنگت کے لائق نہیں وہ پنگت کے لائق جتنے براہمنوں کو بھوجن
کرتے ہوئے دیکھتا ہے۔ اتنے کے پھل کو داتا نہیں پاتا" (شلوک ۱۷۶)

منوسمرتی شلوک ۱۵۰ سے ۱۶۸ تک اُن براہمنوں کی صفات بتلائی گئی ہیں
جو پنگت میں بٹھلانے کے لائق نہیں۔ شلوک ۱۵۰ میں ناستک ۱۵۱ میں وید یا حکیم
مزدوری لے کر تین برس تک دیوتاؤں کی مورت کا پوجنے والا بنیوں کے کرم سے
جینے والا۔ شلوک ۱۵۳ میں بیاج سے گذر اوقات کرنے والا۔ شلوک ۱۵۴ میں پنچ مہایگیہ
نہ کرنے والا۔ شلوک ۱۵۶ میں مزدوری لے کر پڑھانے والا۔ ۱۶۱ میں وید کی نندا کرنے
والا۔ ۱۶۲ میں جیوتش ودیا سے گذر اوقات کرنے والا۔ بالخصوص توجہ کے قابل
ہیں۔ سناتن دھرم کے حلقے کے جملہ براہمنوں میں سے کوئی مائی کا لال بڑا ہی نکلیگا
جو مذکورہ بالا حلقوں میں سے کسی میں بھی جکڑا ہوا نہ ہو۔ اگر کسی کو اس

قول کی صداقت میں شک ہے۔ تو بھارتورش کے ایسے براہمنوں کی فہرست پیش کرے جو منو سمرتی کے تجویز کردہ معیار پر پورے کامیاب اُترتے ہوں۔ ورنہ شرادھ سدّھی کی دھن کو چھوڑ کر پہلے شرادھوں کے قابل براہمن تیار کرے۔

ہمارا اس تحریر سے یہ منشا نہیں کہ دان کا سلسلہ بند کر دینا چاہئے۔ یا برہمن بھوجن کا رواج حرف غلط کی طرح مٹا دیا جائے۔ بلکہ یہ ہے کہ ودیا دان اور سدا چاری کے مقابلے میں کسی نراکھشر بھٹا چاریہ اور مورکھ آچاری کی مفت خوری کی کمتر سمجھا جائے ورنہ دھوبی کا بگڑا پنڈت کا بگڑا ہوگا۔ اکیشرم نیو جاتی پورش کے برابر جب ایک شاستری اس کو دکھشنا ملیگی۔ تو وہ یا تو اپنی تعلیم پر افسوس کرے گا یا تمہاری عقل پر۔

فصل پنجم

مرتک شرادھ چلا کب سے؟

یہ سوال بارہا آریہ سماج سے پوچھا جاتا ہے۔ اس کا نشچت اُتر دینا سخت مشکل ہے کون کہہ سکتا ہے کہ اس "مبارک" رسم کی ابتدا کرنے کا فخر کس مہا نو بھاو کو حاصل ہوا۔ مگر پھر بھی جہاں تک اتہاس کام دے سکتا ہے۔ عقل کی رسائی ہے قوت تخیل کی پہنچ ہے ہمارے نزدیک یہ بات ہے۔

راشٹر کرن کی کتھا

پیشتر ازیں کہ پرامپن گرنتھوں کی تحقیقات کی جائے آؤ ذرا سماج ہمارے سناتن دھرمیوں سے ہی یہ پرشن پوچھ دیکھیں کہ کیا جواب ملتا ہے؟ کیوں پا دھا جی! یہ شرادھ کا دستور کب سے چلا ہے؟ اجی مہاشے جی! آپ نہیں جانتے اس کے بارے

میں تو لوک پرسدھ ایک کتھا ہے۔ راجہ کرن ایک دانی تھا۔ اور سونے کا ہی دان کیا کرتا تھا۔ جب وہ مرکر دھرم راج کے پاس گیا۔ تو انّ وغیرہ بھوجن کے لئے بالکل نہیں دیا گیا۔ بلکہ سونا ہی سونا ملا۔ اُس نے دُکھی ہو کر دھرم راج سے فریاد کی۔ دھرم راج بولے "تم نے انّ دان نہیں کیا۔ سونا کیا تھا۔ سو سونا ہی ملیگا" اس پر کرن نے پندرہ دن کی مہلت مانگی۔ تاکہ دان کر کے واپس آئے۔ جو سویکار کی گئی اُس نے سورگ سے لوٹ کر یہاں آکر برہمنوں کو پرسنتا پوروک بھوجن کرائے پھر سورگ میں گیا۔ تو اُسے بھوجن کے لئے انّ ملنے لگا۔ اُس وقت سے لے کر سب اپنے پتروں کا شرادھ کرتے ہیں[1]۔

مذکورہ بالا کتھا بجائے شرادھ کا پکش مضبوط کرنے کے اُن کا زبردست کھنڈن کرتی ہے۔ گذشتہ سوالات کے اتہاس وبھاگ میں اس کتھا پر خوب غور کیا گیا ہے۔ یہاں بخوف طوالت مضمون اس کتھا کے اندراج پر ہی اکتفا کیجاتی ہے۔

[1] شکر صد شکر ہے کہ آریہ سماج کے اعتراضات سے تنگ آکر بعض سناتن دھرمی پنڈت آشونی چندر آدی راجہ کرن سے شرادھ دن کا آغاز ماننے سے انکار کرنے لگے ہیں۔ اور اب کنا گت شبد کی اصل کرن اگت کے بجائے کنیا گت بتلانی شروع کی ہے۔ چہ خوب!

ततः ऐकाणि कन्याया यान्यं हानि तु षो-
ड़शा क्रतुभिस्तानि तुल्यानि पितृभ्यो दत्त
महायम॥ (کنیا کے سُورج میں ہونیکے سبب کنا گت کہلانے لگے)

سناتن دھرم کے دعوے بدلتے رہے ہیں اور بدلتے رہینگے وہ وقت آئیگا جبکہ آریہ سماج کی نکتہ چینیوں کی بوچھاڑ سے گھبرا کر سناتن دھرمی کنیا گت کے معنوں سے بھی انکار کریگا۔ بہر حال خیالات میں جس قدر تبدیلی ہو جائے یہی غنیمت ہے "کفر ٹوٹا خدا خدا کرکے"+

مہابھارت کی کتھا

کرن کی کتھا تو دنت کتھا ہے۔ اس کا کسی شاستر میں چرچا نہیں ملتا لیکن اب جو کتھا ہدیہ ناظرین کیجائیگی۔ وہ نہ صرف مہابھارت کے انوشاسن پرب کے ادھیائے ۹۱ میں مذکور ہے۔ بلکہ کسی قدر پاٹھ بھید کے ساتھ باراہ پوران میں بھی ملتی ہے

युधिष्ठिर उवाच। केन संकल्पितं श्राद्धं कस्मिन्काले किमात्मकम्। भृग्वङ्गिरसके काले मुनिना कतरेण वा॥

یدھشٹر بھیشم پتامہ جی سے پوچھتے ہیں۔ کہ کس کال میں کس منی نے اس شرادھ کو چلایا؟ بھیشم جی کہتے ہیں۔ کہ اترے کے گوتر میں نمی نام ایک بڑے تپسوی کا پتر شری مان نام مر گیا۔ نمی کی حالت اس کے فراق میں بہت چنچل اور شوک بیکت ہو گئی۔ اور اس کے اٹھنے بیٹھنے چلنے پھرنے کا ہر وقت دھیان کرنے لگے۔ ایک اماوشیہ تھی کو کچھ براہمنوں کو بلا دکشن کی طرف کو شری مان کے نام گوتر اچارن کر کچھ پنڈ رکھ دیئے۔ پنڈ رکھنے کے پشچات انہیں بہت شوک اور پشچاتاپ ہوا۔ جس کا اظہار وہ اپنے الفاظ میں اس طرح کرتے ہیں:-

अकृतं मुनिभिः पूर्वं किं मयेदमनुष्ठितम्।
कथं नु शापेन न मां दहेयुर्ब्राह्मणा इति॥

اس سے پورب اس کاریہ کو کسی منی نے نہیں کیا ہے۔ ہائے! میں نے کیا نا مناسب کام کیا۔ ایسا نہ ہو۔ کہ براہمن لوگ مجھے بھسم کر دیں۔ چنتا کرتے ہوئے انہوں نے اپنے ونش کرتا اترے کا دھیان کیا۔ وہ آ کر یہ کہہ کر سمجھا گئے۔ کہ چنتا نہ کرو۔ برہما نے ہی اسے وچارا تھا۔ اب تم نے اس کو آرمبھ کر دیا۔ بھیشم جی فرماتے ہیں۔ کہ اسی نمی سے یہ شرادھ چلا ہے۔

ناظرین ابھی سے پورو اگر مرتک شرادھ مروج ہوتا۔ تو وہ اپنے پتر کا شرادھ
کرکے غمگین نہ ہوتا اور نہ ہی براہمنوں سے خوف کھاتا۔ نارد کے اس قول سے ذرا برہما
نے اس کو وچارا تھا یا کسی کو بھرم ہو سکتا ہے۔ کہ ممکن ہے برہما نے آرمبھ کر دیا ہو
مگر ذرا سے وچار سے یہ بھید بھی کھل جاتا ہے۔ پورانوں اور مہابھارت میں کسی پرسنگ
کو چلانے کے لئے کسی راجہ یا رشی کا نام خواہ مخواہ دھر گھسیٹا گیا ہے۔ پہلے ایک بات
کو بیان کر دیا جاتا ہے۔ پھر اسے چھپانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ برہما جی نے تو ایک
ارب ستانوے کروڑ اتیس لاکھ انچاس ہزار برس سوچتے سوچتے گذار دیے مگر
ابھی تک اسی شش و پنج میں ہیں۔ کہ شرادھ جاری کئے جاویں یا نہ۔ اگر انہوں نے
شرادھوں کا آغاز کر دیا ہوتا تو یمی کیوں ایسا کہتا کہ وہ یہ کرم کسی منی نے نہیں کیا"
قصہ مختصر کتھا مذکورہ صدر بھی مرتک شرادھ کی قدامت سے انکار کرتی ہے
اور اسے تھوڑے عرصے سے شروع ہوا بتلاتی ہے۔

چینیوں کی نقل

بعض محققین کا خیال ہے۔ کہ شرادھ کی رسم چینی لوگوں کی نقل ہے۔ وہ
بودھ مذہب کے معتقد ہونے کے سبب "بودھ تیرتھ" گیا میں آیا کرتے تھے
اور وہاں آکر بڑی دھوم دھام سے اپنے بزرگوں کا شرادھ کیا کرتے تھے۔ ان
ہی چینیوں کی نقل یہاں کے لوگ بھی کرنے لگ پڑے۔ اس سمے کے پنڈوں نے
دیکھا کہ اس میں تو خوب مال ملتا ہے۔ جھٹ اس کے پرچار کی خاطر میدان میں اتر
پڑے۔ شرادھ پدھتیاں لکھوا اتہاس پستکوں رامائن مہابھارت وغیرہ منوسمرتی
نیز دیگر گرنتھوں میں ملاوٹ کرا اپنی اپنی دکان بنا کر بیٹھ گئے اور وہ نرے پتر سرگ
ہیو، ایک سادھارن لوگوں کی گاڑھے پسینے کی کمائی سمیٹنے لگے۔ ممکن ہے کہ ہمارے
بعض ناظرین ابھی چینیوں کے مرتک شرادھ پر شبہ کریں۔ اس لئے مناسب ہوگا

اگر انکی چند رسوم پر روشنی ڈالی جاوے۔ **اول** چین میں جب کبھی کوئی بادشاہ مرتا تھا۔ تو اُس کے ساتھ داس داسیاں گھوڑے آدی بھی مار کر جلائے جاتے تھے۔ تاکہ پرلوک میں اُسے مل سکیں۔ ایک بڑے مکان میں راجہ سمبندھی سامگریاں۔ پارچہ جات وغیرہ جُملہ ضروری سامان رکھ کر بھسم کر دیا جاتا تھا۔ اب تک بھی یہ رسم کچھ کچھ چلی آتی ہے۔ **دوم** ایک تہوار لیلا ان لوگوں میں اس وقت بھی پرچلت ہے وہ یہ کہ ہر سال کاغذ کے گھوڑے بنا کر مرتکوں کے نام پر جلاتے ہیں۔ **سوم** چینیوں میں جو لوگ مرتے ہیں ترتیب وار سب کا نام ایک تختی پر لکھتے چلے جاتے ہیں اور اُسے ہمیشہ پوجا ستھان میں لٹکائے رکھتے ہیں۔ اور روزمرہ صبح اُٹھ کر اُنکی پوجا کرنے کے علاوہ شمشان میں سندر سندر مرتک بھون بنواتے ہیں۔ وہاں سالانہ بڑی دھوم دھام سے اُتسو مناتے ہیں۔ غرضیکہ اُن کے ہاں گویا دھرم مرتکوں کی پوجا ہے۔

اہل چین کی بزرگ پرستی کی نسبت علم جغرافیہ بھی شہادت دیتا ہے۔ ملاحظہ ہو جغرافیہ عالم اُردو مرتبہ ایچ ٹی ٹولٹن صفحہ ۲۰۳ جہاں مرقوم ہے کہ وہ اہل چین بزرگ پرست ہیں۔ شروع میں بزرگ پرستی کو حکیم کان فیوشی نے جاری کیا تھا۔ مگر بعد میں یہ بزرگ پرستی بدھ مذہب میں مل جل گئی۔

مُصنّف نے تینوں خیال ناظرین کے پیش کر دیئے ہیں۔ ان میں سے خواہ کسی کو معتبر مان لیجئے۔ بہر حال یہ تو تسلیم کرنا ہی پڑے گا کہ رسم پرا چین کال سے نہیں بلکہ زیادہ سے زیادہ چند ہزار برس کی ایجاد ہے۔

❖

فصل ششم

مرتک سنسکار

اجل سے بعد مرنے کے نہ ڈر ای انسان
مگر ان کا گھر مرنے پہ بھی سونا گیا ہے

یجروید ادھیائے ۴۰ منتر ۱۵ ودا ایشور پرماتما اپدیش دیتے ہیں کہ انسان
شریر کا سنسکار بھسم کرنے پر ہوتا ہے۔ سنسکاروں کا سلسلہ گربھادھان سنسکار
سے آرمبھ ہو کر مرتک یا انتیشٹی سنسکار پر ختم ہو جاتا ہے۔ مرتک سنسکار کے وشے
میں تفصیل سے مہرشی سوامی دیانند جی نے اپنی سنسکار ودھی میں لکھا ہے جس کا
لب لباب یہ ہے کہ جب کوئی پرش یا استری مر جاوے تو اُسے سنان کرا کر چندن
آدی سگندھ کا لیپن اور نوین وستر دھارن کرانے کے پشچات شمشان بھومی
میں لے جاویں۔ اور شریر کے بھار کے برابر گھی (اگر زیادہ مقدور ہو تو زیادہ
اور اتنا ہی چندن ایک رتی فی سیر کستوری اور چندن کا چورا۔ کافور اور جت
جیتی۔ اس آدی ہون کا سامان وہاں پہنچا دیں۔ اور مرتک شریر کے اوپر ڈال
کر وید منتروں کا پاٹھ کرتے ہوئے داہ سنسکار کریں اور تیسرے دن مرتک کی
سمبندھی جا کر ہڈیاں اٹھا کر شمشان بھومی سے علیحدہ کسی جگہ رکھ دیویں۔
اگر میری یادداشت غلطی نہیں کرتی۔ تو میں نے آریہ سماجک لٹریچر میں کہیں
پڑھا ہے۔ کہ استھیاں کسی دریا وغیرہ میں ڈال دینی چاہئیں۔ استھیاں دریا میں
کیوں ڈالنی چاہئیں۔ اس کے متعلق کسی پستک میں کوئی دلیل نظر نہیں آئی۔ پھر
اس امر میں کوئی فلاسفی ضرور ہے۔ میری سمجھ میں جو وجہ آئی ہے۔ پیش خدمت کرتا
ہوں۔ اس پر امید ہے کہ ممکن ہے۔ ان سطور پر کسی آریہ ودوان کی نظر پڑے اور

وہ اس مضمون پر اپنے خیالات کا اظہار کرے۔

میڈیکل سائنس بتلاتی ہے۔ کہ انسانی ہڈیوں میں — [illegible]
[illegible] جزو فسفورس ہوتی ہے۔ جو اکثر خود بخود جل اُٹھا کرتی ہے۔ پانی میں ڈال دینے سے اس کی یہ خاصیت بالکل زائل ہو جاتی ہے۔ دوسرے پانی سڑتا نہیں خواہ کتنا عرصہ رکھ چھوڑو ممکن ہے۔ ندی نالے یا دریا میں آستھیاں ڈالنے میں مندرجہ بالا وجہ ہو پہلے پہل قریبی ندی نالے میں ڈالنے کا دستور ہوگا۔ بعد میں سوارتھیوں نے گنگا جی میں ڈالنے کا رواج چلا دیا ہوگا۔ کیا وجہ ہے۔ کہ ہردوار میں ہر پوڑی سے جو یاتری لوگ پانی بھر کر دور دراز لے جاتے ہیں۔ کتنے ہی عرصہ تک رکھ چھوڑنے پر بھی ویسے کا ویسا ہی رہتا ہے۔ بگڑتا نہیں۔ برخلاف اس کے گنگا جی کے کسی دیگر حصے کا پانی عام پانی کی طرح جلد خراب ہو جاتا ہے۔ اس کی تہ میں بھی یہی سبب بہت حد تک کام کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ کیونکہ جتنے لوگ اپنے مرتکوں کی ہڈیاں گراتے ہیں وہیں گراتے ہیں۔

غم غلط کرنے کے لئے اگر مرتک کے سنبندھی گھر میں اپنشد۔ گیتا۔ اتھوا اور کسی اور پرماتک گرنتھ کرائیں۔ تو عین مناسب ہے۔ نیز جس ستھان پر کسی کا کال ہوا ہو۔ وہاں دس بارہ روز تک ہون بڑے پیمانے پر کرتے رہیں۔ تو درگندھ کے دور کرنے میں ممد ثابت ہوگا۔

یہ تو ہوا ویدک کریتیہ۔ اب ملاحظہ کیجئے۔ آج کل کا کریتیہ۔ کتنے عرصے تک سنسکار دن کا چکر گھومتا رہتا ہے؟ کتنے دھن کا ستیاناش ہوتا ہے؟ سوارتھی لوگوں نے کیا کیا کریتیاں چلا رکھی ہیں؟ اُن سے کیا کیا نقصان ہیں؟

مروجہ رسوم پر سرسری نظر

گئودان ۔ سب سے اول تو جو شخص قریب المرگ ہوتا ہے۔ اس سے گئودان

کرائی جاتی ہے۔ تاکہ اُسے پکڑ کر ویترنی ندی سے پار ہو سکے۔ گرڑ پوران میں اس کا بڑا
مہاتم لکھا ہے۔ ادھیائے ۴ شلوک ۵ میں مرقوم ہے کہ:-

स्वस्थावस्थ शरीरेतु वैतरण्यां व्रतं चरेत।
देयाच्च विदुषा धेनुस्तां नदीं ततुमिच्छति॥

ثابت ہوا یہ کہ تندرستی کی حالت میں ویترنی ندی کو ترنے کے لئے گائے دان کر
ایک جگہ ایسا لکھا ہے۔ کہ شخص اس ندی سے ترنے کے وقت انگوٹھے کے برابر
ہوتا ہے کوئی ان کریہ کرانیوالے سے پوچھے کہ جب شریر جل کر یہیں راکھ ہو گیا۔ پھر گئو کی دم کیا اُٹھا
پکڑتا ہے؟ پھر یہ بھی وچارنا چاہئے۔ کہ جو گئو ہم دان کرتے ہیں۔ وہ تو پروہت جی
کے گھر میں یہیں بندھی رہتی ہے۔ ویترنی ندی کے کنارے کیونکر پہنچ کر مل جائیگی؟
بفرض محال اگر ایسا مان بھی لیں۔ تو انگوٹھے بھر آتما اتنی بڑی گئو کی دم کس طرح پکڑ سکیگا
اور اگر ویترنی ندی کے چار سو کوس کے پاٹ کو تیرتی تیرتی تھک کر ڈوب مرے۔ تو
گئو ہتیا کا پاپ کس کے ذمے لگیگا؟ اس سے تو اچھا تھا۔ کہ تو بنا دان کہتے۔ تاکہ
اس کی امداد سے ہمکر تیر سکتے۔ پھر لطف کی بات یہ ہے کہ اس ندی میں پانی نہیں
بلکہ گرڑ پوران اُتّر ادھیائے ۳ میں पयशोणित संकुलाम् ارتھات خون سے
بھری ہوئی بتلاتا ہے۔ خون کا بہنا ندی پہاڑ سے تو ممکن ہو نہیں سکتا۔ ہاں کسی جسم سے
نکل سکتا ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ وہ شریر کس کا ہے۔ جس سے خون نکلتا ہے۔
سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ وہ شریر کس کا ہے۔ جس سے خون نکلتا ہے۔ خون کا خاصہ ہے کہ
ٹھنڈا ہونے پر جم جاتا ہے۔ اس میں تیرنا کس طرح ممکن ہے۔ برف پر چلنے کے لئے
گئو کا کیا سہارا؟ برف پر چلنے کے لئے ولایتی بوٹ دان کرتے۔ تو کچھ کام بھی
آتا۔ سو کی ایک تو یہ ہے کہ جب ٹھیک ٹھیک لوگوں نے دیکھا۔ کہ اب سیٹھ صاحب تو چلنے
والے ہیں۔ چلتے جاتے تیس چالیس روپے اور کھرے کرو۔ گئو دان کا ڈھکوسلا

بنا دیا۔ اگر کوئی کہے کہ صاحب! ہم تو پُنیہ سمجھکر دیتے ہیں۔ تو امر دیگر ہے۔ دینے میں
کوئی بُرائی نہیں۔ مگر اس صورت میں بھی کسی مستحق کو ہی دینی چاہیئے۔ بعض گوئیں
خوراک کی قلت اور لاپرواہی کے سبب براہمنوں کے ہاں اس قدر نحیف اور لاغر ہو
جاتی ہیں۔ کہ دیکھکر رحم آتا ہے۔ بعض مہربان اس قسم کے بھی ہیں۔ کہ جہاں گائے نے
دودھ دینا بند کیا وہیں اُسے رام گئو بنا کر اُس کی جانب سے لاپرواہ ہو گئے جس کا
نتیجہ ہوتا ہے کہ اکثر گوئیں بوچڑوں کے ہاتھ میں چلی جاتی ہیں۔ بس گئو دان کرتے
ہوئے خاص احتیاط کر لی چاہیئے۔

چارپائی سے نیچے اُتارنا سخت افسوس کا مقام ہے کہ مریض کو عین
اُس وقت جبکہ وہ اپنی زندگی کے آخری لمحے پورے کر رہا ہوتا ہے سخت اور کھردرے
فرش پر لٹا کر اُس کی تکلیف کو اور بڑھا دیا جاتا ہے۔ بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ
مریض بھی ہوش میں ہوتا ہے۔ کہ اُسے زبردستی زمین پر پھینک دیا جاتا ہے۔ اپنے
آپ کو زمین پر پڑا دیکھ کر اس کے رہے سہے ہوش و حواس بھی گم ہو جاتے ہیں۔ میرا چشم
دید واقعہ ہے کہ گھنوری کلاں میں ایک مریضہ اپنے وارثوں سے اصرار کرتی تھی
کہ اُسے زمین پر نہ لٹایا جاوے۔ مگر اُنہوں نے ایک نہ سُنی۔ زمین پر پھینک کر ہی
دم لیا۔ لوگوں کے دل میں عام خیال یہ ہے۔ کہ جو شخص چارپائی پر مر جاتے۔ وہ
پریت رہتا ہے۔ اُسے سورگ نہیں مل سکتا۔ یہ خیال کس قدر لچر اور بے بنیاد ہے
فرض کرو ایک شخص تمام عمر نیک اعمال کرتا رہا۔ اتفاقیہ اُس کی موت ایسے موقعہ
پر ہو گئی۔ کہ کوئی پاس نہ تھا۔ کیا محض چارپائی سے نیچے نہ اُتارے جانے کے جرم
میں اُسکے نیک افعال کو پرماتما نظر انداز کر دیگا؟ بنگال میں اس سے بھی زیادہ
دردناک سلوک کیا جاتا ہے۔ مرنے سے پہلے استری یا پُرش کو جیوت ہی گنگا میّا
کی بھینٹ کر دیتے ہیں۔ اس کا نام ہم مری جلی کہتے ہیں۔

سر منڈانا۔ بہت سی جگہ مرتک کا کوئی نہ کوئی سمبندھی سر منڈاتا ہے۔ بعض مقامات میں تمام لواحقین حتیٰ کہ اگر کوئی پردیش میں بھی ہو۔ سماچار سنتے ہی سر کو صفاچٹ کرا لیتا ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ داڑھی مونچھ، منڈوا کر اور تمام سر پر مشین پھرا کر کیوں پاگلوں کی سی شکل بنائی جاتی ہے۔ کیا اس سے مرتک کو کچھ سہارا ملتا ہے؟

بوان نکلنا۔ بعض شہروں میں عمر رسیدہ بزرگوں کے پھونکنے کے لئے بہت سی لاگت لگا کر بوان تیار کئے جاتے ہیں۔ شال اور دو شالے اور زری دوز کپڑے ارتھی پر ڈال کر شمشان بھومی میں خوب خوشی مناتے ہوئے پہنچتے ہیں وہاں ارتھی پر سے کپڑے اتار کر مہا برہمن کے حوالے کر دیئے جاتے ہیں۔ کاش! لوگ اس طرح دھن کو گنوانے سے باز آئیں اور نراکھشر بھٹاچاریہ اور سلفیوں کو دیکھ دان کا نرادر نہ کیا کریں۔ حیرت تو اس بات پر ہوتی ہے۔ کہ ہمارے ہندو بھائی جیتے بزرگوں کو تو ململ کا کرتہ سلوانے پر چیں بہ جبیں ہوتے ہیں۔ اور مرے ہوؤں کے لئے چار دن کی واہ واہ کی خاطر گھر کو رہن تک رکھنے سے نہیں کتراتے

راستے میں پنڈ۔ شمشان بھومی تک پہنچنے سے پیشتر راستے میں دو تین جگہ ارتھی کو نیچے اتار کر کچے آٹے کے پنڈ چھڑوائے جاتے ہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ جب شریر سے نکلنے کے بعد آتما نہ بھوجن کرنے کے لائق ہوتا ہے نہیں اور دوسرا بھوگ شریر اُس وقت تک اُس نے دھارن کیا نہیں ہوتا۔ تو (پورانک عقیدے کے موافق ہی سہی) کیوں کچے آٹے کے پنڈ چھڑوائے جاتے ہیں؟ نیز اُن کو کوئی براہمن کھاتا بھی نہیں۔ پھر ان کے پتروں کے پاس پہنچنے کا ذریعہ کیا ہے؟ اگر ہمارے بھائی بُرا نہ مانیں تو کہہ سکتے ہیں۔ کہ ساری پوپ لیلا چند مشہوری ٹکے کراتے ہیں۔

واد سنسکار۔ جس کی طرف خاص غور کی ضرورت تھی۔ افسوس! اُس کے ساتھ ہی بہت بے احتیاطی عمل میں لائی جاتی ہے۔ سگندھت پدارتھوں کو چتا میں ڈالنے کی جگہ محض مرت شریر سے اُن کا سپرش کرنا ہی کافی سمجھا جاتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کپال کریا کے بعد مُردے کو آگ لگتے ہی مارے بدبُو کے شمشان بھُومی میں چند منٹ ٹھیرنا بھی سخت مشکل ہو جاتا ہے۔ بعض اصحاب تو لکڑی میں بھی ورکا ٹت سے کام لیتے ہیں "

بچّوں کا دفنانا۔ خورد سال بچوں کے دفنانے کی رسم اہل اسلام کی نقل معلوم ہوتی ہے۔ اسے ترک کرنا چاہیے۔ کیونکہ جو نقصان بوڑھوں اور جوانوں کی لاشوں کو دفنانے سے ہوتے ہیں۔ وہی کم و بیش ان کے دفنانے سے ہوتا ہے

ہڈیاں گنگا میں ڈالنا۔ جلانے کے تیسرے چوتھے روز مرتک کی ہڈیوں چُن کر گنگا کنارے ہردوار ہر پوڑی کے قریب گراتے ہیں۔ یہی مقصد جب قریب کے ندی نالے میں گرانے سے حاصل ہو سکتا ہے۔ تو کیوں خواہ مخواہ دھن کا ستیا ناش کیا جاتا ہے۔ اور تیرتھوں کے پنڈوں کو دان دے کر شراب کے ٹھیکے بڑھائے جاتے ہیں۔ کیا اس لئے کہ وہ سابقہ عمر میں جو لوگ پاپ کر کے مر گئے۔ گنگا میں ہڈیاں گرانے سمجھانے سے وہ سورگ لوک کو جائیں گے۔ جیسے کہ گروڑ پوران کے ادھیائے ۳ اشلوک ۴۸ میں لکھا ہے :-

पूर्ववयसि पापानि ये कृत्वा मानवामृताः
गंगायामस्थि पतनात् स्वर्ग लोकं प्रयान्ति ते॥

محض ہڈیاں گنگا میں گرانے سے سورگ لوک کے درشن ہو جاویں۔ تو اس سے آسان طریقہ ہندو کیا چاہتے ہیں؟ ہڈیاں تو گنگا جی میں (کسی خاص مثال کو نظر انداز کر دیجئے) تقریباً سب کی ہی گرائی جاتی ہیں۔ اس لحاظ سے تو سب

ہی سیدھے سورگ کو جاتے ہونگے۔ پھر مرتک شرادھ کرانے کی اوشیکتا کیا رہی؟
آف سادھارن لوگوں کو اپنے جال میں پھنسانے کے لئے سوارتھی لوگ کیسے
کیسے سبز باغ دکھاتے ہیں ؎

پوپ لیلا کٹھن پھیلائے دیٹھی
گنگا نہلا کہیں بچھیڑی پچھاڑی — دھن ٹھگ لینا کتنی بنائے دیٹھی

پریت کریا دشاہی اور بارہواں۔ عام ہندوؤں کا وشواس ہے کہ مرنے کے بعد جیو اگلی ماترا ہو کر پریت کی حالت میں بھرمتا رہتا ہے۔ اُس کا کریا کرم ودھی انوکول نہ کیا جاوے۔ تو نہ تو اُس کو دوسری یونی ملتی

۱. پریت کریا۔ دس روز تک متواتر جو پنڈدان کیا جاتا ہے اُس کا نام پریت کریا ہے۔ گرڑ پوران وغیرہ سناتنی گرنتھوں میں بتلایا گیا ہے کہ ان پنڈوں سے پتر کا شریر بنتا ہے۔ کس کس دن جسم کا کون کونسا حصہ ہے یہ ذیل کے شلوکوں سے معلوم ہوگا +

शिरस्त्वाद्येनपिण्डेनप्रेतस्य क्रियते सदा। द्वितीयेन तु कर्णाक्षि नासिकाश्च समासतः॥ गलां सभुज वक्षांसि तृतीयेन यथाक्रमम। चतुर्थेन तु पिंडेन नाभिलिंग गुदानि च॥ जानु जंघे तथा पादौ पंचमेन तु सर्वदा। सर्व मर्म्माणि षष्ठेन सप्तमेन तु नाड्यः॥ दन्त लोमान्यष्टमेन वीर्यं तु नवमेन चा दशमेन तु पूर्णत्व तृप्तता क्षु द्विपर्य्ययः॥

دیکھو صفحہ ۱۲۱

ہے۔ نہ موکھش۔ اس لئے مرتک کے ایک سپنڈ ھی کو دس بارہ روز تک بجائے
چارپائی کے لکڑی کی لمبی چوکی یا فرش پر لیٹنا پڑتا ہے۔ انتیشٹھی سنسکار کے
دو تین روز بعد تک روزمرہ ایک چراغ چوراہے پر جلایا جاتا ہے۔ تیسرے
دن سے دسویں روز تک متواتر ہر روز آٹے کا پنڈ بنا کر اور اس پر شہد
گھی۔ چندن وغیرہ لگا کر مرت پرش کے نام
अमुक नाम्ने प्रेताय
سے سنکلپ کرا کر تالاب میں ڈال دیا جاتا ہے मद्दतम उपतिष्ठत।
ایک پانی کا گھڑا اس کے نیچے سوراخ کر کے کسی پیپل وغیرہ برکھش کی شاخ
کے ساتھ لٹکا دیتے ہیں۔ اور بیان کیا جاتا ہے۔ کہ دس روز تک مرتک

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۲۰۔

ارتھ۔ پرتھم پنڈ سے سر۔ دوسرے سے کان اور ناک۔ تیسرے
سے گردن۔ شانہ۔ بازو۔ چھاتی۔ چوتھے سے ناف۔ لنگ اور جائے
پاخانہ۔ پانچویں سے زانو۔ ران اور پاؤں۔ چھٹے سے سب مرم ستھان
ساتویں سے ناڑیاں۔ آٹھویں سے دانت۔ نویں سے ویریہ۔ دسویں
سے بھوک۔ پیاس وغیرہ پیدا ہوتے ہیں +

پرتھم تو اس میں یہی پرشن پیدا ہوتا ہے۔ کہ جب آٹے کا پنڈ جوں کا
توں یہیں پڑا رہتا ہے کیونکہ اسے کوئی برہمن بھی نہیں کھاتے۔ تو مرنے
پتر کے پاس آٹا وغیرہ کیوں کر پہنچ جاتا ہے؟ دوسرے وہ شریر جو
بنتا ہے۔ لنگ شریر ہے یا کسی جیو جنتو کا؟ اگر کہو لنگ شریر تو
ٹھیک نہیں۔ کیونکہ لنگ شریر نہ بنتا۔ نہ بگڑتا نہ گھٹتا نہ بڑھتا ہے
سمان ہی رہتا ہے۔ اگر ایسا مانیں کہ کسی جیو جنتو کا شریر بنتا ہے تو
یہ امر پہلے معلوم ہونا چاہئے۔ کہ کس جنتو کا شریر بنتا ہے۔ تاکہ اس کے

اس گھڑے سے پانی پیتا رہتا ہے۔ اور آٹے کا پنڈ کھاتا ہے۔ دسویں دن سب کٹمب کے لوگ تالاب کے کنارے حجامت بنواتے ہیں۔ اور عمدہ عمدہ بھوجن بہت قسم کے بنوا کر اچارج (خاکم بدہن۔ مفت خورہ کہنا چاہئے آچاریہ تو دید شاستر کے گیاتا کو کہنا مناسب ہے) کے گھر پہنچائے جاتے ہیں۔ اس رسم کا نام ونشاہی مشہور ہے۔ گیارہویں دن ایک مہابرہمن سپنڈی ارتھات ایک بڑا پنڈ بناتا ہے۔ منتروں کے بل سے اس میں پریت کو لاکر کشا کے تنکے سے تین برابر ٹکڑوں میں تقسیم کر کے ہر ایک ٹکڑے کو اوپر کے پتروں میں ملا دیتا ہے۔ ارتھات ایک ٹکڑا سپنڈی کو پتا میں دوسرے کو دادے میں اور تیسرے کو پڑدادا میں۔ اسی پرکار مرت استری کو نانا دادی پڑدادی کو گویا چھ جگہ ملا دیتے ہیں۔ تب وہ گرڑ پوران انوسار پریت سے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۲۱ +

جسم اور اعضا کے برابر پنڈ دیئے جاویں۔ کیونکہ سب جانوروں کے سندر بالاعضو نہیں ہوتے۔ یہ تو انسانوں کے ہی عموماً ہوتے ہیں۔ اگر یہ کہا جاوے۔ کہ پُرش کا شریر بنتا ہے۔ تو بھی صحیح نہیں۔ کیونکہ آدمی کے بچے کا جسم ماں کے پیٹ میں کم از کم چھ سات ماہ میں مکمل ہوتا ہے دس دن میں کیونکر بن سکتا ہے؟ ساتھ ہی یہ بھی امر قابلِ غور ہے کہ وہ شریر کہاں بنتا ہے۔ کیا چندر لوک یا پتر لوک میں۔ یا آکاش میں؟ اگر کہا جاوے کہ آکاش میں۔ تو کم از کم پُتر کو گیارہویں بارہویں دن نظر آنا چاہئے۔ اگر پتر لوک میں مانیں تو پریت کریا کا بہانہ کرنا ٹھیک نہیں۔ غرضیکہ پریت کریا نہ صرف وید ورودھ ہے۔ بلکہ یکتی وغیرہ کے بھی سراسر خلاف ہے +

پتر ہو جاتا ہے۔ بہت سے کپڑے۔ اناج۔ پلنگ۔ رضائی۔ تکیہ وغیرہ مہابرہمن
کو بھینٹ کر کے یہ سمجھا جاتا ہے۔ کہ یہ سب اشیاء مرتک کے پاس پہنچ جائینگی
اس تمام کارروائی ارتھات کریاکرم میں تمام رشتے دار سمّلت ہونا خاص فرض
خیال کرتے ہیں۔ بارہویں دن مٹی کے کچھ گھڑے بھر کر بارہ یا اس سے زیادہ
برہمنوں کو بھوجن کھلانے اور دکھشنا دینے کے علاوہ ہر ایک کو ایک گھڑا
اور کچھ کپڑا دیا جاتا ہے۔ تاکہ مرت پرش کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔ اپنی طرف
سے سال بھر کے لئے ضروری اشیاء پیشگی نام دہاری برہمنوں دوارا پتر دل
کے پاس بھیجدیتے ہیں ٭

یہ تو ہوئیں رسوم۔ اب آیئے ذرا ان پر اپنا ترک چکر گھما کر دیکھیں کہ
کہاں تک راستی و معقولیت پر مبنی ہیں۔ (۱) کسی جیو کا ہمیشہ کے لئے پریت
بن جانا من گھڑت بات ہے۔ کیونکہ بہت سے منشوں نے (فرض کیا) تمام عمر
اچھے کرم کئے۔ اور کریاکرم کسی کارن سے اُن کا نہ ہو سکا۔ تو اس نیم انوکول
تو اُن سب کو آئندہ کے لئے پریت یونی میں ہی رہنا پڑیگا۔ کرموں کے پھل
کب بھوگینگے ؟ ممکن ہو سکتا ہے کہ نیائے کاری اور انتریامی ایشور کسی شخص
کو اس کے بھلے یا بُرے کرموں کے انوکول جزا یا سزا نہ دے ؟ (۲) بجائے
چارپائی کے چوکی یا تخت پوش پر مرتک کے کسی سنبندھی کے سونے کی رسم
بھی قابل ترک ہے۔ کیونکہ اس کی صحت کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ رہتا ہے
(۳) دس دن تک آٹے کا پنڈ دینا اور مرتک کے لئے گھڑا باندھنا ویرتھ ہے
کیونکہ ایشوری آگیا انوکول جس یونی میں جیو جائیگا۔ وہاں اُس کے لئے سامان
خود بخود مل جائیگا۔ گرڑ پوران انوکول سوکھشم شریر ہی تو اُس وقت مرت
پُرش کا مانو گے۔ وہ پانی یا آٹا ہرگز ہرگز نہیں بھکشن کر سکتا۔ کیونکہ یہ کام

بھونک سٹریر کر سکتا ہے۔ ۲۔ دوسرے پرتیکش پرمان ہے کہ گھڑے کے پانی اور آٹے کے وزن میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔ (بخارات آبی کا خیال چھوڑ دیجئے) پھر ہم کس طرح مان لیں کہ مرتک آ کر اُن کو بھوگشن کرتا ہے؟ (۴) کریا کرم کے دن جو سپنڈی بنائی جاتی ہے۔ وہ عجیب مضحکہ خیز ہے۔ جب وہ پتر اُوپر کے چھ پرش اور استری پتروں میں مل گیا۔ پھر وہ الگ پتر کیونکر رہا؟ بلکہ ہر ایک پتر میں ملتے جلتے بڑے موٹے پتر بن گئے ہو۔ نیز اُن کا جنم پھر کسی جُونی میں ہوتا ہے یا نہیں؟ یدی نہیں ہوتا۔ تو چوراسی لاکھ یونی میں چھوٹکا بھٹکنا جھوٹا رہا۔ اگر پتر سے کسی اور جُونی میں جاتا ہے تو کتنے دنوں میں؟ اور اُس کے بعد شرادھ کیوں کئے جاتے ہیں؟ (۵) بارھویں[1] دن جو گھڑے اور بھوجن وغیرہ دان کر کے پتروں کے نمت براہمنوں کو دیئے

[1] دوادشاہ شرادھ۔ (بارھویں) مرتیو کے بعد دس دن تک دیش گاتر پنڈ دے کر گیارھویں دن کریا کرم اور بارھویں دن دوادشاہ شرادھ کیا جاتا ہے۔ بغیر اس کے سمجھا جاتا ہے کہ مرتک پرتھوی پر ہی بھرمتا رہتا ہے۔ براہمن کا بارھواں دن۔ کھشتری کا پندرھواں۔ ویش کا سترھواں دن۔ شودر کا بتیسواں دن کیا جاتا ہے اگرچہ نام سے بارھویں ہی دن موسوم ہے۔ یہ دنوں کی تفریق پکش پات کو ظاہر کرنے کے علاوہ بیہودہ بھی ہے۔ کیونکہ چاروں ورن برہمن کھشتری۔ ویش شودر قریب دس ماہ میں ہی سنتان اُتپن کرتے ہیں۔ نزدیک اُتپتی میں کوئی بھی بھید نہیں۔ اسی پرکار چاروں ورن عموماً یکساں ہی عمر میں لڑکے۔ جوان اور بوڑھے ہوتے ہیں۔ یہ کبھی نہیں مشاہدے میں آیا کہ براہمن کے ہاں بالک

جانے ہیں - یا اُس سے پہلے دشاہی کے دن جو چھتیس پکوانوں کا نذرانہ مُفت
خوروں کی بھینٹ کیا جاتا ہے - تو وہ پیتروں کو کیونکر پہنچ سکتے ہیں؟ ہاں وان
لینے والوں کے گھر گھی کے جل جاتے ہیں - کوئی عقل کے دشمن پجاریوں سے پوچھے کہ
جب تمہیں مرتکوں کا ستھان اور یونی ہی گیات نہیں - بالغرض اگر تمہارا سامان

بقیہ ماسنبدھ صفحہ نمبر ۲۱۴ :-

جلدی ہی اُنّتی ہوتا ہے اور کھشتری کے اس کے بعد اور شودر کے بہت دیر
میں - مگر اس شرادھ کے کرنے میں دنوں کا فرق کیوں؟ کیا یہ مانتا
کہ اٹل قانون مرتک برہمن کو یہاں بارہ دن اور شودر کو ۲۲ دن بھرشٹ
دیگا؟ علاوہ ازیں ویدوں اُپنشدوں سمرتیوں وغیرہ میں کہیں بھی
اس کا ذکر نہیں پایا جاتا - شمشان جو ہیں جو رچائیں پڑھی جاتی ہیں
ان میں بھی شرادھ کا گندھ تک نہیں - نہ ہی مرنے کے بعد پتا اپنے
پُتر کو پچھلے زمانے میں اس کرم کے کرنے کے لئے کہہ جاتے تھے +
مرنے کے بعد جو تین مارگوں سے جاتا ہے - سب
دیویان پتھ سے اور دھیم پتری یان پتھ سے اور سب سے نچلے درجے
کا پُرش   ایک پُرش
جائیسو مرتسیو پتھ سے یہاں پر بھی تَں پریتں
دشٹ پتوءگنیہ و ہرنتی (چھاندوگیہ
اُپنشد) کیول اگنی میں بھسم کردینے کا ذکر پایا گیا ہے مگر "بارہویں"
کا یہاں بھی نام و نشان نہیں پایا جاتا - یہاں پر کہا گیا ہے - کہ برہم
ارچی - دن - آپورن پکش - اُترائن - سموتسر - آدتیہ - چندر و دیت
آدی کے دوارا برہم دشا کو پراپت ہوتا ہے +
اب پاٹھک خود وچار سکتے ہیں - کہ اگر "داد شاہ شرادھ" کرنا ضروری

(Devanagari in lines above: जायस्वमृतस्व ; तं प्रेतं ; दिष्ट पितोऽग्नय व हरन्ति)

پہنچ ہی جاوے۔ تو کس کام کا ہوگا۔ سے اور بھینس وغیرہ کی جونیوں میں گئے ہوئے
جیو تمہاری دی ہوئی رضائیوں اور توشکوں کو لے کر کیا کریں گے؟ تڑپتے رہیں گے۔ جو
براہمن لوگ اپنے کاروبار کے چلانے میں غضب کی ہوشیاری برتتے ہیں وہ
دھرم ورشے میں اتنا بھی نہیں سوچتے۔ دوسرا لیکن مہاراج اس سے کام نہیں۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۲۵

ہوتا۔ تو ان گرنتھوں میں ضرور اس قسم کا لکھا ہوتا کہ مرتک یا پریت پرش
بارہ دن پرتھوی پر پھر کر پھر ان مارگوں کے ذریعہ برہما کی دشا کو
پراپت ہوتا ہے۔

منو سمرتی اور دوادشاہ شرادھ۔ منو سمرتی میں بھی اس کرم کا
کہیں ودھان نہیں۔ ہاں شدھی کے بارے میں مندرجہ ذیل شلوک
ضرور آیا ہے۔

शुद्ध्येद्विप्रो दशाहेन द्वादशाहेन भूमिपः।
वैश्यः पंचदशाहेन शूद्रो मासेन शुद्ध्यति॥

ارتھ۔ براہمن دس دن میں۔ کھشتری بارہ دن میں۔ ویشیہ پندرہ
دن میں شودر ایک ماہ میں شدھ ہوتا ہے۔

اس شلوک کے ٹھیک مطلب کو نہ سمجھ کر بعض اشخاص دوادشاہ
شرادھ کی سدھی اس سے کیا کرتے ہیں۔ ان کی غلط فہمی دور کرنے
کے لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ شلوک مندرجہ بالا کا تات پریہ لکھا جاوے
یہ نیم غالباً منوجی مہاراج نے یہ سمجھ کر بنایا ہوگا کہ عام طور پر مرتک
کے سمبندھیوں پتر پوتر آدی کو رنج و غم ہوتا ہے۔ وہ شلوک بتاتا ہے دس
دن بعد و پر یعنی برہمن شوک تیاگ کر کام میں لگ جاوے کھشتری بارہ

ذکر درج ہے کہ سوارتھی اور کہ پنتھی لوگ ان سے گل گول خوب گنواتے ہیں
اور پتنگیں سے اُڑاتے ہیں ۔

نارائنی بلی ۔ ناظرین! اس پنڈتی کرائی کی جن نارائنی بلی ہے جس کا
اُدیش بیان کیا جاتا ہے کہ جو پاپی پر مرے کا باپ جنیوت کے مرتک پریت یا پیڑا
سے بچ جاتا ہے اور چتر گپتی کو حاصل کرتا ہے۔ یہ بناہ کھاگرت کی کتھا بھی اسی غرض
سے کرائی جاتی ہے۔ نارائنی بلی دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک ساٹھ ہزاراتی بلی
جس میں یہ ہوتا ہے کہ سوا لاکھ گو تیری منتر جاپ تھا ہزار دو آج کل تو اس کا
بھی نرخ بڑھا ہوا ہوگا۔ کیونکہ اکثر سب اشیاء کے نرخ غضب کے بڑھتے
ہوئے ہیں) کے حساب سے برہمن لگ بیٹھتے ہیں۔ اور ایک ایک ڈبل ایک ایک
آسن گو سکونی والا چندن ہر روز کھانا لے کر کہہ دیتے ہیں کہ جا تیرے پتر کی گت
ہوگئی۔ وہ بیچارہ قہر درویش بجان درویش کے مصداق بڑے کی جان کو
رو کر بیٹھ جاتا ہے۔ دیا اپنا پدریہ بند خدا سنبھال کر رو ٹھ کر ہو لئے دیں منتری
گورو گوبند سنگھ جی نے اسٹری پال کے بارے میں کہا ہے کہ آگیں ۔۔۲۲۶

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۲۶

دان کے بعد چلی جاتی ہیں۔ جتنے جتنے اگیان اس ملک میں گرانقدر وہ
بڑھ کر زیادہ کرتے گئے۔ اس لئے ان کے لئے میں دنیا دور کی گئی ہے۔
آپ یہ دیکھ کر حیران ہوں گے کہ جب وید شاستر میں تی۔ اپنشد
گرنتھ وغیرہ کسی پر اس کا ذکر نہیں ہے اس کرم کا کہیں نام تک بھی
ذکر نہیں۔ تو یہ رسم کیسے چل گئی اس کا جواب یہ ہے کہ دیکھئے
کہ ملیچھ لوگوں نے دیگر بہت سی رسوم کفن یا مٹی بالیں کے
لئے اسمرتی ہیں۔ اسی طرح اس کو تصور فرمائیے ۔

ہوتے ہیں۔ مگر تجربہ بتاتا ہے کہ شاستریوں کے بارے میں تو ایسا کہنا اصلیت کے
خلاف ہے۔ البتہ اگر ان پتر لوک کے ٹھیکیداروں میں ۳۶۰ چھوڑ کر ۳۶۵ بھی
بتلا دیئے جاویں۔ تو کیا۔ شدھ نارائنی کی نسبت تو آپ سن ہی چکے۔ آیئے اب ذرا
اشدھ نارائنی یعنی "رام ست" کا ورد کرلیں۔ اس کا طریق یہ ہے کہ شدھ
نارائنی کی طرح کرنیہ کرا کر ایک کشا کا پتلا بنا کر اُسے پربت قرار دیتے ہیں۔ اور
اس پر چونک مار کر کہہ دیتے ہیں۔ کہ ہم نے تیرے پتر کو ودھی پورنک پھونک دیا ہے
آپ اگر ان سے سوال کریں۔ کہ آپ کی پھونک کی اطلاع اتنی دور پتر لوک میں کیسے
پہنچی جبکہ اس لوک میں اور پرتھوی میں کوئی ذریعہ آمد و رفت نہیں؟ تو آئیں
بائیں شائیں کرکے چلتے بنیں گے۔

پگڑی باندھنا۔ کریا اُس سے ایک دو روز بعد جو پگڑی باندھنے
کی رسم ادا کی جاتی ہے۔ وہ نرا ڈھنگ نہیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جب کسی
کا باپ گذر جاتا ہے۔ تو برادری والے اور رشتہ دار جمع ہو کر اس کو اُس کے
بنا کے استھان پر بٹھلاتے ہیں۔ بعد ازاں اُسے روپیہ اور پگڑی بطور نذرانہ دیتے
ہیں۔ اسی طرح ودھوا کو زیور وغیرہ دینے کا رواج بھی اچھا ہے۔

ودھوا کا کپڑا اتارنا۔ ودھوا کو تمام کٹمب کی عورتوں کا کسی تیرتھ
یا مقدس مقام تک روتے پیٹتے ہوئے لے جانا اور وہاں دل کھول کر ماتمی ڈرل
کرنا معیوب ہے۔ اس سے اُس کے قلب کو سخت صدمہ پہنچتا ہے۔ بعض حالتوں
میں اس کے گھل گھل کر مر جانے کا بھی اندیشہ رہتا ہے۔ ہندو جاتی کے لیڈر
اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں اگر کسی مرد کو اس کی عورت کے انتقال پر کپڑے
اتارنے کے لئے گریہ و زاری کرتے ہوئے بہ ہا جانا پڑے۔ تو بیواؤں کی تکلیف
کا اندازہ ہو سکے۔

اے تُرا خارے بپانشکستہ کے دانی کہ چیست
حالِ شیرا سے کہ شمشیرِ بلا بر سر خورند۔

سیاپا۔ اُف! کتنا ڈراونا لفظ ہے؟ جس فعل کا یہ نام ہے۔ جس وقت وہی عمل میں آجائے۔ پھر تو کوئی سنگ دل انسان ہی اُسے ضبط کر سکے۔ تو کر سکے مگر عوام کے دل تو اتنی طاقتِ برداشت نہیں رکھتے۔ مرنگ کے گھر میں پاٹن کے پیچھے شہر بھر کی عورتوں کا اجتماعی طور پر دھڑا دھڑ چھاتی پیٹنا ایک دردمند شخص کے دل کو کپاشان کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ بعض مقامات میں رونے والی عورتوں کا ایک گروہ ہوتا ہے جو اُجرت لے کر ماتم کرتا ہے۔ اکثر شہروں میں یہ ڈرل تو ایک پانچ برس تک جاری رہتی ہے۔ اتنے عرصے تک قبیلے کی عورتیں اتنی لباس پہنے رکھتی ہیں۔ نہ اچھا کھاتی ہیں نہ کسی خوشی کے کام میں شریک ہوتی ہیں۔ مانا کہ استریوں کے ہردیہ کومل ہوتے ہیں۔ وہ اظہارِ رنج کئے بغیر نہیں ر سکتیں۔ لیکن اُنہیں ایسا تو نہیں کرنے دینا چاہئے۔ کہ پیٹ پیٹ کر اپنے جسم کا ستیاناش کر لیں۔ اور اپنے قیمتی وقت کو اسی طرح ضائع کرتی رہیں مناسب ہے۔ کہ اس بدرسم کے قلع قمع کرنے کے لئے خوب کوشش کی جائے سوشل ریفارم کے حامی بدیں جانب خاص توجہ دیں۔ اور سب قومی سبھائیں اس مذموم رسم کے خلاف جدوجہد کریں۔ تاکہ فرقہ نسواں کی صحت تباہ ہونے سے بچ رہے۔

उपोत्सर्ग

بابل کو مارنا یاد آگیا۔ ہا! کیسی مذموم رسم ہے۔ جسے حوالہ قلم کرتے ہوئے بھی جگر پاش پاش ہوا جاتا ہے

قلم رُکتی ہے نہ مجھ سے کام ہو
کرتا ہوں کہنے کی ہمت گر کلیجہ تھام لو

رسم مذکورہ کا بھارت ورش میں عام طور پر رواج ہے۔ ایک سادھارن یا کم عمر کے مرنے پر بھی بیل کو داغا جاتا ہے۔ لوگوں کے دل میں یہ خیال فاسد جاگزین ہے کہ جب تک بیل کو داغا نہ جائیگا۔ ہمارے پتروں کی سدگتی نہ ہوگی۔ اس پر طرفہ یہ کہ داغنے کے وقت بیل بےتحاشا زیادہ چلائے۔ اور اپنے نادان مہربانوں کے پنجے سے جان بچا کر بھاگنے کی کوشش کرے۔ اُتنی ہی جلدی پتروں کا سورگ میں پہنچنا تسلیم کیا جاتا ہے۔ ربن گڈوں کی رکھشا کا ہندو لوگ دم بھرتے ہیں۔ اُن کو اپنے ہاتھ سے ترشول سے داغنا کتنی بڑی آشچرج جنک اور انرتھ کی بات ہے؛

رسم کا آغاز کس طرح سے اور کب ہوا؟ یہ بتلانا مشکل ہے۔ البتہ مورخ اس بارے میں ایسا قیاس رکھتے ہیں کہ چینیوں سے نقل کی گئی ہے۔ جیسے گیا شرادھ اُن کی دیکھا دیکھی جاری کیا ہوا نظر آتا ہے۔ اسی طرح ممکن ہے کہ یہ مذموم رسم بھی اُن سے ہی لی گئی ہو۔ چونکہ وہ گئے تک کے مانس کو بڑے پریم سے کھاتے ہیں۔ اور بزرگوں کی وفات پر بیلوں اور گھوڑوں کا بدھ زمانہ گذشتہ میں اکثر ہوتا تھا؛

سوال ہو سکتا ہے کہ چین کے بودھ لوگ کیونکر مانس اور ہنسا کے پکشپاتی ہو سکتے ہیں جبکہ اہنسا پرمو دھرم بودھ مذہب کا ضروری اصول تھا؟ لیکن جب چین کے علاوہ جاپان، تبت، لنکا کے باشندوں کے طرز معاشرت کا مطالعہ کرنے کے لئے جغرافیہ کا ورق الٹتے ہیں۔ تو بے شک حرف غلط کی طرح مٹ جاتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ ان ملکوں کے لوگوں نے مہاتما بدھ کے اصولوں پر عمل درآمد نہیں کیا؛

پہلے پہل ہندوستان میں چین والوں کی دیکھا دیکھی بیل کا مرنا آغاز ہوا تھا۔ مگر بدھ دھرم کے زوال اور ویدک دھرم کا از سر نو عروج ہونے پر

مارسنے کی جگہ داغنے پر اکتفا کی جانی آرمبھ ہو گئی ۔

ہمارا تعجب اس ظالمانہ رسم کے اجرا پر جس قدر ہے اسی قدر اس امر پر ہے کہ ہمارے سناتنی پنڈتوں نے اس قسم کی جملہ رسوم پر ویدوں کے پوتر منتروں کا اطلاق کرنا آرمبھ کر دیا۔ اور سادہ لوح انسانوں کو وید کا نام لے کر دھوکہ دیتے ہیں ۔

پاٹھک گن ! بیل کے داغنے کے وقت جو منتر پڑھا جاتا ہے وہ بعینہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ آپ اس کو بغور پڑھیں اور دیکھیں کہ مارنے یا داغنے کا حکم سپشٹ تو درکنار اشارۃً اکنایۃً بھی اس میں پایا جاتا ہے یا نہیں ؟ اتھرووید

पिता वत्सानां पतिरघ्न्यानामथो पिता महतां गर्गराणाम्। वत्सो जरायु प्रतिधुक पीयूष आमिक्षा घृतं तद्वस्य रेतः॥

ارتھ - بیل بچھڑوں کا پتا یعنی جنک ہے۔ گئوؤں کا پتی ہے۔ اور بڑے بیلوں کا بھی پتا ہے۔ اسی کے کارن بچہ کوکھ دودھ پیتا ہے۔ اسی کا بیج یا گربھ روپ امرت آمکشا اور گھرت ہے ۔

کتنا ظلم اور اندھیر ہے کہ منتر میں تو بیل کی فضیلت اور گئو کے دودھ کی مہانتا جتلائی گئی ہے۔ مگر استعمال کیا جاتا ہے بیل کی جان لینے یا داغنے کے موقعہ پر اس منتر کا۔ ایک اور بات ہے کہ اودلا سے ارتھ کرتے وقت فرمایا کہ

कामलो रूपं इत्वामिक्ष निका वेद सामयो जुहोति इत्यादि

یعنی بیل کو مار کر مختلف دیوتاؤں کے لئے ہی دے کسی کسی کو اسی سے یہ منتر ہے کہ بیل بھیج کر منتر پڑھ کے داغنے کے بعد چھوڑ دو

پہلا یکش تو حد سے بڑھکر ظالمانہ ہے۔ اور دوسرا اُس سے کم۔ بہر حال یہ امر قابل
افسوس و تعجب ہے۔ کہ سناتنی بھائی اپنے پوجیہ بیلوں کے ساتھ ایسا مکروہ سلوک
روا رکھیں۔ اور پھر گؤ بھگت ہونے کا دعوے کریں۔ اور دیگر اقوام پر گؤ بدھ
کا الزام لگائیں ٭

بیل کا وواہ۔ بیل کے بدھ کی چرچا تو آپ سُن ہی چکے۔ اب لگے ہاتھوں
ناظرین کو بیل کے وواہ کا ذکر بھی سُنا دیا جاتا ہے۔ جو کچھ کم دلچسپی کا موجب نہ ہوگا
شرادھ وویک وغیرہ دیگر پستکوں میں مرقوم ہے کہ شرادھ میں گؤ اور بیل
کا وواہ بھی کرائے اور بہار اور بنگال صوبجات میں اس کا رواج ابھی موجود ہے ٭

गोविवाहोऽथवाकार्यो माघ्यां वै फाल्गुने-
ऽपि वा चतस्रो वत्सिका मध्ये कृत्वा संभवेतो-
पि वा। यत्स्रः सर्वाङ्ग सम्पूर्णः कन्या सा वत्सि-
का भवेत् विवाहमेकवत्सेन नीलेन भवते सदा॥
वृषभोत्साह्र्वमेधस्य यागस्य फलदायकम्।

یہ شلوک کسی وید درشن برہمن سمرتی اپنشد وغیرہ کے نہیں۔ بلکہ
پدیپ لیلا گرنتھ اور میلے سے لئے ہیں جن میں بچھڑے اور بچھڑی کے وواہ سے
اشومیدھ یگیہ کے برابر پھل بتلایا ہے۔ یہ معلوم نہیں اس وواہ میں منتر کونسے
پڑھنے چاہئیں۔ اور کون کون سے رسوم ادا ہونی ضروری ہیں۔ کیا "لاواں"
نسبت پیدی۔ وغیرہ تمام؟

افسوس! صد افسوس!! کہ اس آریہ ورت کی سرزمین کو کلنکت کرنے
کے لئے ہمارے غرضی رہنماؤں نے کیسے کیسے مایا جال رچے ہیں۔ اور اپنی
تُشنا کے لینے کے کیا کیا وسائل سوچے ہیں ٭

ے نوٹ کوٹ جہاں بھرا گھر بہا آت کی ڈوبی نیّا
اجی بھنگ میں مست نہیں تو بھنگ ہوئی جمنا میّا

ان سطور کے بعد یہ پرکرن ختم ہوتا ہے۔ اور مصنف اپنے پاٹھکوں سے بڑے زور سے التجا کرتا ہے۔ کہ ان رسومِ بد کا قلع قمع کرنے کے لئے جلد کمر بستہ ہوں۔ اور اپنے ورش کی مجلسی حالت کا سدھار کریں اور سادہ لوح بھائیوں کو ٹکہ پنتھی برہمنوں کے ظلم و ستم سے بچا دیں۔ جن کی نسبت کہ ایک شاعر کا قول ہے ے

اگر اڑ بیٹھے ہیں جی ہیں جو چاہتے ہیں لیتے ہیں
بھرے گھر میں صفائی کرکے جھاڑو پھیر دیتے ہیں
لہو پانی کو اک کرکے جو دن بھر میں کماتے ہیں
پروہت دیوتا کی بھینٹ پوجا میں ہی جاتے ہیں

آریہ بھائیو! یاد رکھو۔ یہ کریتیاں اور پاکھنڈ جو ہماری قوم کی رگ رگ میں سرائت کر چکی ہیں۔ اس وقت تک بند نہیں ہو سکتیں۔ جب تک کہ ہم خود بڑے زور سے ان کی جڑ پر تیز کلہاڑا نہ رکھیں ۔

باب پنجم

پہلی فصل

کیسری کی کیاری

المعروف بہ

گلدستۂ سوالات

ذیل میں دھرم ابھلاشی سجنوں کے لابھ کی خاطر مرتک شرادھ کے متعلق بہت سے پرشن درج کئے جاتے ہیں۔ جو پوچھنے کے وقت شاستر ارتھ کرتے سمے ودوانوں کے کام نہ آسکے۔ یہ سوالات بڑے بڑے پنڈتوں کو خاموش کرنے کا امکان رکھتے ہیں۔ سناتن دھرم کے ودوان فرداً فرداً تو کیا ان کا تسلی بخش جواب دینگے۔ سب مل کر بھی ایڑی چوٹی کا زور لگا لیں۔ پھر بھی کامیابی کا منہ دیکھنا کارے دارد اگر ان کا کوئی صحیح جواب ہو سکتا ہے۔ تو یہ کہ اس غلط سدھانت کو ہی ہمیشہ کے لئے خیرباد کہہ دیا جائے ۔

سہولیت کے لئے تمام پرشنوں کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اول ترک سمبندھی۔ دوم شاستر سمبندھی سوم اتہاس سمبندھی۔ ناظرین بالتمکین سلسلہ وار ملاحظہ فرماویں ۔

(الف) ترک سمبندھی

(۱) براہمن کے کھانے کے پیچھے پتروں کو پہنچتا ہے یا پہلے؟ اگر پہلے ہی
پہنچ جاتا ہے۔ تو برہمن کو کھلانا فضول ہے۔ اگر پیچھے پہنچتا ہے تو جب برہمن نے اناج
وغیرہ کھایا۔ تو اس اناج کا رس بننے لگتا ہے۔ اگر رس پہنچیگا۔ تو کھانے والے کے
شریر سے (رس) نکل جانے کے کارن اس کا خون نہ بننے سے برہمن مر جائیگا اگر
خون بن کے پہنچتا ہے۔ تو ایک تو تمہارے پتروں نے برہمن کا خون پیا۔ پیتا کی۔ دوسرے
نیوتہ بھیجنے والے برہمن کو دوزخی ہونا چاہئے۔ اگر خود برہمن کے شریر سے جو کہ دوارا
واشپ ارتھات بخارات نکلتے ہیں وہ پہنچتے ہیں۔ تو وہ پہنچتے ہی آسمان کا جو بھی تمہارا
پتر نہیں آئیگا۔ کیونکہ وہ ایران والے ارتھات کاربانک ایسڈ گیس نام کی زہریلی ہوا
ہوا کرتی ہے۔ اگر برہمن کے کھانے سے بچا ہوا پہنچتا ہے۔ ایسا ہو تو پتروں کے
نمت یہ برہمنوں کو کھلانے سے فائدہ ہی کیا۔ دوسرے ہم پہلے ان جل تول لیں
اور پتر ارپن کر کے تولیں۔ اتنا ہی کم ہوتا ہے جتنا ادھر ادھر زمین پر گر گیا پھر
ہم کیسے مان لیں کہ پتروں کو مل جاتا ہے۔ اگر سورج کی کرنوں دوارا پہنچایا جاتا
تو پرتھوی پر سے ان جل آدمی حلوائی کے لڈو و کچوری وغیرہ پدارتھوں میں سے
بھی بھاپ کھینچا رہتا ہے۔ وہ آپ پہنچ جاتے گا۔ پھر تم شرادھ کیوں کرتے ہو؟

۲۔ ویراگ اتپن کرنے کے لئے اگر پتروں کا شرادھ کیا جاتا ہے۔ تو ان کی
پرکرتی ارتھات فوٹو و تصویر اپنے پاس رکھنے سے ان کی مرتیو سمرن ہو کر ویراگ
اتپن ہو سکتا ہے۔ پھر دھورتوں کو اتم اتم بھوجن کیوں کھلائیں؟

۳۔ استریوں کو اگر شرادھ کرنے کا ادھیکار نہیں تو پانے کا کیوں ہے؟

۴۔ کن گنوں میں جیا رت بنانے اور کپڑے دھوتے سلوانے آدمی کا کس
شاستر میں نشیدھ کیا ہے؟ کیا میلے رہنے سے ہی پتر پرسن رہتے ہیں۔ آخر

قلبیجی کی دہار سے پتر ڈرتے ہیں؟

۵۔ موکش گت جیووں کے نمت شرادھ کرنا چاہئے یا نہیں؟ اگر چاہئے تو وہ کس پرکار پلتے ہیں ؟

۶۔ سپنڈی کرن شرادھ میں وہ پنڈ جو کہ جیو کا شریر مانا جاتا ہے کاٹ کر استری پرش میں ملایا جاتا ہے۔ ایسی اوستھا میں ہنسا کا پاپ لگنا کیوں نہ مانا جاوے ؟

۷۔ اگر وہ جیو جس ہی سپنڈی سے میل کیا جاتا ہے۔ بیل گدھے۔ سؤر آدی یونیوں میں ہو تو جس کا میل کیا ہے۔ وہ اس میل کے کارن انہی یونیوں کو جائیگا۔ اتھوا کوئی اور گتی پائیگا ؟

۸۔ شرادھ کا ادھیکار اچھوت جاتیوں کو ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو براہمن اُن کے گھر بھوجن کیوں نہیں کھاتے؟ اگر نہیں تو اُن کے پتر سناتن دھرم کے سدھانت کے مطابق کیا بھوکے نہیں مرتے ہونگے ؟

۹۔ "وکھشیاہ" (क्षयाह) شرادھ میں دودھ دینے سے اگر برس تک پتر ترپت رہتے ہیں۔ تو بیچ میں یعنی کناگت کے دنوں میں انہوں کا شرادھ کرنا انہیں بیمار نہیں کرتا کیا؟ بلا بھوک کے کھانا بدہضمی پیدا کرتا ہے۔ جو سب بیماریوں کی ماں ہے۔ اگر بیمار کردیتا ہے۔ تو برہمنوں دوارا دوائیاں بھیج کر اُن کے علاج کی کیوں ضرورت نہیں ؟

۱۰۔ کوؤں اور پتروں میں کیا سمبندھ ہے۔ جو شرادھ میں انہیں کا گو رجوتن یا کاگ بلی دی جاتی ہے؟ کیا کوے پتروں کے کارندے یا ہرکارے ہیں؟

۱۱۔ موسم برسات یعنی اسوج ماس میں جب ندی نالے۔ تالاب جھیل وغیرہ پانی سے لبالب بھرے ہوتے ہیں۔ تب جل دان یعنی ترپن کرنے کی کیا ضرورت

ہے؟ گرمی کے موسم میں بماؤ بیساکھ جیٹھ کیوں نہیں کرتے ؟

۱۲- کیا "तृप्यन्ताम" کہنے سے پتروں کو جل مل جاتا ہے، اگر ایسا ہے۔ تو کسان اپنے پتروں کو جل کے پاس بٹھا کر گاجر مولی تُرپیتام "गाजर मूली तृप्यन्ताम्, गोहूं लेकर तृप्यन्ताम" کہہ کر اپنے کھیت کیوں نہیں آسانی سے سینچ لیتے ہیں؟ بے فائدہ تمام دن کسی لئے کیوں مارے مارے پھرتے ہیں؟

۱۳- ماتا پتا انیادی سمبندھ ہت شریر جیو سے ہے یا بغیر شریر جیو سے ؟ یدی سہت شریر سے ہے۔ تو شریر بغیر جیو کس کا ماتا پتا ہے؟ اور اس کے لئے شرادھ کرنے کا کون ادھیکاری ہے ؟

۱۴- جو آدمی لاولد مر جاتے ہیں۔ اُن کے پتر کہاں سے کیا کھاتے ہیں ؟

۱۵- جو بال برہمچاری رہ کر سنیاسی ہو جاتے ہیں۔ اُن کی مکتی ہوتی ہے یا نہیں ؟ اگر نہیں تو سینکڑوں رشی ایسے ہوئے ہیں۔ بھیشم پتامہ وغیرہ جن کے کوئی سنتان نہیں تھی۔ وہ سدگتی کو پراپت نہیں ہوئے ؟ اگر ہوئے ہیں۔ تو مرتک شرادھ کی ادشکتا ہی کیا ؟

۱۶- شرادھ صرف تین پشتوں تک کیوں ہوتا ہے۔ اوپر کی پشتوں کے پتر کیا

سلہ ملاحظہ ہو منوسمرتی ادھیائے ۵ شلوک ۱۵۹ جس میں بتلایا ہے کہ کئی ہزار کمار باوجود نہ ہوئے سنتان کے سورگ کو چلے گئے ہیں ؟

अनेकानि सहस्राणि कुमार ब्रह्मचारिणाम।
दिवं गतानि विप्राणामकृत्वा कल सन्ततिम॥

سلہ منوسمرتی ادھیائے ۹ شلوک ۱۸۶ میں مرقوم ہے۔ کہ باپ دادا اور پڑدادا ان تینوں کو پنڈ اور جل دینا چاہئے۔ چوتھا دینے والا

بھوگ رہتے ہیں؟ اگر کہو اُن کی مکتی ہو جاتی ہے۔ اس لئے ضرورت نہیں۔ تو اُس
ساپ سے سب پرشوں کی مکتی ماننی پڑے گی کیا؟

۱۷۔ پتر جبکہ کسی یونی میں ہوں۔ اور اُن کے سنتان ہوں۔ تو ان سنتانوں
کے سمبندھ سے ان پتروں میں پتری بھاو ماننا کیسی نادانی ہے؟ اور یہی
پتر کدا چت پتر کے گھر پیدا ہوا اور اس کا پتا شرادھ کرے۔ تو وہ پتر اس کا پتر
بنا ہوا ہے پھر شرادھ جائز کیسے ہے؟

۱۸۔ مرتک پتر جبکہ یوگی نہیں سرواشرامی نہیں پھر کیسے دھیان ہی کا نینے آتا؟

۱۹۔ اگر مرتک پتر (पितृ) کا شریر بعارضہ بخار بیمار ہو۔ اس کے لئے
ادوین ہوگ سے شرادھ کیا جائے۔ تو شرادھ کرتا کو پاپ لگیگا یا نہیں؟

۲۰۔ جبکہ مرتک پتر کو شرادھ کا بھوجن پہنچتا ہے۔ تو وہ بھی تو اپنی سنتان
بھیجتے ہوں گے۔ وہ کیوں نہیں پہنچتا ہے کیا؟ ایک طرف سے جانا مانا جاوے اور دوسری
طرف سے آنا نہ مانا جاوے۔ یہ کھری انیائے سے نہیں ہے کیسی؟

۲۱۔ شرادھ اگر پنیہ کے لئے کرتے ہو تو وہ پنیہ شرادھ کرنے والے کو ملتا
ہے۔ یا اُس کے پتر کو؟

۲۲۔ شرادھ دُراچاری براہمن کے ذریعے پہنچتا یا نہیں۔ تو کیا ایشور پاپ
پھل دینا چاہتا ہے کہ دُراچاری سیوا کرا کر بڑھ جاویں۔ اگر سداچاری کے
ذریعے پہنچنا تسلیم کیا جائے۔ تو وہ بھی کس طرح ممکن ہے۔ کیونکہ وہی پتر ہمارے
تمہارے پاپ کرم خود کرتے رہے۔ اُن کے لئے سداچاری براہمنوں کا نیم باندھنا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۳۷ - ہے۔ پانچواں کوئی نہیں شلوک مذکورہ حسب ذیل ہے:-

त्रयाणामुदकं कार्यं त्रिषु पिण्डः प्रवर्त्तते।
चतुर्थः संप्रदातैषां पंचमो नोपपद्यते॥

بھی ناجائز ہے۔ سداچاری لوگوں کی سیوا کرا کر بڑا تما سداچار کو ترقی دینا چاہتا ہے۔ تو آپ صرف سداچاری پتروں کے ہی شرادھ کی آگیا دینی چاہئے تھی سو کیوں نہیں۔ سداچاری براہمنوں کے ذریعہ مرتک پتروں کو پہنچا کیسے بند کر دو گے؟

۲۳۔ پتر کے نمت جس برہمن کو بھوجن کھلاتے ہو کیا اُس کی مقدار خوراک پتر کی خوراک کے برابر ہوتی ہے یا کم و بیش؟ اگر کم و بیش ہونے کی کوئی شرط نہیں تو فرض کیا کہ براہمن دیوتا کو زیادہ کھانے والے ہوتے۔ تو پتر کیا باقی بھوجن کو پلٹس بنا کر پیٹ پر باندھیں گے؟ اور اگر بڑے کو کم کھانے والے پتر ہی رہ گئے تو نیم سیر چتر لوگ بیٹھے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی کھڑکاتے رہیں گے کیا؟

۲۴۔ اگر ایک پتر کے نمت کئی براہمنوں کو بھوجن کرانا مریادا پورک ہے تو بتلائیے کیا پتر اکیلا سب براہمنوں کے بھوجن کو کھا سکتا ہے۔ جو کہ شرادھ میں مشترکہ کئے جاویں؟ یدی نہیں تو کس براہمن کا بھوجن پتر کے پاس پہنچیگا۔ اور کس کا غائب ہو جاویگا۔ کرپا کر کے یدی درتمان ہو تو بتلائیں؟

۲۵۔ اگر تمہارے سدھانت کے انوسار تمہاری معرفت بھوجن پتروں کو ملتا ہے۔ ایسا ایک لمحے کے لئے ٹھیک مان لیں۔ تو تمہاری کھشدھا نورتی (رفع اشتہا) تو اس سے ہو نہیں سکتی۔ پھر تم آریہ سماج کا گلہ (شکایت) کیوں کرتے ہو؟ کہ اس نے ہمارا کھانا پینا بند کر دیا۔ دھنیہ واد کیوں نہیں ادا کرتے۔ کیونکہ مدت سے جو تمہارے ذمے قلی پن کا کام تھا۔ اُس سے تمہیں آزاد کر دیا؟

۲۶۔ شرادھ کے بھوجن پہنچانے کے ادھیکاری برہمن کیوں قرار دئے گئے ہیں۔ جبکہ یہ کام شودروں کے کرنے کے لائق ہے۔ بوجھ ڈھونا اور

ایک ستھان سے دوسرے ستھان پر کوئی وستو پہنچانا۔ یہ کام جڑ دان اور سُو سمدائے کے لئے موزون نہیں۔ بیوہار میں دیکھو۔ کیا ڈاکٹر چٹھی پہنچانے کا کام کرنے کے لئے پنڈتوں کو تلاش کیا جاتا ہے؟

۲۷- پتروں کو پتر لوک میں جب بھوجن کی آوشیکتا ہوتی ہے۔ تو کام شانتی کے لئے .... کی بھی ضرورت پڑتی ہوگی۔ کیا برہمنوں دوارا اس کا بھی پربندھ کرتے ہو؟ اگر نہیں تو کیوں؟ جن لوگوں کو زندگی میں افیون، تمباکو وغیرہ منشیات کے بغیر ایک گھنٹہ جینا محال تھا۔ اُن کے لئے برہمن دیوتاؤں کو افیم کا گولہ کیوں نہیں چھکاتے۔ جس سے آنافاناً ہی اس بات کا پتہ لگ جائے کہ شرادھوں میں دیا بھوجن پتروں کو ملتا ہے یا نہیں؟

۲۸- جب تم مرتک پتروں کو بھوجن کا پہنچنا ثابت نہیں کر سکتے تو صاف لفظوں میں اقرار کیوں نہیں کرتے۔ تاکہ تمہاری ایک دفعہ کے اقرار سے ہی ہمیشہ کے لئے آریہ سماج کے اعتراضوں سے خلاصی ہو جائے؟

۲۹- پتر یجیہ نتیہ کرموں میں لکھا ہے اگر اسے مُردوں کے لئے ہی مانا جاوے تو وہ لوگ جن کے والدین ابھی زندہ ہیں۔ پتر کرم سے محروم رہ جاوینگے اگر یہ کہو کہ وہ باقی چار کرم کر لیا کریں۔ لیکن ایسا کرنے پر وہ نتیہ کرم کے ایک جُز کو تیاگ دینگے اور جُز کے تیاگنے پر کُل کا تیاگ ہونا سمجھو ہے۔

۳۰- پورانک لوگ انتن کال کے لئے مُکتی مانتے ہیں لیکن پتر لوگ بھوجن کے لالچ سے مُکتی سے کس طرح لوٹتے ہونگے؟

۳۱- مرتک کے واسطے جو شرادھ کئے جاتے ہیں۔ وہ اُس کی پراربدھ بن کر اُس کو پراپت ہوتے ہیں یا سیدھے پہنچ جاتے ہیں؟ پراربدھ تو اس لئے نہیں بنتے۔ کیونکہ پراربدھ اپنے کرموں سے بنتی ہے۔ اور سیدھے

پہنچے ہیں بھی کوئی ہیتو نظر نہیں آتا ۔

س۲ ۔ آدی سرشٹی میں جب امیتھنی سرشٹی تھی ۔ اُس وقت مُردہ پتر تو تھے ہی نہیں ۔ تو کیا سو سال تک شرادھ بند ہی رہا تھا؟ کیونکہ جو آدی سرشٹی میں پیدا ہوئے اُن کے باپ دادا اور پڑدادا تو تھے ہی نہیں ۔

س۳ ۔ جو لوگ ایسا مانتے ہیں کہ پتر براہمنوں کے شریر میں آکر بھوجن کرتے ہیں ۔ اُن سے ہمارے نمن لکھت پرشن ہیں :-

(ا) بھلا جو پتر گربھ میں سھقت ہیں ۔ وہ براہمن کے پیٹ میں کیونکر آسکتے ہیں

(ب) جو پتری گن مکت ہو چکے ہیں وہ موکش سے لوٹ کر کس پرکار براہمنوں کے پیٹ میں آسکتے ہیں ؟ (ج) فرض کیجئے ۔ کہ کوئی پتر پشو یونی میں گئے ہیں تو ایسی اوستھا میں براہمن کے من کی مٹھائی کھلانے سے اس پشو یونی میں مقیم پتر کی ترپتی ہوگی یا گھاس وغیرہ پشو کو حسب خواہش کھلانے سے ؟ ساتھ ہی یہ بتلائیے کہ یہ ویوستھا کون کریگا ۔ کہ فلاں فلاں کے پتر فلاں فلاں یونی میں گئے ہیں ۔ تاکہ اُس کے مطابق ہی بھوجن براہمن دیوتا کے پیٹ میں ڈالا جائے ۔ (د) براہمن کو کھلایا ہوا بھوجن پتروں کو پہنچ جاتا ہے اس میں وید کا پرمان کیا ہے ؟

س۴ ۔ کیا پرماتما نے براہمنوں کو کوئی لائیسنس دیا ہوا ہے یا اُن کے پیٹوں پر کوئی لیبل لگا ہوا ہے کہ یہ صرف شرادھوں کے لئے مخصوص ہیں ؟

س۵ ۔ پراچین سمے میں دوج ماتر (براہمن ۔ کھشتری ۔ ویش) سنیاس لے لیا کرتے تھے ۔ اور سنیاسی کے لئے شرادھ کرم کی ضرورت نہیں جیسی کہ انہیں شرادھ کرم تک کے دیکھنے کا ادھیکار نہیں ۔ تو کیا اس سے یہ سدھ نہیں ہوتا کہ شرادھ شودروں کے لئے ہے ؟

دوسری فصل

شاستر سمبندھی

(۱) پرسنگ یا مرتکوں کی ہے یا جیوتوں کی؟ اگر مرتکوں کی ہے تو مرتک پتر گربھا دھان کیسے کر سکتے ہیں؟ کیونکہ یجُر ادھیائے ۲ منتر ۳۳

आधत्त पितरो गर्भं कुमारं पुष्कर स्रजम यथे। इह पुरुषोऽसत॥ यजु अ० २ मंत्र ३३

میں پتروں کو گربھا دھان کرنے کی آگیا ہے۔ یدی مرتک پتر لوگ گربھا دھان کر سکتے ہیں۔ تو بتلاؤ سہت شریر کے یا بلا شریر کے۔ یدی کہو شریر رہت تو گربھا دھان ممکن کس طرح ہو سکتا ہے؟ اگر سہت شریر مانو تو اُن کا شریر پنچ بھوتک ہے یا ابھوتک؟ یدی بھوتک ہے تو وہ کہاں رہتے ہیں؟ اگر بھوتک تو گربھا دھان کیسے کر سکتے ہیں؟

(۲) ऊर्जं वहन्तिरमृतं घृतं पयः कीला-
लंपारेसुतम् स्वधास्थ तर्पयत मे पितृन्॥ आय-
न्तुनः पितरः सोम्यासोऽग्निष्वात्ताः पथिभिर्दे-
वयानै। अस्मिन्यज्ञे स्वधयामदन्तोऽधिब्रुवन्तु
ऽतेऽवन्तवस्मान्॥

ان یجروید کے منتروں سے آنا جانا بولنا، ترپت ہونا، وستر دھارن کرنا بھوجن کا سدھ ہوتا ہے اگر جیوت پتروں سے بیان ہے یہ نہیں تو بتاؤ مرتک پتر کیسے

وستر آدی دھارن کرتے ہیں؟ کبھی پرمان سے سدھ کرو +

(۳) आसीनासो अरुणीनामुपस्थे रयिं धत्त दाशुषे मर्त्याय पुत्रेभ्यः पितरस्तस्य वस्वः प्रयच्छतत इहोर्जं दधात ॥

مندرجہ بالا منتر ادھیائے ۱۹ منتر ۶۳ یجروید میں پتروں کو اُن کے لال آسنوں پر بیٹھنا لکھا ہے۔ اگر پتر سے مراد یہاں مرتک سے لیتے ہو۔ تو بتاؤ۔ کہ مردہ پتروں کا آسن پر بیٹھنا کیسے ممکن ہے؟

(۴) اگر کہو جیوتوں کا شرادھ کرنا چاہئے مرتکوں کا نہیں ایسا وید میں کہاں لکھا ہے؟ اس لئے مُردوں کا ہی شرادھ کرنا چاہئے۔ تو ہم تم سے پوچھتے ہیں۔ کہ وواہ آدی سنسکار جیوتوں کا ہی کرنا چاہئے مرتکوں کا نہیں ایسا پرمان کیا دکھلا سکتے ہو؟ اگر نہیں تو مرتکوں کا وواہ آدی سنسکار کیوں نہیں کراتے؟ جیسے مرتکوں کا وواہ آدی اسمبھو ہے۔ ویسے ہی شرادھ اسمبھو ہے ایسا تم کیوں نہیں مانتے؟

(۵) ادویت کے سدھانت ماننے والے سوامی شنکر آچاریہ کے انویائیوں سے پرشن ہے کہ جبکہ آپ کا اصول منتر یہی ہے کہ सर्वं खल्विदं ब्रह्म नेह नानास्ति किंचन جب سب کچھ سنسار میں برہم ہی ہے۔ تب پتا پتر سمبندھ کہاں؟ اور اس کے بغیر شرادھ کس کا؟

(۶) मांसाभिधाराः पिण्डाः भविष्यन्ति اس گوبھل گرہیہ سوتر انوسار شرادھ کر سکتے ہو یا نہیں؟

(۷) مرتک شرادھ گیانیوں کے لئے جب پوران کار نشیدھ کرتے ہیں تو کیا اگیانیوں کا شرادھ ہوتا ہے۔ ایسا تم مانتے ہو؟ گرڑ پوران ادھیائے

۱۱۔ شلوک ۱۰۴ ٭

(۸) گرڑ پران میں ورنن چار سہسر کوسوں میں رتنوں سے لدا ہوا سو کوس اونچا دھرم راج کا گرہ کہاں ہے؟

(۹) گرڑ پران ادھیائے ۳ شلوک ۲۶ - नीयन्ते ततुकामां
तं महावैतरणीं नदीम् शात योजनविस्तार्णां पय
शोणित संकुलाम् ॥
میں ورنن سو یوجن یعنی چار سو کوس لمبی چوڑی پیپ سے بھری ویترنی ندی کہاں ہے؟

(۱۰) برہمانڈ پران اُتر کھنڈ شلوک ۵۵ - राम नाता पठन भ-
कृत्वायः श्राद्धे भोजये द्विजान्। तस्यपितरः सर्वे
यान्तिविष्णोः परमं पदम् ॥ کے انوسار جو منشیہ بھگتی سے رام
گیتا کا پاٹھ کرتا ہوا شرادھ میں بھوجن براہمنوں کو کرائے۔ تو اُس کے سب پتر موکش کو پراپت ہوتے ہیں۔ جب اس ذریعے سے ایک دفعہ ہی براہمنوں کو بھوجن کھلا کر پتروں کی موکش کرا سکتے ہیں۔ پھر ایک کی نہیں بلکہ سب کی تو ہر سال شرادھ کرنے کی ضرورت ہی کیا؟

(۱۱) شاستر کا سدھانت ہے۔ کہ اپنے کئے کا پھل اپنے آپ کو مل سکتا ہے پھر مرتک شرادھ میں پتر کا دیا بھوجن پتر کو کیسے مل سکتا ہے۔ جیسے کہ کہا ہے
नामुत्र हि सहायार्थं पितामाता च तिष्ठतः न पुत्र-
दारान्न ज्ञाति धर्मस्तिष्ठति केवलः ॥

(۱۲) شویتا شوتر اُپنشد کے - नैव स्त्री न पुमानेष न चै-
वायं नपुंसकः। यद्यच्छरीरमादत्ते तेन तेनसयु-
ज्यते ॥ کے انوسار یہ جیو آتما نہ استری ہے نہ پرش وغیرہ وغیرہ تو [illegible]

کے بعد اُس کی پتر سنگیا کیسے قرار دو گے ؟

(۱۳) اتھروید ۱۸-۱-۵۲

आच्या जानु दक्षिणतो निषद्येदं हविरभिगृणन्तु विश्वे। मा हिंसिष्ट पितरः केनचिन्नो यद्व आगः पुरुषता कराम॥

میں کہا ہے ”پترو! تم سب بائیں گھٹنے جھکا کر دکشن میں بیٹھ کر اس یگیہ کا اپنیا کرو کیا مُردہ پتر گھٹنے ٹیک کر بیٹھ سکتے ہیں ؟

(۱۴) येच जीवा ये च मृता ये च जाता ये च यज्ञियाः। तेभ्यः घृतस्य कुल्यैतु मधुधारा व्युन्दती॥

اتھروید کانڈ ۱۸ انواک ۴ منتر ۵۷ (مندرجہ بالا) میں جیوتوں کے شرادھ کا ودھان کیوں کیا گیا ہے ؟

(۱۵) وید میں اگر پنڈ پتری یگیہ کا ورنن ہے - تو کس منتر میں ؟ نیز سناتن پنتھ کا ابھیمان کرنے والے اس کو شرادھ کرم کیوں کہتے ہیں ؟ اُس پنڈ کا کسی کو بھوجن کرا کے پرلوک میں بھیجنا کہاں لکھا ہے ؟

(۱۶) جو منتر ویدوں کے پربت کرم میں ہیں - انہی کا ونیوگ چتا کرم میں ہے پھر ان منتروں سے آدھونک شرادھوں کی سدھی کیسے کی جاتی ہے ؟

(۱۷) کرشن پکش کو پتروں کا دن ماننے والے بتلائیں کہ اگر کسی کا کھشیاہ شرادھ شکل پکش میں ہو - تو اس کا اُس دن شرادھ کرنا پتروں کو رات ہی کو جگا کر تنگ کرنا نہیں تو کیا ہے ؟

(۱۸) कर्म्मकारमाहूय वृषभं दक्षिण पार्श्वे त्रिशूलेन वाम पार्श्वे चक्रेणाङ्कयेत् फेन चांकयेत

ارتھات کرم کار کو بلا کے دکشن پارشو میں ترشول سے اور بائیں میں چکر

سے بیل کو داغنے۔ ایسی آگیا تمہاری شرادھ پدھتیوں میں ودیمان ہوتے ہوئے تمہیں گئوُ رکھشک کس طرح سے کہا جا سکتا ہے؟

(۱۹) شرادھ وہاں میں آپستمبھ کے حوالے سے لکھا ہے کہ در مستک میں تر پنڈ تلک اور کندھے پر مالا پڑی ہوئی دیکھ کر پتر نراش چلے جاتے ہیں۔ اور بڑا بھاری شاپ دے کر چلے جاتے ہیں"۔ کیا اس کی رُو سے تلک دھاریوں کو بھوجن کھلانا نرارتھک نہیں؟ نیز جب پتر نراش چلے جاتے ہیں۔ تو بھوجن براہمن دیوتا کے پیٹ میں ہی غلبن نہیں ہو جاتا؟ جبکہ تقریباً تمام براہمن تلک لگاتے ہیں۔ تو شرادھ کرنے کے لئے براہمن کہاں سے آئینگے؟

(۲۰) مہیدھر بھاشیہ کے ایک سُوتر کے حوالے سے آپ ایسا مانتے ہیں کہ "دھیم پنڈ کو یعنی باپ۔ دادا۔ پڑدادا کے نمت جو پنڈ دیئے جاتے ہیں۔ اُن میں سے بیچ کا پنڈ اُٹھا کر کھا لیوے۔ تو اُس کے پُتر پیدا ہو سکتا ہے" پھر کیا وجہ ہے کہ سناتن دھرم کے حلقے میں باوجود پُوری شردھا سے شرادھ کرنے کے بھی اکثر لوگ لاولد نظر آتے ہیں؟ وہ مندرجہ بالا نسخہ کو استعمال میں لا کر سنتان کیوں نہیں پیدا کر لیتے؟

(۲۱) بالمیکی راماین میں جاوالی رشی کی زبانی مرتک شرادھ کا کھنڈن موجود ہے دیکھو ایودھیا کانڈ سرگ ۱۰۸ شلوک ۱۵ پھر تم مرتک شرادھ کیوں کرتے ہو؟

यदि भुक्तमिहान्येन देहमन्यस्य गच्छति।
दद्यात् प्रवसतां श्राद्धं तत्तस्य प्राशनं भवेत्॥

ارتھ:- اگر ایک کو کھلانے سے اَنیہ کے شریر میں جاتا ہے۔ تو مسافرت میں گئے ہوئے کسی شخص کے لئے کسی دوسرے شخص کو بھوجن کھلایا جائے کیا وہ اُسے نہ پہنچیگا؟

(۲۲) شریمد بھاگوت میں لکھا ہے - کہ "شرادھ آدک کرنے سے پتروں کے نام اور یجیہ آدک میں دیوتا کے نام پر جو لوگ دیتے ہیں - وہ سب پرمیشور کو پہنچتا ہے" اگر اس کتھن کے انوکول آپ کا سدھانت ہے - تو پھر برہمنوں کو بھوجن کھلانے کی کیا اوشیکتا ہے؟ کیونکہ پرماتما سروویاپک ہیں - نیز اس صورت میں پتروں کا شرادھوں سے کیا سمبندھ ہے؟

(۲۳) منوسمرتی ادھیائے ۳ - شلوک ۱۸۹ - بنوتا یا نے ہوئے برہمن کے پاس پترلوک کھڑے رہتے ہیں - اور بصورت ہوا ہو کر برہمن کے پیچھے پیچھے چلتے ہیں کیا تم مندرجہ بالا شلوک کو مانتے ہو؟ اگر مانتے ہو تو بتلاؤ کہ اگر پتر کسی پشو یونی میں ہوں تو کیا شریر کو چھوڑ کر آئینگے؟ اگر کہو ہاں تو آتما کے نکل جانے سے شریر مردہ ہو جائیگا اور لوگ اسے جلا یا دبا دینگے - تو بھوجن کھانے کے بعد آتما کس شریر میں پرویش کرے گا؟

نیز اس سوال کا بھی جواب دو - کہ برہمن دیوتا دایو روپ دھارن کئے ہوئے پتروں کو بھوجن کس ذریعے سے پہنچاتے ہیں؟ سوکھشم شریر ستھول بھوجن کو کیسے کھا سکتا ہے؟

مزید برآں اگر اس شلوک کو آپ صحیح مانتے ہیں - تو یہ کیوں کہتے ہیں کہ بھوجن پتروں کے پاس پترلوک میں پہنچ جاتا ہے - یا وراٹ - رُدر وغیرہ دیوتاؤں دوارا پتروں کو ملتا ہے - یا اگنی دیوتا پہنچاتا ہے وغیرہ وغیرہ +

(۲۴) منوسمرتی ادھیائے ۳ شلوک ۲۳۷ "جب تک کھانا گرم رہتا ہے اور کھانے والے بولتے نہیں ہیں - تب تک پترلوگ بھوجن کرتے ہیں" کیا پترلوگ براہمنوں کے ساتھ ہی بھوجن کرنے لگتے ہیں - یا براہمن کے پیٹ میں پہنچا ہوا بھوجن پتروں کو ملتا ہے؟ اگر صورت اول ہے - تو پتروں کے لئے براہمنوں کو

بلا لاحاصل ہے اگر صورت دوم ہے۔ تو پتروں کا ھیڈ کوارٹر براہمنوں کے پیٹوں میں ماننا پڑے گا۔

(۲۵) جبکہ منوسمرتی کے ادھیائے ۳ کے شلوک ۲۷۳ میں لکھا ہے کہ موسم برسات میں ترودشی تتھ کو مگھا نکھشتر میں میٹھی چیز دینے سے اکھشے یعنی لازوال پھل ہوتا ہے"

مندرجہ بالا شلوک کے مطابق ایک دفعہ شرادھ کرلینے سے "اکھشے پھل" کی پراپتی ہوسکتی ہے۔ پھر بھی ہرسال شرادھ کرنا فضول خرچی اور حماقت میں داخل نہیں ہے؟

(۲۶) منوسمرتی ادھیائے ۳ شلوک ۷۷ میں لکھا ہے کہ سم تتھی اور سم نکھشتر میں شرادھ کرنے سے سمپورن کاما ملتی ہے۔ اس کو یکتی دوارا ثابت کرو

(۲۷) منوسمرتی ادھیائے ۵ شلوک ۸۹۔ جس نے اپنے دھرم کو چھوڑ دیا۔ اور جو اُتم ورن کی استری میں نیچ ورن کے بیرج سے پیدا ہو۔ اور جو جھوٹا سنیاس دھارن کئے ہوئے ہو۔ اور جو خلاف شاستر آتما کا تیاگ کرنے والا ہو اُس کے لئے پنڈ نہ دیئے جاویں"

مندرجہ بالا اوصاف والے پتر کے لئے پنڈوں کی ممانعت کیوں ہے اگر یہ کہا جائے کہ "چونکہ وہ پاپی ہیں" تو کیا پنڈ دان کا سلسلہ دھرماتماؤں کے لئے ہے؛ دھرماتما لوگ تو نرک کو جائینگے ہی نہیں۔ پھر اُن کے لئے پنڈ دان کی ضرورت ہی کیا ہے؟

(۲۸) منوسمرتی ادھیائے ۵ شلوک ۱۶ و ۳۲ میں بتلایا ہے کہ "دیوتا پتروں کو بھوگ لگا کر مانس کھانے سے منش پاپی نہیں ہوتا" اس پر پرشن ہے کہ اگر کسی کا پتر مانس آہاری نہ رہا ہو وہ مانس کا سیون کس طرح کریگا؟

اگر یہ کہا جاوے کہ جو مانس پتروں کو دیا جاتا ہے۔ وہ پتر دل کی یونی کے انکو بھوجن بن کر مل جاتا ہے۔ تو مانس پتروں کو پہلے دے کر پھر کھانے کے پابندی عائد کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

نیز جبکہ پتر ایک دفعہ کے مانس کھلانے سے کئی ماہ یا کئی سال تک ترپت رہتے ہیں۔ تو جو آدمی خود اڑانے کے لئے مانس ہر روز پتروں کی بھینٹ کریگا۔ وہ اس کو کیسے کھا سکیں گے؟ کیا وہ براہمن دیوتاؤں کے ڈیڈ لیٹر آفس ہیں ہی علین نہ ہو جائے گا؟

فصل سوم

انہاس سمبندھی

(۱) پدم پوران کے اتر کھنڈ میں لکھا ہے۔ کہ ایک برہمن کے ماتا پتا پورو کرم انوسار ماتا گنتا اور پتا بیل اُتپن ہو اپنے پتر کے ہی گھر میں نواس کرتے تھے شرادھ کے دن میں پتر نے ماتا پتا کا ودھی وت شرادھ کیا لیکن اس دن اُس بیل اور گتے کو کام کی زیادتی کے سبب سے بھوجن کھلانا یاد نہ رہا۔ گویا ماتا پتا نہ آہار رہ گئے۔ پھر بتلائیے شرادھ کی کیا ضرورت؟

(۲) شری کرشن جی رکھش راج سے یدھ کر رہے تھے مگر اُن کے بنت تھی تک نہ آنے کے سبب اُنہیں مرا جان کر مرتک شرادھ کیا گیا۔ جس سے پُشٹ ہو کر شری کرشن جی نے رکھش راج کو مارا تو بتلاؤ شرادھ تو مرتک

کے نمت ہوا تھا۔ انہیں کیسے ملا؟ نیز اس کتھا سے تمہارے سدھانت کے وردھ جیوت کو شرادھ کا پہنچنا سدّھ نہیں ہوتا؟ آج کل جو لوگ لڑائی میں لڑ رہے ہیں۔ ان کے سمبندھی یدی اُن کے نمت عمدہ عمدہ بھوجن براہمنوں کو کھلائیں۔ تو کیا اُن کا پیٹ بھر جائیگا؟ یدی بھر جائیگا۔ تو بڑی خوشی کی بات ہے آپ شرادھوں کے ذریعے سرکار ورلتمدار کی فوج کو میدان جنگ میں رسد بہم پہنچانے کی تکلیف رفع کر سکتے ہیں۔ اس کام میں دیری نہیں کرنی چاہیئے۔ یدی کہو ویسا نہیں ہو سکتا۔ تو وجہ معقول بتلاؤ۔ کرشن جی کو کیونکر پہنچ گیا اوروں کو کیوں نہیں ملتا؟

(۳) وراہ پوران میں لکھا ہے۔ کہ نمی رشی نے اپنے پتر شریمان نامی کے مرنے پر شوک موہ سے بیاکل ہو کر ایک دن برہمن کو گُسائیوں پر اَنّ کھلایا اور پیچھے سے وہاں برہم رشی نارد آ گئے۔ انہیں دیکھ رشی اپنے اویدک کرم پر پشچاتاپ کر کہنے لگا:-

शोक स्नेह प्रभावेन एतत् कर्म मया कृतम्। नच श्रुतम् मया पूर्वं नदेवै ऋषिभिः कृतम्॥ भयं तीव्रं प्रविशामि मुनि शापात् सदारुणात।

کہ "ہے منی! یہ کرم میں نے شوک اور سینہ یعنی محبّت کے بس ہو کر کیا ہے جو پہلے کبھی سُنا نہیں نہ کسی رشی منی نے کیا ہے۔ اب میں ڈر رہا ہوں۔ کہیں آپ دگدھ نہ کر دیویں"۔ وغیرہ وغیرہ اوستھ بھی لکھا ہے۔ کہ موہ وشوک کیکت پرشوں نے پیچھے اس کا شرادھ بنا لیا۔ اس گاتھا کی موجودگی میں تم شرادھ کو قدیم اور پرمانک کس طرح سدّھ کرتے ہو؟

(۴) گیا شرادھ سے اگر مکتی ہوتی ہے۔ تو دھندکاری کی مکتی مہاتما گوکرن کے گیا شرادھ کرانے پر کیوں نہیں ہوئی؟ شریمد بھاگوت میں دھندکاری خود

کہتا ہے کہ۔ गया श्राद्ध प्रतेनापि न मे मुक्तिर्भविष्यति । उपाय मपरं किं चिद्धि चारय साम्प्रतम् ।
کہ ہے گو کرن! میری مکتی سینکڑوں گیا شرادھوں سے بھی نہیں ہوگی۔ کوئی اور اپائے کر۔

(۵) راجہ کرن سے آرمبھ جو شرادھ مانتے ہیں۔ اُن سے مندرجہ ذیل سوالات ہیں:-

(۱) کرن راجے دو ہوئے ہیں۔ ایک علاء الدین خلجی کے عہد میں اب سے اندازاً سات سو برس پیشتر۔ دوسرا مہابھارت کے زمانے میں اب تقریباً پانچ ہزار برس قبل۔ ان دونوں میں سے شرادھ کی رسم جاری کرنے کا سہرا خواہ کسی کے سر پر باندھ لو۔ مگر شرادھ پانچ ہزار برس سے زیادہ قدیم سدّھ ہونا محال ہے سرشٹی کو ہوئے ایک ارب ستانوے کروڑ انتیس لاکھ انچاس ہزار برس بیت ہوئے۔ راجہ کرن سے پہلے کیا لوگوں کے پتر بھوکے مرتے تھے؟ اگر کہو اس وقت شرادھ کی ضرورت نہ تھی۔ تو اب کیوں پڑی؟

(ب) کرن سے شرادھوں کا آغاز مان کر اُن کو سناتن کس طرح سدّھ کرو گے؟

(ج) کیا کرن کا پترلوک سے لوٹ کر پندرہ دن میں آنّ دان کرنا ممکن ہو سکتا ہے؟ پترلوک سے بہت شریر کے آیا تھا۔ یا بلا شریر کے۔ اگر کہو بغیر شریر کے تو پندرہ دن میں دان پن کرنے کے قابل نئے شریر کو بنا لینا سمجھو ہو سکتا ہے کیا؟ کیونکہ پانچ چھے ماس تو بالک ماتا کے گربھ میں رہتا ہے۔ اگر سہت شریر کے آیا مانو تو پرشن ہے۔ کہ شریر پورانا دھارن کیا ہوا تھا۔ یا پترلوک سے کوئی نوین شریر لے کر آئے تھے؟ اگر پرانا کہو تو ٹھیک نہیں کیونکہ وہ تو شمشان بھومی میں جل کر راکھ ہو ہی چکا تھا۔ اگر دوسری صورت مانتے ہو۔ تو کیا چندر روز کے

اندر مروڈین شریر ما کا کار آمد بن جانا سمجھو ہے؟ نیز اس صورت میں یہ بھی بتلانا پڑیگا کہ زمین تک کس ذریعے سے پہنچے تھے۔ کیا ہوائی جہاز میں بیٹھ کر؟

(ل) اگر اس کتھا کو بہ فرض محال صحیح مان لیا جاوے۔ تو کیا اس سے یہ سدھ نہیں ہوتا۔ کہ جو کچھ دیا جاتا ہے۔ اُس کے صلے میں وہی ملتا ہے۔ کیونکہ راجہ نے سونا دان دیا تھا۔ سو سونا ہی باوجود ہزار ردوکد کے اُسے پتر لوک میں ملا۔ اناج کا دانہ نہ ملا۔ کیا تمہاری ہی گاتھا سے تمہارے ہی دعوے "پتر جس یونی میں ہوگا۔ براہمن کو کھلایا ہوا بھوجن تدانوسار ہی شکل تبدیل کر کے اُسے ملتا ہے"! کا کھنڈن نہیں ہوتا؟

(ل) راجہ کرن کو جب اپنے پھل کے تبدیل کرانے کی خاطر یہاں خود آنا پڑا۔ تو اس سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی۔ کہ ہر شخص کو اپنے کئے کا ہی پھل مل سکتا ہے دُوسرے کا نہیں؟

(۶) شریمد بھاگوت میں لکھا ہے کہ "راجہ اچھورک نے اپنے بڑے بیٹے کو شرادھ کے واسطے جنگل میں شکار لانے کو بھیجا۔ اُس نے خرگوش کو مار کر تھوڑا سا کھا لیا۔ راجہ نے وشسٹ جی کو شرادھ کے واسطے بلایا۔ اُنہوں نے یوگ بل سے جان لیا۔ کہ مانس شرادھ کے لائق نہیں رہا۔ کیونکہ اُس کے لڑکے نے اُس میں سے کچھ کھا لیا تھا"! کیا اس کتھا سے یہ سدھ نہیں ہوتا کہ شرادھ میں برہمن کو مانس کھلانا چاہیئے؟ نیز کیا اس سے تمہارے اس پکش کا کھنڈن نہیں ہوتا۔ کہ شرادھ میں مانس کا ودھان تو ہمارے گرنتھوں میں اُن دیشوں کے لئے آیا ہے۔ جہاں انّ نہیں ہوتا؟

(۷) رشی پنچمی کی کتھا میں یہ کتھا آئی ہے کہ ایک شخص کا باپ اور ماں مر کے اُسی کے گھر میں بیل اور کتا بنے ہوئے تھے۔ ایک روز اُس نے اپنے ماتا پتا کا شرادھ

کیا۔ جب کھیر تیار ہوئی۔ تو گپتا نے یہ جان کر کہ اُس میں سانپ نے وِش ڈال دیا ہے چھوڑ دی۔ جس سے اُس کو بڑی مار پڑی اور پھر دوبارہ بھوجن بنا کر براہمنو کو کھلایا گیا۔ لیکن وہ بیل اور کُتیا اُس روز بالکل ہی بھوکے رہے۔ بھوک کے مارے وہ دونوں اکٹھے ہو کر آپس میں بات چیت کر رہے تھے۔ کہ ہمارے پُتر نے ہمارا شرادھ تو کیا۔ مگر ہم تو بھوکے ہی رہے۔ یہ بات اُن کے پُتر نے سُن لی اور پھر بھوجن تیار کر کے اُن کو کھلایا۔ تو اُن کی ترپتی ہوئی ؛

کیا یہ کتھا برہمنوں دوارا پتروں کو بھوجن پہنچنے کا زبردست کھنڈن نہیں کرتی ؟ نیز کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ اپنا کھایا ہوا ہی بھوجن بھی ہر ایک پرانی کی کھشدا کی نورتی کا کارن ہو سکتا ہے دوسرے کا نہیں ؟

باب ششم

فصل اول

شریمتی اینی بیسنٹ کے دربار میں اپیل

صاحبہ ممدوحہ کی ایک انگریزی کتاب پر

چند شنکائیں

مرتک شرادھ کے حق میں چند دلائل پر نظر تحقیقاتی

شریمان مہاشہ لچھمی چند جی ودیارتھی ہیڈ ماسٹر سکول
کنڈا گھاٹ نے خاص اس کتاب کے لئے حوالہ قلم کیا

میرے دل کو دیکھ کر میری وفا کو دیکھ کر
بندہ پرور منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر

مسز بسینٹ تھیوسوفسٹ کی گروہ کی مسلّمہ لیڈر ہونے کے علاوہ سناتن دھرمی جگت کی بھی سرگروہ کہلانے کا فخر رکھتی ہیں۔ سناتن دھرمیوں کے سدھانتوں کی پشٹی میں انہوں نے کئی مضمون اور پستکیں تصنیف کی ہیں چونکہ تھیوسوفیکل دائرے میں افراد کی آزادیئے خیالات تسلیم کی جاتی ہے اس لئے راقم الحروف کو آپ کے خیالات پر چند سنشائیں پیش کرنے کا ساہس ہوا ہے۔ ورنہ زمانہ حال کے ممتاز ترین لیڈر کے اقوال و تحریرات پر نکتہ چینی کرنا شایان خود تو نہیں ہے یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ زبان ہٰذا کے ذریعے مسز اینی بیسنٹ تک یہ آواز پہنچنی سخت دشوار ہے۔ تاہم بریں اُمید کہ آپ کے احباب friends آپ تک پہنچا دینگے۔ یا سناتن دھرمی بھائی خود جواب باصواب سے مطلع فرماوینگے قلم کو جنبش دینے کی جرأت ہوئی ہے ×

In defence of Hinduism نامی پستک کے صفحہ ۳ سے زیر فصل ۷، وہ صاحبہ ممدوحہ نے مسئلہ مرتک شرادھ کے حق میں چند دلائل دینی شروع کی ہیں۔ اے کاش! مضمون ہٰذا میں سناتن دھرم کی پرمانک دھار مک پستکوں سے بھی پرمان دلائل کی پشٹی میں پیش کئے جاتے۔ تاکہ ارباب فہم و فراست کو نتیجہ نکالنے میں سہولیت ہو سکتی۔ تاہم موجودہ پر ہی قناعت کر کے باقی مطالبات کو زمانہ مستقبل کے لئے چھوڑ کر اصل مضمون پر خامہ فرسائی کی جاتی ہے ×

(۱)

صفحہ ۳۱ پر Zoroastrians زور سٹرینز کے متعلق مرتک شرادھ کو ثابت کرتی ہوئی یوں رقمطراز ہیں:-

The offerings of food, clothes etc have become diverted from their

earlier purpose; these should be distributed among the people, who are still embodied, as they are useless to the disembodied.

اُردو ترجمہ۔ بھوجن اور وستر آدمی کے عطیات اپنے پراچین مقاصد سے گر گئے ہیں۔ اُن کو مجسّم اشخاص میں تقسیم کرنا چاہئے۔ کیونکہ وہ غیر مجسم (مردہ اشخاص) کے لئے بے سود ہیں۔

اعتراضات۔ ہمارے سوال کو تو ایک طرف چھوڑیئے۔ کیا سناتن دہرمی دُنیا کو فقرات خط کشیدہ پر کوئی شنکا نہیں؟ اگر نہیں ہے تو تسلیم کریں۔ تاکہ سناتن دہرم اور ویدک دہرم کے درمیان سے ایک سدہانت کا تفرقہ مٹ جائے۔ نیز ثابت ہو جائے۔ کہ برہمنوں کو دیئے ہوئے حلوے مانڈے۔ کپڑے بالکل نہیں پہنچ بلکہ ان سے یا تو برہمن دیوتاؤں کی پرورش مدنظر ہے یا محتاجوں کی حاجت روائی؟ اگر شنکا ہے۔ تو مسز صاحبہ ممدوحہ سے دریافت کریں۔ کہ آپ نے تو ہمارے شرادھوں کی اچھی حمایت کی۔ منگلاچرن میں ہی مُردوں کو بھوجن اور وستروں کے عطیات بے سود بتلائیے۔ نیز کیا لوک مانیہ شریمتی جی یہ بتلائیں گی۔ کہ جب شرادھوں میں بھوجن مُردہ ماتا پتا کو دینا بیہودہ ہے تو وہ پھر کس مرض کی دوا ہیں؟

(۳)

جس طریق پر شریمتی جی نے Budhists اور عیسائیوں کی مختلف شاخوں میں جو ڈھنگ ادائیگی رسوم بشکل Definite services یعنی مقررہ وظائف اور Active help to those passing onwards ایقات مرتک لوگوں کے لئے ان کی مرتک یاترا

ہیں سرگرم امداد بتلائی ہیں۔ اگر وہ کرپا کر کے سناتن دھرمیوں سے منوائیں تو اس طریقہ کو کون معیوب خیال کرے گا؟ سناتن دھرمی پھر کیوں نہیں اپنے سرگروہ کے خیالات پر چلتے ہوئے دعاؤں پر اکتفا کرتے؟ جس سے کم از کم کنا گتوں کا ڈھونگ تو دور ہو جائے اور پتر بھی خوش ہو جائیں۔

(۳)

اُن مے کوش، پران مے کوش اور منو مے کوش کی ہستی کو تسلیم کرتی ہوئی منو مے کوش کے زیر عنوان آپ فرماتی ہیں:-

The matter of this mano-mai kosh is rearranged so that the coarse-parts are all on the outside, and these are called the kam-rup; the desire body, while is wearing this kam-roop, the man is called a pret, a departed one, and he lives in pretlok, the place of pretas.

اردو ترجمہ - منو مے کوش کی پرکرتی کو پھر ترتیب دیا جاتا ہے۔ تاکہ کثیف حصص باہر آ جائیں۔ اور اُن کو کام روپ! [illegible] मय शरीर اچھا نے مثر بر کہتے ہیں۔ اور جبتک وہ اس کام کو اختیار کئے ہوئے ہے۔ اُسے پریت کہتے ہیں یعنی مردہ اور وہ پریتوں کی جگہ یا پریت لوک میں رہتے ہیں۔

اعتراضات - اول کام روپ کی ہستی کے لئے پرمان پیش کریں یسناتن دھرمی شاستروں سے۔ دوم مرنے کے کتنے عرصے بعد سے لیکر کتنے عرصے تک پرمیتا لوگ

ہیں رہتا ہے؟ آپ نندوں سے پرمان دئیے جاویں تو بہتر ہوگا۔ سوم پریت آتما
ہوتی ہے یا جسم؟ اگر آتما سے مراد ہے تو "thoughts, emotions,
desires & passions" یعنی خیالات۔ حرکات۔ خواہشات جذبات
بغیر شریر کے اس میں کس طرح سے ہو سکتے ہیں۔ اگر جسم سے مراد ہے تو چھینا
کہاں سے آگئی؟ اور کیا یہ جسم بالطبع ان صفات کو رکھ سکتا ہے؟ اگر دونوں سے
مل کر مراد ہے۔ تو کیا یہ افعال بغیر سادھن کے ہو سکتے ہیں؟ اور ویں صورت
سادھن کونسے ہیں؟ اپنے اُتر کی تائید میں پرمانوں سے کام لیں۔ چہارم "آتما
کے شریر سے علیحدہ ہونے کے وقت کوئی پردہ Coating رہتا ہے" یہ آپ
کس شاستر کے کتھن کے آدھار پر قلم بند فرماتی ہیں۔ نیز اس پردے Coa-
ting کی خاصیت بتلائیں۔ اگر دہ وہ سے ہے۔ تو مرتیو کس کی ہوئی۔ کیونکہ
مرتیو آتما کے شریر سے علیحدہ ہونے کا نام ہے اور شریر سے وہ اس اوستھا میں
بھی ڈھنپا ہوا ہے +

(۴)

آگے چل کر آپ پترا د پترلوک کے متعلق ارشاد فرماتی ہیں کہ:-

"When this calm-rup is worn out, the finer parts of the Mano-mai-kosh make the outermost coating and the man becomes 'pitr' and lives in 'pitr lok'"

ترجمہ جب یہ کام روپ گر جاتا ہے تو منومی کوش کے سوکشم بھاگ آتما کے باہر کی coating یعنی بیرونی پردہ بناتے ہیں +

اعتراضات۔ اول اس لوک میں مُردہ انسان کتنا عرصہ رہتا ہے؟
دوئم آپ کی اپنی کتاب "Death and after" میں تحریر ہے کہ اوسط

درجے والے مردہ شخص کو پندرہ سو برس ٹھیرنا پڑتا ہے۔ تو اس لحاظ سے تو کم از کم دو یا اڑھائی ہزار برس تک اس قسم کے پتر کا شرادھ کرتے رہنا چاہئے۔ پھر ""پرتیا بھا"" کی قید کیوں لگائی گئی؟ نیز باقی ماندہ پتروں کو امداد کیسے پہنچ سکیگی؟ اتر شاستر انوکول ہی دینا چاہئے۔ تاکہ سناتن دھرمی اس پر عامل ہونے کے لئے مجبور ہوں

(۵)

پتر اور سورگ لوک کے متعلق آپکا ارشاد اور بھی نرالا اور غور طلب ہے۔ سنئے آپ کیا کتھن کرتے ہیں۔

After a while this coating decays and live only the finest parts of the mano-mai Kosh and a man becomes a dweller in Swarg lok; the happy shining world of the Devas.

ترجمہ:- کچھ عرصہ کے بعد یہ پردہ بھی اتر جاتا ہے۔ اور منومے کوش کے لطیف ترین حصے ہی باقی رہ جاتے ہیں۔ اور مردہ شخص سورگ لوک کا باسی بن جاتا ہے۔ جو کہ دیوتاؤں کی خوش کن اور روشن سرزمین ہے *

اعتراضات اول نجات اور نیز جنم میں فرق بتلاؤ؟ سورگ لوک کے بعد جیو پھر جنم لیتا ہے؟ یا اس کی مکتی ہو جاتی ہے اور وہاں سے واپس نہیں آتا اگر جنم لیتا ہے۔ تو یہ سدھانت اپنے سناتن دھرمیوں سے منوائیں۔ وہ شاستر پرمان پیش کریں۔ سوم یہ فرمائیں۔ کتنی مدت تک سورگ لوک میں ٹھیرنے کے بعد جنم لیتا ہے؟ اگر نہیں لیتا تو پتر کا پ میں سرشٹی کس طرح ہوتی ہے؟ جب گیتا انوسار آپ جیو کا انادی مانتے ہیں تو کیا سورگ لوک میں ہی جیو کا انادی تک جانا رہتا ہے؟ اگر نہیں جاتا۔ تو کستی ہے پتر آور فی کیونکر نہ انی جاوے؟ اگر آپ انادی

تو مانتے ہیں۔ تو آپ سناتن دھرمی انو یائیوں سے اقبال کرادیں۔ اگر آپ آتما کو پرماتما کا انو یا جز کا کل میں مل جانا مانتے ہیں۔ اور موکھش اوستھا میں انو یا جز کا کل ہیں ملجانا تسلیم کرتے ہیں۔ اور سورگ اس کے لئے وہ مقام ہے۔ تو جیو نے اپنے کرموں کا پھل کس جگہ بھوگا؟ شاستریہ پرمان دیں ؛

(۶)

آپ فصل ۸ صفحہ ۳۸ پر کس قسم کے براہمنوں کو شرادھ میں بلانا چاہئے اس بارے میں مہابھارت سے پرمان پیش کرتے ہوئے یوں رطب اللسان ہیں:۔

"They only should be invited to such ceremonies as are versed in the Vedas, Dharm shastras, puranas Bhashyas, the rules of Grammer to follow the standard laid down in the shastras, versed in the science of emancipation devoted to truth & to yoga"........ A man of intelligence should examine the Brahmins (Anushasham parv)

ترجمہ۔ صرف ان لوگوں کو ان رسوم کی ادائیگی کے وقت بلانا چاہئے۔ جو وید شاستر۔ پوران بھاشیہ۔ قواعد ویاکرن میں ماہر ہیں۔ جو شاستروں میں بتلائے معیار کی پیروی کرنیوالے ہوں۔ موکش ودّیا میں نپن ہوں الخ

اعتراضات۔ اول مردے کے پاس۔ ماا ماہ پہنچتا ہے یا اس کا اثر؟

اگر سامان پہنچتا ہے تو اس قسم کے براہمنوں کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ بیوہار میں بھی
ہم دیکھتے ہیں۔ کہ اگر کسی سناتنی کو اپنے سمبندھی کے پاس میل دو
میل کے فاصلے پر ردی پہنچانی ہوتی ہے۔ تو کوئی شاستری یا اس یا مہا مہا پادھیائے
یا ودیا تیرتھ کو ڈھونڈھتا نہیں پھرتا۔ بلکہ یہ کام ادنے درجے کے بے علم آدمیوں سے
ہی لیا جاتا ہے۔ دوسرے آپ خود اس قسم کے سامان بھیجنے کو تسلیم نہیں کرتیں (دیکھو
۳۲۷) اگر صرف اثر پہنچتا ہے۔ جس کے لئے صفات متذکرہ سے مزین براہمنوں
کی ضرورت ہے۔ تو آپ اس قسم کے براہمنوں کی فہرست پیش کریں۔ اگر نہ ملتے ہوں تو
شرادھ کا فائدہ؟ اس پہ To remove an evil is
to produce a greater evil.
یعنی برائی کا علاج کرتے ہوئے اس سے بھی زیادہ برائی پیدا کرنے کی مثل صادق
آئیگی۔ شرادھ کرنے سے پیشتر کاشی کے برہمن کیوں نہ ایسے پیدا کر کے دکھا جاویں
جو سارے بھارت ورش میں پھیل کر شرادھ کے کام کو نپٹا سکیں۔ اور جب یجمان کو
براہمنوں کی پریکھشا کرنا ضروری رکھا گیا ہے۔ تو اپنے دیش کے ایسے یجمانوں کی بھی
فہرست پیش کریں۔ جو ایسے دو دو ان براہمنوں کی لیاقت کی پریکھشا کر سکیں۔ یا یہاں
سناتن دھرمیوں پر تو "ادنا ماسی ورہم۔ باپ پڑھے نہ ہم" کی ضرب المثل صادق
آتی ہے۔ وہ برہمنوں کی پریکھشا کیسے کر سکتے ہیں؟ اندیشہ ہے کہ پتروں کو فائدہ
پہنچانے کے بجائے کہیں نرک میں کھینچ کر نہ لے آئیں۔ اور پتر ہمیشہ کے لئے بددعائیں
سنائیں۔ دوم آپ وچار کر دیکھیں کہ آج کل بھارت ورش میں کس قسم کی پرجا
ہے۔ میرے وچار میں جملہ اصحاب تین حصوں میں تقسیم کئے جا سکتے ہیں۔ اول امرا
دوم اوسط درجے کے۔ سوئم غریب رنجن؟ گنوں والے برہمنوں کو شرادھ میں بلانے
سے مدعا حاصل ہو سکتا ہے۔ ان کو امیر ہی بلا سکتے ہیں۔ اوسط درجے کے اور غریب

آدمیوں کی تو بساط ہی کیا ہے ہو کہ ایسے پنڈتوں کی کڑاکے دار بھینٹ پوجا اور ریل فرسٹ یا سکنڈ کلاس کرائے کے خرچ کے متحمل ہو سکیں۔ اس کنگال دیش میں بدقسمتی سے آخر الذکر شخاص کی ہی زیادہ تعداد ہے۔ جس کے لئے نہ صرف یہ کہ اس قدر تعداد براہمن مہیا نہیں ہو سکتے۔ بلکہ وہ بلانے سے بھی معذور ہیں۔ ایسی صورت میں ان کثیر التعداد لوگوں کے پتروں کا کیا انجام ہوگا؟ خصوصاً موجودہ صورت میں جبکہ قسم کے شرادھ ہو رہے ہیں۔ جن لوگوں کے لئے مسز صاحبہ نے مہا ہارت کا یہ پرمان رکھ کر ڈیفنس پیش کیا ہے۔ اُن کے لئے ایک طرح سے مرتک شرادھ کا بالکل کنڈن کر دیا۔ اور اگر ہم سمجھتے ہیں غلطی نہیں کرتا یہ جتلایا ہے۔ کہ پتروں کی بہتری کے لئے اگر دعائیں اور پرارتھنائیں کی جاویں۔ تو زیادہ اثر کر سکتی ہیں۔ برخلاف اس کے نہ تو اس قسم کے براہمن ہی مل سکتے ہیں نہ عام لوگ پریکٹس کر سکتے ہیں۔ غرض مسز اینی بیسنٹ صاحبہ کا شرادھ Impo-ssibilities یعنی امکانات سے پیچھے جا گرتا ہے۔ جو علامت جہل تصور کئے جانے کا مستحق ہے۔

(۷)

ایک بات اور۔ اور بس صفحہ ۳۵ پر مندرجہ ذیل الفاظ خاص طور پر غور کے قابل ہیں:۔

"Such are the ideas underlying the ceremonies of shradh and all occultists know that these ideas are true." (صفحہ ۳۵)

And we in turn shall have the help of their willing aid

when they are beyond pret lok.....
(P. 39)

ترجمہ - شرادھ کی رسوم کے زیرین متذکرہ خیالات ہیں اور تمام یوگی جانتے ہیں کہ یہ خیالات درست ہیں...... صفحہ ۳۹ ..... +

اور ہم کو اپنی باری ہیں جب مُردہ اشخاص پریت لوک سے باہر چلے جائینگے تو رہنما منتری ہے اور مشفقانہ امداد اس دنیا میں پہنچی تبتگے (صفحہ ۳۹) +

اعتراضات - شریمتی جی تھیا سوفسٹ ہیں اور سناتن دہرم کی سرگرم ہیں لیکن اصول آریہ سماج کی قدرتی طور پر مخالف ہیں - کیا وہ بتلا سکتی ہیں کہ ان تینوں گروہوں کے یوگی یکساں ہی ہوتے ہیں - یا آن میں کچھ بھید ہوتا ہے ؟ اور ان تینوں جماعتوں کا کوئی یوگ درشن الگ الگ ہے ؟ اگر ایسا ہے تو یوگ درشن اور یوگیوں کے نام بتلائیں - اگر آخری منزل کے یوگی اور یوگ درشن ایک ہی ہے تو کیا ہرج کی بات ہے وہ ثابت کریں - سوامی دیانند یوگی نہیں تھے - Old Di اولڈ ڈائری لیوز جلد ۲ نامی کتاب ary leaves volume II میں کرنیل الکاٹ صاحب اور میڈم بلیوٹسکی صاحبہ Madam Blavtasky نے اُن کا یوگی ہونا تسلیم کیا ہے - تو کیا سوامی دیانند شرادھ کے حق میں لکھتے ہیں ؟ اور کیا وہ مختلف طبقات میں آتما کا سفر کرنا بھی بتلاتے ہیں ؟ دوم اگر شریمتی جی کو مخالف مثال دینی منظور نہ ہو تو سناتن دہرمی یوگیوں کے ہی واقعات کسی پر انک گرنتھ میں ہی سے پیش کر کے دکھلائیں ورنہ زندہ یا مُردہ تھیوسوفیکل لوگیوں کے نام پیش کریں - جنہوں نے ان امور کی تاکید کی ہو - سوم یہ تو بازاری گپ معلوم ہوتی ہے کہ مردہ زندہ کی مدد کریگا - اگر مُردہ مدد کر بھی سکتا ہے - تو شریر دھارن کر کے ہی کر سکتا ہو اُس صورت میں وہ زندوں میں ہی شمار ہوگا - اور اس پنر جنم کے مٹلے

کو آریہ سماج کب تسلیم نہیں کرتا۔

آخری التماس - بہت کچھ عرض کرنا تھا۔ لیکن چونکہ شری مینی جی نے اتنے ہی امور زیر ریویو کتاب میں درج فرمائے ہیں۔ اس لئے بطور مشتے نمونہ از خروارے اس قدر عرض معروض پر ہی اکتفا کی ہے۔ مندرجہ بالا مختصر اعتراضات کے جوابات شافی ملنے پر بشرط ضرورت و فرصت پھر تصدیع دی جا سکتی ہے۔ پاٹھکوں سے پرارتھنا ہے کہ بنظر غور سطور بالا کو پڑھیں۔ اور شری مینی جی کی دلائل اور اُن پر لیکھک کی جرح کو میزان عدل پر رکھیں اور دیکھیں زبان ترازو کس طرف چلتی ہے؟

دل اگر دانا بود در ہر سخن اسرار ہاست چشم گر بینا بود یوسف بہ ہر بازار ہست

نوٹ - لائق مضمون نگار نے جس طرح سے تھیوسافیکل سوسائٹی کے مضمون کا کھنڈن کیا ہے وہ ہر پہلو قابل داد ہے۔ اگر ناظرین نے اس مضمون کو پسند فرمایا۔ تو صاحب ممدوح نے۔ اس سلسلے کے دیگر مضامین بھی قلمبند کرانے کی آشا ہو سکتی ہے۔ تھیوسافیکل سوسائٹی جس ڈھنگ سے سناتن دھرم کے اکثر سدھانتوں کا منڈن اور آریہ سماج کے سدھانتوں کا کھنڈن کرتی ہے۔ اس سے آریہ سماج کے وِدوان تقریباً ناواقف و لاپرواہ ہیں وجہ شائد یہ ہے۔ کہ سوسائٹی مذکور آریہ سماج کا نام لے کر کھنڈن نہیں کرتی۔ بلکہ اشارات وکنایات میں دلی چوٹیں کرتی ہے بقول لیکھک ؎

ٹٹی کی آڑ میں وہ کیا کرتے ہیں شکار
مُنہ وہ چھپائے رکھتے ہیں اپنا نقاب میں

علاوہ ازیں تھیوسوفسٹ لیڈروں کی کتب تقریباً تمام کی تمام انگریزی میں ہیں۔ جن کو اکثر آریہ پنڈت بوجہ زبان سے ناواقفیت کے ادھو کنج تک

تک نہیں کر سکتے۔ بدیں وجہ انگریزی تعلیم یافتہ اصحاب پر یہ سوسائٹی اپنے خیالات کا سکہ بالخصوص مدراس ڈیویژن میں خوش اسلوبی سے بٹھاتی چلی جا رہی ہے۔ کاش آریہ سماج کے انگریزی دان ودوان اس طرف توجہ مبذول کریں۔ تاکہ "یہ شیریں زہر" آریہ جاتی کے نونہالوں کے دماغوں میں زیادہ سرائت نہ کرنے پائے۔ (مصنف)

فصل دوم

شریمتی اینی بسنٹ کے دربار میں اپیل نمبر ۲

صاحبہ ممدوحہ کے مضمون متعلقہ مرتک شرادھ مندرجہ "ہندو ازم" (ہندو مذہب) پر چند اعتراضات

(از ماسٹر لکھشمی چندر جی ودیارتھی)

سنتے ہیں آپ یوں تو زمانے کا دردِ دل
کہیئے تو میں بھی قصۂ دردِ جگر کہوں

میں نے اپنے پہلے آرٹیکل مندرجہ شاسترارتھ مرتک شرادھ میں "مسز اینی بسنٹ کے دربار میں اپیل" کے زیر عنوان شریمتی جی کی تصنیف In defence of Hinduism یعنی "محافظت مذہب ہنود" میں مندرجہ دلائل پر چند شنکائیں پیش کی تھیں۔ آج اسی سلسلہ میں

شریمتی جی کی دیگر تصنیف "Hinduism" بسلسلہ The universal text book of Religions and Morals pt 3 Vol. I کے مضمون شرادھ فصل دوم ۲۱ ۱۱ سے ۲۳ تک میں پیش کردہ دلائل کا ریویو کرتا ہوں ٭

میرا خیال ہے کہ سناتن دھرم کے بالمقابل تھیا سوفیکل سوسائٹی کا اثر زیادہ خطرناک ہے۔ اور آریہ سماج کی طرف سے اُس کی تصانیف کا جواب دینے کے لئے تاحال اہل قلم نے اپنی توجہ نہیں کی۔ یہی وجہ ہے۔ کہ تھیوسوفی نے صرف اپنے باطل عقائد ہی کو ٹھیک تصور کیا ہوا ہے۔ بلکہ اُن میں سے چند کے ذریعے سے سناتن دھرم کی بھی پشٹی کی ہے۔ اس لئے میں شردھانی شریمتی کی ہی دلائل کو لینا چاہتا ہوں موت واقع ہونے پر انسانی رُوح کو دو الفاظ "پریت" اور "پتر" سے تعبیر کر کے ہر دو کی نجات اور بہتری کے لئے جداگانہ دو رسومات "پریت کریا" اور "پتر کریا" بتلائی گئی ہیں۔ چنانچہ ان ہر دو کے ثبوت میں شریمتی جی نے کتب ہذا میں دلائل اور پرمان ہر دو سے کام لیا ہے۔ یہ خوشی کا مقام ہے کہ پہلی تصنیف In defence of Hinduism میں کوئی پرمان مرتک شرادھ کے حق میں شریمتی جی نے پیش نہ کیا تھا۔ لیکن اس میں اس کمی کو پورا کرنا چاہا ہے ٭

(۲) پرمان

کل پرمان پیش کردہ تعداد میں ۱۴ عدد ہیں۔ مجھے افسوس سے لکھنا پڑتا ہے۔ کہ اس میں سے مرتک شرادھ کے حق میں ایک بھی نہیں (۱) چھاندوگیہ اپنشد ۵-۹-۲ (۲) رگ وید ۱۰-۱۴-۹ (۳) رگ وید ۱۰-۱۶-۲ ہر سہ محض انتیشٹی سنسکار کے متعلق ہیں۔ جس اس شریر سے آتما کے نکل جانے اور شریر کو داہ کرنے

کے متعلق بتلایا گیا ہے۔ منوسمرتی ادھیائے ۳ شلوک ۲۶-۱۴۲-۹۷-۱۶۸ و گرہ
سوتر ۲-۴-۱۰ ان پانچ پرمانوں کا مطالعہ ظاہر کرتا ہے۔ کہ جس قسم کے شرادھ ہوتے
ہیں۔ وہ فضول بے فائدہ اور واہیات ہیں۔ کیونکہ اُن کی رو سے پتروں کی روح
کو بجائے فائدے کے نقصان پہنچتا ہے۔ اس لئے اُن کی ادائیگی قطعی بند ہونے
کے قابل ہے۔ ع جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

باقی کے چھ پرمانوں میں محض شرادھ ودھی (طریق ادائیگی شرادھ)
منوسمرتی اور گرہ سوتر سے بتلائی گئی ہیں۔ ان کا جواب دو طریق پر ہے:-
(۱) شریمتی جی سناتنیوں سے یہ کہلوا دیں۔ کہ منوسمرتی کا ہر ایک شلوک مانیہ
ہے۔ تو ثابت کیا جائیگا۔ کہ منوسمرتی میں مندرج شرادھ ودھی پر کس قدر متضاد
خیال ہیں؟ جن کو سناتنی خود اب ملاوٹ سے تعبیر کرنے لگ گئے ہیں۔
(۲) وید سنگھتا سے تائیدی طور پر بھی منتر پیش کریں۔ تاکہ معلوم ہو کہ ویدک
کال میں بھی یہ طریقہ رائج تھا۔ یہ پرمان ہیں۔ جن کو محض دل خوش کرنے کے لئے
اکٹھا ڈالا ہے۔

(۳) دلائل

(دوم) معقول غذا سے یا پراکرت پدارتھوں سے کس قسم کے اجسام
بنینگے؟ اس صورت میں چھوڑا ہوا آتما سے کوش پھر دوبارہ پیدا ہو جائیگا۔ پران
سے کوش اور منومے کوش پر کیا اثر ہو سکتا ہے۔ سوم کس طرح سے مرتک کی
پرورش اُس سے ہو سکتی ہے۔ (چہارم) اس سے پترلوک سے پہنچنے میں کیا
اور کس طرح مدد ہو سکتی ہے؟ کیا یہ سراسر گپ نہیں ہے؟

(۵)

It must be remembered that

Pitra loka and Pret loka and yam loka, are both regions in Bhurloka and influence from the earth, Bhurloka reaches both of these (p23

ترجمہ - یہ یاد رکھنا چاہیے کہ پتر لوک اور پریت لوک یا یم لوک ہر دو بھور لوک میں طبقات ہیں۔ اور زمین سے یعنی بھور لوک سے ان ہر دو تک اثر پہنچتا ہے

اعتراضات - (اول) پتری لوک اور پریت لوک زمین سے کس قدر بلندی پر ہیں؟ اس کے لئے وید سنگھتا یا کسی دیگر گرنتھ کا پرمان دیں۔ دوم - جیو آتما ہوا ہے یا پرندہ ہے؟ بصورت اول ساکن ہے۔ یا غیر ساکن؟ ستھائی ہونے کی صورت میں ان لوکوں میں کہاں اور کس طرح رہ سکتا ہے؟ استھائی یعنی متحرک ہونے کی صورت میں قوت ثقل کے خلاف کس طرح کام کر سکتا ہے؟ یا پرندہ ہے۔ جو ایک خاص عرصے تک ان لوکوں میں رہتا ہے؟

(سوم) آخر الذکر صورت میں رہنے کی کیا اودھی Duration وید سنگھتا سے پرمان پیش کریں۔ ورنہ واقفیت کے لئے اپنشدوں سے بھی پرمان دیں +

کریا اور اس کے متعلق پرمانوں کے جواب کے بعد دلائل کو پیش کیا جاتا ہے :-

(۱) اگنی سے کوش کا خاتمہ مردہ کے جلانے کے تین دن بعد تک ان کی استھیوں یعنی ہڈیوں کو اکٹھا کر کے دفن کرنے یا پانی میں بہانے سے ہو جاتا ہے۔ الفاظ دفن کرنے یا پانی میں بہانے قابل نوٹ ہیں۔ یہاں یہ کہیں نہیں لکھا کہ گنگا میں بہائے یا دفن کرے۔ سناتنی اس کا جواب دیں +

پران مے کوش اور منو مے کوش کے خاتمے کے لیے تاکہ پریت سے جیو آتما پتر ہو جائے۔ ایکودشٹ شرادھ اور سپنڈی شرادھ بتائے گئے ہیں۔

اعتراض - (۱) پران مے کوش اور منو مے کوش کے خاتمے کی کیا ضرورت ہے؟ (۲) دوئم اُن کا کتنے عرصے کے بعد خاتمہ ہوتا ہے؟ اور اس میں پرمان کیا ہے؟

(۳) شرادھ اس میں کس طرح اثر پذیر ہوتا ہے؟

(۴)

If these ceremonies & should be properly performed, the <u>sub-tle parts</u> of the offerings made during their performance <u>feed</u> the <u>deceased</u> till he goes to pitra lok. P. 20.

اگر ان رسومات کو ٹھیک طور پر ادا کیا جائے۔ تو ان کی ادائیگی کے دوران میں بخشش کردہ اشیا مردہ (مرتک) کی پرورش کرتے ہیں۔ جب تک کہ وہ پتر لوک میں چلا جائے۔

اعتراضات - اول اس کا مقابلہ شریمتی جی کی دیگر تصنیف کے فقرہ مندرجہ ذیل سے کیجیے:-

The <u>offerings</u> of food, clothes, etc have become diverted from their earlier purpose, these should be distributed among the

people, who are still embodied, as they are useless to the disembodied.

ترجمہ - بھوجن اور وستر آدی کے عطیات اپنے پراچین مقاصد سے گر گئے ہیں۔ ان کو مجسم اشخاص میں تقسیم کرنا چاہئے۔ کیونکہ وہ غیر مجسم (مُردہ اشخاص) کے لئے بے سُود ہیں ٭

پھر آگے چل کر یہ دلیل پیش کی ہے :-

Shradhas, may generally speaking be regarded as serving the same purpose with refrence to the subtler bodies, as is served by the prenatal and natal samskaras with refrence to the gross physical body (P. 23)

ترجمہ - عام طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ لطیف اجسام کے لئے شرادھ وہی کام دیتے ہیں۔ جو کثیف اجسام کے لئے قبل از پیدائش اور بعد از پیدائش کے سنسکار رکھتے ہیں ٭

اعتراضات ۔ یہ خوش خوب سا مان لیا ہے کہ قبل پیدائش بچے پر سنسکاروں کا اثر پہنچنے کا کارن یہ ہے۔ کہ بچہ ماتا کے گوشت و پوست و خون سے پرورش پا رہا ہے "ناوہ" کے ذریعے سے ہر قسم کی غذا اور پھر اُس سے دماغ وغیرہ پر اثر ہو رہا ہے۔ اُس صورت میں جبکہ بچہ ماتا کی آتما اور اُس کی جان سے

اِس لئے جس قسم کے اثرات بصورت سنسکار ماتا پر پہنچیں گے۔ بچے پر ایک حد تک
اثر زن ہونگے۔ اسی طرح بعد از پیدائش کے سنسکارات اثر کرتے ہیں۔ لیکن
بعد از مرگ لطیف جسم کا رہنا اور اس کا پریت کریا (انتیشٹی سنسکار) کا ذریعہ اثرات
بننا کس طرح ممکن ہے؟ یہ تو ویسی ہی دلیل ہے۔ جیسے اکثر براہمن لوگ "تار
پہنچنے" کی مثال دے کر ظاہر کیا کرتے ہیں ؂

وہاں پر تار مادی موجود ہے۔ دونوں طرف اسٹیشن سنائی یعنی ساکن ہیں
لیکن بصورت ہذا کہیں بھی ساکن ہونے کا ثبوت نہیں۔ دو ثم ہو گئے کے
سادھن کہاں ہیں؟

(۷)

الغرض آخر میں صرف دو سوالات لکھ کر مضمون کو ختم کرتا ہوں ؂

شریمتی جی!

(اول) یہ بتلایئے کہ مرنے کے بعد دوبارہ جنم لینے تک جیو آتما کو کتنے روز
رہنا پڑتا ہے؟ اس کا ثبوت وید سنگھتا۔ اُپنشدوں اور درشن شاستروں سے
دیں۔ آپ تو اپنی کتب میں ظاہر کرتے ہیں۔ کہ اوسط درجے کے آدمی کو دوبارہ پیدائش
تک پندرہ سو برس تک رہنا پڑتا ہے۔ ذرا سناتن دھرمی پرچارکوں سے
تو یہ منوا دیں۔ تاکہ شرادھ کے اور کئی پہلوؤں کا بھی صفایا ہو جاوے ؂

(دوم) مرنے کے بعد شریر داہ ہو کر جیو آتما جہاں جہاں جاتا ہے کس
روپ میں اور کہاں رہتا ہے؟ اُن مقامات کا ثبوت دلائل اور پرمان وید
سنگھتا اور اُپنشدوں سے دیں ؂

میرا خیال ہے۔ کہ مرنے کے بعد کا جس قدر پول پنجرا تھیوسوفی نے
تیار کیا ہے اور فرضی تصاویر پیدا کی ہیں۔ وہ محض دھوکہ اور خبط براری

معلوم ہوتی ہے۔ ورنہ کیوں بھیو سافسٹ پرمانوں دوارا اُس کے متعلق بحث نہیں کرتے۔

آریہ سماجیوں کو چاہیئے۔ کہ وہ بھیو سوفی کی بھی خبر لیں۔ تاکہ بہت سے بھولے بھائیوں کو پتہ لگ جائے کہ حقیقت کس طرف ہے؟
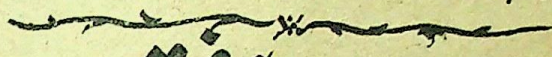
باب ہفتم

فصل اول۔ مُردہ زندہ ہو گیا

ایک عجیب و غریب سچا واقعہ

پاسلہ ضلع جالندھر کا ایک ہندو لوہار مُسمّی اُتم ولد رہالا مزدوری کرنے کے لئے پُل بنانے پر نوکر تھا۔ یہ پُل دریائے جہلم پر بن رہا تھا۔ ایک روز پُل بناتے بناتے اُتم لوہار پُل پر سے گر پڑا۔ اور تیز بہتے ہوئے دریا کی لہروں کی لپیٹ میں آکر بہہ گیا۔ پکڑو پکڑو کا شور بلند ہوا۔ لیکن تیز لہروں نے کسی کو اندر گھسنے کا حوصلہ نہ دیا۔ وتستا ندی کے برفانی پانی نے اُتم کو بے سُدھ کر دیا۔ بیچارے نے ہاتھ پاؤں مارے۔ لیکن بے سُود اور کچھ ہی منٹوں میں برفانی پانی نے اس کا جسم اکڑا دیا۔

(۲)

مدّت تک اُتم کا کچھ پتہ نہیں لگا۔ اور تمام لوگوں نے یہ فیصلہ دے دیا کہ اُتم کو دریا نے غرقاب کر دیا ہے۔ اور مچھلیوں نے اُسے ناشتہ بنا لیا ہے

جہلم کے پل بنانیوالے انجینئر نے بھی اُس کا نام کارندوں کے رجسٹر سے کاٹ دیا اور اس کے نام سے آگے "دریا میں ڈوب کر مر گیا" لکھ کر گھر والوں کو اس کے مرنے کی اطلاع دے دی +

(۳)

دریا میں غرقاب + برفانی پانی کی لہروں پر اچھلتا اور ابھرتا ہوا آتم دریا کے ساتھ میلوں دور چلا گیا۔ اب لہروں نے اُسے زور زور سے اچھالنا شروع کیا اور بہتے بہتے اُسے اپنے کنارے کے اوپر پھینک دیا۔ یہ نرجن جگہ تھی۔ کوئی اس پاس نہیں تھا۔ اُس کی لاش کو کون اٹھاتا۔ لیکن اُسی وقت تیز چمکتے ہوئے سورج نے اُس کی مدد کی۔ بے ہوش آتم کے جسم کے اندر گرمی کا آسرا پاکر اندر کی گرمی سُلگی۔ دل کی مشینری اس گرمی سے حرکت کرنے لگی اور آہستہ آہستہ آتم اٹھ بیٹھا۔ دیکھا کہ نہ زیر تعمیر پل ہے نہ سینکڑوں مزدور ہیں۔ نہ لوہے کی کھٹ کھٹ ہے۔ بلکہ سنسان بیابان ہے اور دریا کا شور ہے +

آتم نے اپنے آپ کو سنبھالا۔ کپڑے خشک کئے اور گرتا پڑتا پاس کی آبادی میں جا داخل ہوا +

(۴)

ایک سال ۔ دو سال ۔ تین سال اسی طرح کئی سال گزر گئے۔ آتم کا ہر سال باقاعدہ مرتک شرادھ کیا جاتا۔ اور براہمن دیوتا جی بنوبہ خوشی خوشی کھاتے + اسی اثنا میں آتم کی عورت کی آنکھیں درد کرنے لگیں۔ پیارے پتی کی جدائی میں رو رو کر آنکھوں نے جواب دینا شروع کیا۔ آنکھوں کا علاج ہونے لگا۔ لیکن جتنا علاج ہوتا تھا۔ اُس سے دگنا آتم کی عورت اپنے پتی کی جدائی سے آنسو بہا بہا کر نقصان کر دیتی تھی۔ اس لئے آنکھیں بگڑ گئیں +

جب کل علاج بے اثر ثابت ہوئے ۔ تو مجبور ہو کر عورت نے پاہندا جی کو

بلایا اور پوچھا "پاہنڈا جی! دیکھو تو سہی مجھ کو کیا ہو گیا ہے کیا مصیبت آئی ہے؟"
پاہنڈا جی نے پوتھی کھولی۔ کچھ گن من کی۔ انگلیوں کو ادھر اُدھر کیا۔ ورق گردانی بھی کی اور آخر کہا اور سنو! اُتم ڈوب مرا ہے۔ اور پوتھی کہتی ہے۔ کہ اب وہ پریت بنا پھرتا ہے۔ اور تمہاری آنکھوں کے اوپر آکر بیٹھا ہوا ہے۔

عورت۔ تو پھر وہ پریت کیسے دُور ہو؟

پاہنڈا۔ اُس کی گتی کرانے کے لئے دان پُن کرنا ہوگا۔ ورنہ یہ نہیں اُتریگا

عورت۔ کیا کروں؟

پاہنڈا نے دان کی فہرست لکھوائی اور غریب عورت نے تھوڑی بہت جو کچھ بچا کھچا اپنے پتی کی سدگتی کرنے کے لئے سب کچھ اکٹھا کیا۔ اور پوجا پاٹھ کے لئے ایک دن مقرر کرکے سب کچھ دان دیا۔

(۵)

اُتم کی اس غرقابی نے اُس کی کایا پلٹ دی۔ دُنیا سے اسے کچھ نفرت سی ہوگئی۔ اور وہ گورو گورکھ ناتھ کے ٹلے پہنچکر گورو کا چیلہ بن گیا۔ اور اب وہ شہر بشہر گاؤں بگاؤں پھرنے لگا۔ انہیں دنوں میں پاسلے کے ربابی ایک موقعہ پر موضع دھیبیاں میں جا گئے۔ اور وہاں انہوں نے اُتم کو دیکھا۔ ربابی جب واپس آئے۔ تو انہوں نے اُتم کے رشتہ داروں سے کہا۔ کہ اُتم زندہ ہے اور فلاں جگہ موجود ہے۔ لوگوں نے اس پر یقین نہیں کیا۔ جس نے بھی سُنا اُس نے مخول اُڑایا۔ آخر ربابیوں نے شرط لگائی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اُتم کا چچا بدھو ٹلے گیا۔ اور اُتم کو اپنے ساتھ واپس لے آیا۔

پاسلہ میں جب اُتم داخل ہوا۔ تو لوگ اُسے جوق در جوق دیکھنے آئے۔ جو بھی اُسے دیکھتا۔ حیران رہ جاتا۔ اور ساتھ ہی مر کر پھر زندہ ہونے کی مبارکباد

بھی دیتا ۔

(۶)

پندرہ روز حیرانی اور مبارکباد میں بیت گئے۔ اب گھر والوں نے اُتّم سے پوچھا کہ ہم نے تم کو کریا اور ستار ہویں کے دن فلاں فلاں چیز برہمن کے ذریعے بھیجی تھی کیا پہنچ گئی ہے ؟

اُتّم ۔ مجھے تو کچھ نہیں ملا

بُدھو (اُتّم کا چچا) ہر سال تمہیں لڈّو۔ پوری۔ حلوہ۔ کھیر اور طرح طرح کی چیزیں بھیجتے تھے۔ کیا وہ چیزیں مل گئیں ؟

اُتّم ۔ مجھے تو کبھی کسی نے نہیں دیں ۔

بُدھو ۔ پچھلے ہی سال تمہیں دو کونڈے دہی کے بھیجے تھے۔ وہ بھی کیا نہیں ملے ؟

اُتّم ۔ بالکل نہیں ۔

بُدھو ۔ اور جب تم پریت بنے پھرتے تھے۔ تو تمہاری سدگتی کے لیے بہت کچھ بھیجا تھا۔ وہ بھی ملا یا نہیں ؟

اُتّم ۔ نہیں جی۔ مجھے تو خبر ہی نہیں ؟

بُدھو ۔ بلاؤ ذرا پادھا جی کو۔ یہ اچھی ایمان داری ہے۔ یہ سب چیزیں آپ ہی ہضم کر گئے ہیں ۔

پادھا جی کو اب گھر سے نکلنا مشکل ہو رہا ہے۔ جس طرف سے وہ نکلتے ہیں یہی سوال ہوتے ہیں۔ کہ کیوں جی اُتّم کی چیزیں کہاں ہیں ؟

(۷)

یہ واقعہ بالکل سچا ہے۔ اور اس کی گواہی دینے کے لئے ابھی تک پاس

ضلع جالندھر میں لوگ موجود ہیں ÷

مرتک شرادھ کرنے والے اس واقعہ کو غور سے پڑھیں۔ اور بھوت پریت کے قسم بھی دیکھیں۔ کہ لوگ اپنا اُلّو کس طرح سیدھا کرتے ہیں؟ اس قسم کے واقعات ہونے پر بھی جو لوگ فضول توہمات اور اویدک باتوں کو نہیں چھوڑتے یقیناً اُن کا سر دماغ سے خالی ہے اور اگر دماغ ہے۔ تو اُس میں عقل نہیں بلکہ بھوسہ بھرا پڑا ہے ÷ (ماخوذ از آریہ گزٹ)

آریہ پستکالیہ لاہور کی خاص کتابیں

(۱) گورودت لیکھاولی۔ پنڈت گورودت جی ایم اے کی انگریزی تصانیف کا ہندی انوواد معہ باتصویر جیون چرتر۔ قیمت دو روپے ÷ (۲) اتھرووید کا سوادھیائے ہر ایک ہندی جاننے والا اس سے اتھرووید کو سمجھ سکتا ہے ۸؍۔ (۳) ایش اُپنشد کا سوادھیائے (ہندی) اُپنشدوں کی مہا اور ودیا سفی کو سمجھنے کے لئے اس کا سوادھیائے ضروری ہے ۱؍ (۴) بھگتی درپن یا آتم پرساد قیمت ۶؍۔ (۵) کلیان کا مارگ ۳؍ (۶) پتانجلی اُردو ۵؍ ہندی ۶؍۔ (۷) ستیہ اپدیش مالا اُردو ۱؍ (۸) موتیوں کا مالا (اُردو) ۱؍ (۹) پھولوں کا گچھا (اُردو) ۱؍

(۱۰) مرتک شرادھ سمیکھشا (اُردو) مرتک شرادھ کے کھنڈن میں ایسی زبردست کتاب اس سے پہلے کوئی نہیں لکھی گئی۔ قیمت ۱۴؍ ÷

ان کے علاوہ ویدک دھرم سنبندھی تمام کتابیں بکفایت ملسکتی ہے ÷

راجپال منیجر آریہ پستکالیہ و سرسوتی آشرم۔ لاہور